1396

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 22۔ جولائی 2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات آبپاشی وقوت برقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب 2009 (مسودہ قانون نمبر 31 بابت 2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب 2009 کو فوری طور پر زیر غور لانے کی غرض سے صوبائی اسمبلی پنجاب کے قواعد انضباط کار 1997 کے قاعدہ 95 کی مقتضیات ان قواعد کے قاعدہ 234 کے تحت مستثنیٰ کر دی جائیں۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب 2009 فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب 2009 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون گلوبل انسٹیٹیوٹ لاہور 2010 (مسودہ قانون نمبر 18 بابت 2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون گلوبل انسٹیٹیوٹ لاہور2010، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون گلوبل انسٹیٹیوٹ لاہور2010 منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون لاہور لیڈز یونیورسٹی2010 (مسودہ قانون نمبر17 بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون لاہور لیڈز یونیورسٹی2010، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون لاہور لیڈز یونیورسٹی2010 منظور کیا جائے۔

1398

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

جمعرات، 22۔ جولائی 2010

(یوم الخمیس، 9۔ شعبان المعظم 1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بجے زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً
فَأَخْرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلْفُلْكَ لِتَجْرِىَ
فِى ٱلْبَحْرِ بِأَمْرِهِۦ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلْأَنْهَٰرَ ﴿٣٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلشَّمْسَ وَ
ٱلْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلَّيْلَ وَٱلنَّهَارَ ﴿٣٣﴾ وَءَاتَىٰكُم مِّن كُلِّ مَا
سَأَلْتُمُوهُ ۚ وَإِن تَعُدُّوا۟ نِعْمَتَ ٱللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ ٱلْإِنسَٰنَ
لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾

سُوۡرَةُ ابراھیم آیات 32 تا 34

اللہ ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے مینہ برسایا۔ پھر اس سے تمھارے کھانے کے لئے پھل پیدا کئے اور کشتیوں (اور جہازوں) کو تمھارے زیر فرمان کیا تاکہ دریا (اور سمندر) میں اس کے حکم سے چلیں اور نہروں کو بھی تمھارے زیر فرمان کیاo اور سورج اور چاند کو تمھارے لئے کام میں لگا دیا کہ دونوں (دن رات) ایک دستور پر چل رہے ہیں اور رات اور دن کو بھی تمھاری خاطر کام میں لگا دیاo اور جو کچھ تم نے مانگا سب میں سے تم کو عنایت کیا اور اگر اللہ کے احسان گننے لگو تو شمار نہ کر سکو (مگر لوگ نعمتوں کا شکر نہیں کرتے)o

وماعلینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
تجھ سے در در سے ہے سگ سگ سے ہے نسبت مجھ کو
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا
تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

سوالات

(محکمہ جات آبپاشی و قوت برقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈا پر محکمہ جات آبپاشی و قوت برقی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ میں ایک بار پھر یہ بات دہرانا چاہتا ہوں کہ ماسوائے قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف باقی تمام حضرات سے میری گزارش ہے کہ دوران وقفہ سوالات کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہ لیا جائے .I will be grateful پہلا سوال محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا ہے۔ نمبر پکاریں۔

محترمہ طلعت یعقوب: سوال نمبر 359 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ انہار فیصل آباد ڈویژن میں بیلداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*359: **محترمہ طلعت یعقوب:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) محکمہ انہار فیصل آباد ڈویژن میں بیلداروں کی کل تعداد کیا ہے ؟

(ب) کیا مذکورہ ڈویژن میں بیلداروں کی اسامیاں خالی ہیں، اگر ہاں تو ان کی تعداد اور جگہ کیا ہے ؟

(ج) کیا محکمہ کا مذکورہ ڈویژن میں خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

(الف) محکمہ انہار فیصل آباد ڈویژن میں بیلداروں کی کل تعداد 89 ہے۔

(ب) فیصل آباد ڈویژن میں بیلداروں کی 28 اسامیاں خالی ہیں۔ یہ اسامیاں ضلع حافظ آباد، ضلع فیصل آباد اور ضلع جھنگ میں واقع ہیں۔

(ج) فیصل آباد ڈویژن کے بیشتر راجباؤں کا انتظام و انصرام متعلقہ کسانوں کی تنظیموں کے سپرد کیا جا چکا ہے اس لئے موجودہ صورتحال میں بیلداروں کی خالی اسامیاں پُر کرنے کا ذمہ FO,s (فارمر آرگنائزیشن) کا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ فیصل آباد ڈویژن میں بیلداروں کی 28 اسامیاں خالی ہیں اور یہ اسامیاں ضلع حافظ آباد، ضلع فیصل آباد اور ضلع جھنگ میں واقع ہیں۔ اس حوالے سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ضلع حافظ آباد، ضلع فیصل آباد اور ضلع جھنگ میں کتنی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! خالی اسامیوں کے حوالے سے جواب یہ ہے کہ بنیادی طور پر ان اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے کسان تنظیموں کا کام ہوتا ہے اور کسان تنظیموں کا الیکشن اگست تک مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ یہ نہیں پوچھ رہیں۔ وہ آپ سے یہ پوچھ رہی ہیں کہ ضلع حافظ آباد، فیصل آباد اور جھنگ میں کتنی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! الگ الگ تفصیل میرے پاس نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے اس کی تفصیل مانگ رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! ٹوٹل اٹھائیس ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹوٹل کا تو آپ نے لکھ دیا جو ٹھیک ہے۔ اب وہ آپ سے یہ پوچھ رہی ہیں کہ ایک ایک ضلع کی مجھے تفصیل بتائیں کہ کتنی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جی، میں بتاتی ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ابھی آپ کا ضمنی سوال نہیں ہو گا۔ پہلے والے کا جواب آنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! ضلع حافظ آباد میں چودہ، فیصل آباد میں دس اور جھنگ میں چار اسامیاں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ان کے جواب کے مطابق اگر farmers' organization تشکیل دی گئی ہے تو اس کا طریق کار کیا تھا، تنظیم کے قواعد و قوانین کیا تھے، کس کے تحت یہ کام کرتی ہیں اور بیلداروں کو تنخواہ کون دیتا ہے؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہی ہیں کہ بیلداروں کو تنخواہیں کون دیتا ہے اور جو آپ نے FO's بنایا ہے اس کا طریق کار کیا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! FO's سے مراد farmers organizations ہیں تو ظاہر ہے کہ الیکشن کے طریق کار کے مطابق جو لوگ ان کو elect کرتے ہیں یا ان کا الیکشن کراتے ہیں وہی ان کو تنخواہیں دیتے ہیں۔

معزز ممبران: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ select کہہ رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ select نہیں elect کہہ رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میں نے الیکشن کا ہی کہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ان کا باقاعدہ الیکشن ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! PIDA کے تحت یہ تنظیمیں کام کرتی ہیں اور اسمبلی کے rules کے مطابق یہ تنخواہیں بھی PIDA سے ہی ان بیلداروں کو دی جاتی ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: ضمنی سوال۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں تو فیصل آباد سے ہوں اس لئے میں ہی ضمنی سوال کروں گا۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! اب ادھر سے ہی ضمنی سوال ہو گا کیونکہ آپ کی طرف سے سوال نہیں ہے اور آپ کو طریق کار کا بھی پتا ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے خیال میں اسمبلی کا ہر ممبر سوال کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کر سکتا ہے لیکن میں آپ کو وہ طریق کار بتا دیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر ہمارا سوال نہیں ہو گا تو پھر ہم باہر چلے جایا کریں؟

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔ آپ ساتھ والوں سے پوچھ لیں بلکہ آپ کے قائد حزب اختلاف بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! اس سوال کی تاریخ وصولی 22۔مئی 2008 تھی اور تاریخ ترسیل 14۔جون 2008 تھی۔

جناب سپیکر: کیا فرما رہے ہیں؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! سوال کا جواب 18۔جولائی 2010 کو آیا ہے۔ اس کے جواب جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ فیصل آباد ڈویژن کے بیشتر راجباہوں کا انتظام و انصرام متعلقہ کسانوں کی تنظیموں کے سپرد کیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال کریں اور اوپر دیکھ کر جواب نہ پڑھیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں یہ بات آپ کے notice میں لانا چاہتا ہوں کہ آپ کوئی کمیٹی بنا دیں جو یہ ریکارڈ check کر لے کیونکہ جواب بالکل غلط دیا گیا ہے اور کسان تنظیموں کے ابھی کئی الیکشن ہونے والے ہیں۔ اس کے علاوہ جو کہا گیا ہے کہ بیلداروں کی خالی اسامیاں پُر کرنے کے ذمہ دار FO's ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ الیکشن تو ابھی اگست تک جائیں گے اور یہ سوال 2008 میں دیا گیا تھا تو اب تک انہوں نے بھرتیاں کیوں نہیں کیں؟

جناب سپیکر: کیا میں ہاؤس سے پوچھوں یا آپ سے پوچھوں کہ آپ نے سوال کیا کیا ہے؟ آپ آرام سے بات کریں اور اپنا ضمنی سوال پوچھیں لیکن براہ مہربانی لمبی تقریر ذرا چھوڑ دیا کریں۔ سوال آپ کا کچھ ہوتا ہے اور پہنچ آپ کہیں جاتے ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! سوال کا جواب بالکل غلط ہے۔ آپ کمیٹی بنا کر check کروا لیں کیونکہ فیصل آباد ڈویژن خصوصاً تحصیل سمندری میں صرف ایک نہر کا الیکشن ہوا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے یہ کہا ہے کہ بیشتر راجباہوں کا انتظام و انصرام متعلقہ کسانوں کی تنظیموں کے سپرد کیا جا چکا ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ humble request کر رہا ہوں کہ اگر انتظام دے دیا گیا ہے تو میں آپ سے اس بات پر معذرت بھی کروں گا لیکن ابھی تک تو الیکشن ہی نہیں ہوئے تو یہ سارا انتظام کدھر دے دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: چلیں، ان سے پوچھتے ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: ایک تو سوال کا جواب غلط ہے اور دوسرے نمبر پر یہ کہ جب سوال بھیجا گیا تھا تو اس وقت بھرتی کیوں نہیں کی گئی؟

جناب سپیکر: ابھی مجھے جواب لینے دیں پھر اس کے بعد بات کرتے ہیں۔ جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میں نے ابھی پہلے بھی بتایا تھا، شاید میرے بھائی نے سنا نہیں ہے کہ ان اسامیوں کو پُر کرنا ایگزیکٹو کمیٹیوں کی ذمہ داری ہے اور الیکشن کے حوالے سے انہوں نے task لیا ہوا ہے کہ وہ اگست 2010 تک اس کو مکمل کریں گے۔ ظاہر ہے کہ جب ان کے الیکشن ہو جائیں گے تو یہ ذمہ داری بھی ان FO's کی ہوتی ہے کہ وہ خالی اسامیوں کی بھرتی کریں۔ definitely جب الیکشن ہو جائیں گے اور لوگ nominate ہو جائیں گے تو الیکشن کے بعد اپنے عہدوں پر کام شروع ہو جائے گا۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! کیا یہ کسانوں کے سپرد کیا جا چکا ہے؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہی ہیں کہ جب بھی الیکشن ہوں گے۔

راؤ کاشف رحیم خان: ابھی تک یہ ان کے ذمے کیا ہی نہیں گیا؟

جناب سپیکر: بیشتر جہاں کہیں ہو چکے ہیں ان کی بات ہو رہی ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں تو وہاں کا رہنے والا ہوں اور recently دس پندرہ دن پہلے الیکشن ہوئے ہیں اور ابھی تک تو انہیں انتظام دیا ہی نہیں گیا اس لئے میں تو پہلے سے ہی کہہ رہا ہوں کہ اس سوال کا جواب غلط آیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! بقول راؤ صاحب کے کہ وہاں الیکشن ہوا ہی نہیں تو کیا آپ positive ہیں جو جواب آپ کے پاس آیا ہے؟ اگر یہ جواب غلط ثابت ہوا تو پھر ہم اس کا action لیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! بالکل، ظاہر ہے کہ محکمہ اس کا جوابدہ ہے اور محکمے نے ہی اس کا جواب ہمیں بھیجا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کی مکمل طور پر پڑتال کر کے یہاں ہاؤس میں جواب دیں گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میں check کر کے ہاؤس میں جواب دوں گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کل بھی متعلقہ وزیر نہیں آئے تھے اور آج بھی متعلقہ وزیر نہیں آئے اور ہماری بہن کو آخری وقت میں یہ ذمہ داری دے دی گئی ہے تو پانچ منٹ میں وہ کیا سوالات کی تیاری کریں گی؟

جناب سپیکر: نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وزرائے کرام اسمبلی کے بزنس کو seriously نہیں لے رہے۔ مہربانی کر کے تمام سوالات کو pending کر دیں اور جب وزیر صاحب آئیں تو وہ ان کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، pending کیوں کیا جائے؟ پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کو جواب دینے کا مکمل اختیار ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان کو بالکل اختیار ہے لیکن آج اسمبلی کا وقت شروع ہونے کے بعد پانچ منٹ پہلے ان کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ وزیر صاحب کل کے وقفہ سوالات میں بھی نہیں آئے تھے اور آج بھی نہیں آئے۔ ہمارے وزرائے کرام اسمبلی کے بزنس کو seriously ہی نہیں لے رہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میں ایسے نہیں سمجھتا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کو یہی چیز note کروا رہا ہوں کہ مہربانی کر کے وزیروں سے کہیں کہ وہ اسمبلی کے بزنس کو seriously لیں۔آپ ہماری بہن پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے بھی پوچھ لیں کہ ان سوالات کے جواب دینے کی ذمہ داری ان کو کس وقت دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جب سے یہ پارلیمانی سیکرٹری بنی ہیں تب سے ان کی ذمہ داری ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! انہوں نے یہ جوابات کے کاغذ ہی ابھی دیکھے ہیں جس طرح ہم نے دیکھے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال ملک محمد جاوید اقبال اعوان صاحب کا ہے۔کیا تشریف فرما ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: On his behalf سوال نمبر 1626۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے ملک محمد جاوید اقبال اعوان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لفٹ اریگیشن سکیم کی تفصیلات

*1626: ملک محمد جاوید اقبال اعوان: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لفٹ اریگیشن سکیم کب شروع کی گئی؟

(ب) اس منصوبے سے کتنی زمین سیراب ہوئی، ضلع خوشاب اور میانوالی کی سیراب ہونے والی زمینوں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس سکیم کو بند کر دیا گیا ہے؟

(د) کیا حکومت اس سکیم کو دوبارہ سے شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

(الف) ضلع میانوالی اور ضلع خوشاب میں دو عدد لفٹ اریگیشن سکیمز ہیں۔ جن کی تفصیلات درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام سکیم	تاریخ اجراء
1۔	مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم "اے"	12-09-1990
2۔	مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم "بی"	09-05-1993

(ب)

1۔ مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم "اے" سے ضلع میانوالی اور خوشاب کا 27068 ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(I) ضلع میانوالی 8047ایکڑ

(II) ضلع خوشاب 19021ایکڑ

2۔ مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم "بی" ابھی زیر تکمیل ہے۔ سکیم مکمل ہو جانے پر 18846 ایکڑ رقبہ سیراب ہو سکے گا۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(i) مہاڑ لفٹ سکیم "اے" موقع پر چالو ہے۔

(ii) مہاڑ لفٹ سکیم "بی" کا دوسرا ترمیمی تخمینہ لاگت (2nd Revised PC-I) منظوری کے مراحل میں ہے۔

(د) مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم "بی" کا دوسرا ترمیمی تخمینہ لاگت (2nd Revised PC-I) منظوری کے مراحل میں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جز(ج) میں انہوں نے سوال پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ اس سکیم کو بند کر دیا گیا ہے، اسی طرح جز(د) میں پوچھا ہے کہ کیا حکومت اس سکیم کو دوبارہ سے شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ اگر وہ بند کر دیا گیا ہو تو اس کو دوبارہ چالو کرنے کا ارادہ ہو گا لیکن جواب میں لکھا گیا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ سکیم بند نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پھر آگے جز(ج) کے جواب میں لکھا ہے کہ مہاڑ لفٹ سکیم "اے" موقع پر چالو ہے۔ مہاڑ لفٹ سکیم "بی" کا دوسرا ترمیمی تخمینہ لاگت منظوری کے مراحل میں ہے۔ اسی طرح جز(د) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم "بی" کا دوسرا ترمیمی تخمینہ لاگت بھی منظوری کے مراحل میں ہے۔ یہ سوال 2008 میں پوچھا گیا تھا جب یہ مراحل میں تھا لیکن آج 2010 میں اس کا کیا process ہے یعنی ان دو سالوں میں اس نے کتنے مراحل طے کئے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! ان کو بتائیں کہ اب وہ کس مرحلہ پر پہنچ چکا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! مہاڑ لفٹ سکیم کا PC.I منظوری کے لئے ابھی process میں ہے جس کے لئے تقریباً 48.065 ملین روپے منظور ہوئے ہیں جس کی تفصیل بھی اگر معزز ممبر جاننا چاہیں تو میں بتا سکتی ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ پچھلے دو سال میں PC.I کا status کیا ہے، ان دو سالوں میں کتنے PC.I بنے اور approve ہوئے ہیں۔ اگر ADP میں فنڈ allocate ہوئے ہیں تو اس پراجیکٹ کی دو سالوں میں کیا progress اور پیشرفت ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! second revised پی سی (I) 2008 کو discuss ہو چکا ہے جس پر کچھ اعتراضات تھے جن کی وجہ سے اس کی منظوری ابھی نہیں ہوئی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں پھر یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 2008 میں discuss ہوا تو آج 2010 جولائی کی 22 تاریخ ہے اور 2010 بھی آدھے سے زیادہ گزر چکا ہے تو 2008 میں discuss ہونے کے بعد آج تک اس پر کوئی progress نہیں ہوئی۔ یہی محترمہ بتا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! اس میں کوئی progress اس لئے نہیں ہوئی کہ وہاں کے زمیندار بجلی کی قیمت دینے کو تیار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1716 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پیڈا کی جانب سے بنائی گئی کسان تنظیموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1716: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں اریگیشن اتھارٹی پیڈا نے کسانوں کی کتنی تنظیمیں تشکیل دی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پیڈا نے لوئر چناب کینال ایسٹ کے علاقوں میں 84 کسانوں کی تنظیمیں تشکیل دی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پیڈا نے چشمہ رائٹ بنک کینال پر 50 کے قریب کسان تنظیمیں تشکیل دی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہاولنگر پر 55 اور لوئر جہلم کینال پر 6 کسان تنظیمیں تشکیل دی گئی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

(الف) پنجاب میں اریگیشن اتھارٹی "پیڈا" میں 297 کسان تنظیمیں تشکیل دی جاچکی ہیں۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔بلکہ چشمہ رائٹ کینال پر 30 کسان تنظیمیں تشکیل دی جاچکی ہیں۔

(د) بہاولنگر میں 69 کسان تنظیموں کی تشکیل کا کام مکمل ہو چکا ہے اور لوئر جہلم کینال پر 6 کسان تنظیمیں تشکیل دی جاچکی ہیں اور کام کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب اریگیشن اتھارٹی کی موجودگی میں "پیڈا" کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی اور اسے کیوں نئے سرے سے بنایا گیا جبکہ پنجاب اریگیشن اتھارٹی بھی وہی کام کرتی ہے جو "پیڈا" کرتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! "پیڈا" کی ضرورت شاید اس لئے محسوس کی گئی کہ یہاں پر پانی کی ترسیل اور اس کے نظام کو بہتر بنایا جائے اور "پیڈا" کے تحت کسان تنظیمیں تشکیل دی گئیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! "پیڈا" کا کام کسانوں کی تنظیمیں تشکیل دینا ہے تو آپ اس کی تحقیق کروا کر دیکھ لیں کہ کہیں بھی آپ کو اس کا سسٹم بہتر ہوتا ہوا نظر نہیں آئے گا بلکہ جگہ جگہ پر لڑائیاں، جھگڑے اور فساد دیکھے ہوں گے۔

جناب سپیکر: یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب اریگیشن اتھارٹی بھاری بھر کم تنخواہیں اپنے محکمہ کے ملازمین کو دے رہا ہے تو کیا اس کی موجودگی میں "پیڈا" کا ایک نیا محکمہ خزانے پر بوجھ نہیں ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! اس سوال کا جواب یہ نہیں دے پائیں گی بلکہ اس کا جواب آپ اپنی حکومت کی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں لیں تو یہ بہتر ہوگا۔

محترمہ ساجدہ میر: ضمنی سوال ہے؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کسان تنظیموں کی تشکیل نو کا طریق کار کیا ہے، دوسرے اس کے الیکشن کا طریق کار کیا ہے اور تیسرا یہ کہ "پیڈا" میرے خیال میں اریگیشن کے پورے Department کا نام ہے علیحدہ سے کوئی تنظیم نہیں ہے اور اگر ہے تو اس کے بنانے کے قواعد وضوابط بتائے جائیں؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! قواعد وضوابط کے بارے میں پہلے میں نے بتایا ہے کہ اس کے الیکشن ہوتے ہیں اور الیکشن کے بعد یہ تنظیم تشکیل پاتی ہے اور پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ تنظیموں کے عہدیدار الیکشن کرواتے ہیں تو علاقے کے لوگوں کو اس میں nominate کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: علاقہ کے لوگوں کو نہیں بلکہ کھال پر جن کا رقبہ ہوتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! علاقے کے لوگوں کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ کسانوں کا مسئلہ ہے اور کیا اس کے لئے Rules & Regulations ہیں اور کس طریقے کے تحت یہ الیکشن کروائے جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! علاقے کے کسانوں کو ہی اس میں شامل کیا جاتا ہے اور میرا خیال ہے کہ باہر کے کسی گاؤں سے تو نہیں شامل کیا جاتا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ آپ سے پوچھنا چاہتی ہیں کہ جس کھال سے اس کسان کو پانی ملتا ہو اس کی تنظیم بنتی ہے یا کسی اور کی بنتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! وہاں کا زمیندار یا کسان اس کا حق دار ہوتا ہے اور اسے ہی شامل کیا جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کسان کو الیکشن میں شامل کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جی، بالکل کیا جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: کیسے کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): الیکشن کے ذریعے شامل کیا جاتا ہے۔ ہر کسان جس کی زمینوں کو پانی دیا جاتا ہے وہ "پیڈا" کا ممبر ہوتا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ممبر ہے تو پھر وہ ووٹ دینے کا اہل ہے اور وہ الیکشن لڑ سکتا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے جو بات پوچھی ہے وہ درمیان میں رہ گئی ہے اور گڑبڑ ہو گئی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کھال پنچایت کا کیا مسئلہ ہے اور بالخصوص دیہی علاقوں میں رہنے والے لوگوں کو پتا ہو گا اور آپ کو بھی پتا ہو گا تو یہ اس کی وضاحت کر دیں؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میں ان کی تسلی کے لئے بتا دوں کہ کھال کی سطح کے اوپر یہ الیکشن ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میری request ہے کہ چونکہ Chair کی ruling کی وجہ سے وہ آج مجبوراً نہیں آئے اس لئے اسے pending فرما دیا جائے۔ جب بھی اس محکمہ کے سوال دوبارہ آئیں تو اسے اس میں شامل کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ دوبارہ question دے دیں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اسے pending کر لیا جائے جب وہ ایوان میں حاضر ہو جائیں گے اور اگلی دفعہ محکمہ اریگیشن کے سوالات ہوں تو آپ سیکرٹری اسمبلی کو ہدایت کر دیں کہ یہ اس وقت شامل کر لیں اور آپ اس سوال کو آج pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اسے pending کیا جاتا ہے۔(معزز ممبر چودھری عامر سلطان چیمہ کے سوال نمبر 2079 کو محکمہ اریگیشن کے سوالات کی اگلی باری تک کے لئے ملتوی کیا گیا)

اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 2181 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

نارنگ منڈی بریار کہنہ مرالہ راوی ایم آر لنک کینال پر بند کی تفصیلات

*2181: **محترمہ طلعت یعقوب:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نارنگ منڈی کے نواحی سرحدی علاقے بریار کہنہ کے ساتھ مرالہ راوی (ایم آر) لنک کینال کے کٹاؤ کو روکنے کے لئے بند بنایا گیا تھا، اگر ہاں تو کب اور اس پر کتنی رقم خرچ ہوئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کینال پر بند تعمیر کرنے کے باوجود ایک بار پھر نہر کے پانی کی وجہ سے کٹاؤ میں شدت آ گئی ہے کیونکہ مذکورہ بند پتھر کی بجائے مٹی سے تعمیر کیا گیا تھا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بند کی ناقص تعمیر کی تحقیقات کروانے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ نارنگ منڈی کے نواحی سرحدی علاقے بریار کہنہ کے ساتھ مرالہ راوی (ایم آر) لنک کینال کے کٹاؤ کو روکنے کے لئے مالی سال 2004 میں دو بند اور ایک کیونٹ تعمیر

کی گئی۔یہ بند دریا کے پرانے راستے کو بند کرنے کے لئے بنائے گئے تھے اس منصوبے پر 29.169ملین روپے لاگت آئی تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ کینال پر بند تعمیر کرنے کے باوجود ایک دفعہ پھر نہر کے پانی کی وجہ سے کٹاؤ میں شدت آ گئی اور دریا کے رُخ کو تبدیل کرنے کے لئے Irrigation Research Institute سے ماڈل سٹڈی کروائی گئی۔ماڈل سٹڈی کی رپورٹ کے مطابق منصوبہ بنایا گیااور کام منظور شدہ منصوبے کے مطابق کروایا گیا جس میں پتھر اور مٹی کا کام دونوں شامل تھے لیکن دریا نے اپنا پرانا رخ اختیار کرنے کی کوشش کی جس کی وجہ سے نئی تعمیر شدہ کیونٹ کو نقصان ہوااور ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے پرنسپل ریسرچ آفیسر کو موقع دکھایا گیااوران کی ہدایات کے مطابق پراجیکٹ اسٹیمیٹ بنایا گیا جو کہ منظوری کے مراحل میں ہے۔

(ج) چونکہ منصوبہ تکنیکی تخمینہ کی منظوری کے مطابق مکمل ہوا تھااور منصوبہ مکمل ہونے کے بعد بھی محکمہ ہذا کے افسران اور ڈائریکٹر وجیلینس کا موقع ملاحظہ کروایا گیا تھا اور انہوں نے منصوبہ کو تصریحات کے مطابق درست قرار دیا تھااس لئے اس میں مزید تحقیق کی ضرورت نہ ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر!میرے سوال کے جز(ب)کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "ماڈل سٹڈی کی رپورٹ کے مطابق منصوبہ بنایا گیااور کام منظور شدہ منصوبے کے مطابق کروایا گیا جس میں پتھر اور مٹی کا کام دونوں شامل تھے لیکن دریا نے اپنا پرانارخ اختیار کرنے کی کوشش کی جس کی وجہ سے نئی تعمیر شدہ کیونٹ کو نقصان پہنچا"۔اس ضمن میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ حقیقت نہ ہے کہ مذکورہ بند صرف مٹی سے بنایا گیا تھااور پتھر اس میں شامل نہ تھے جس کی تعمیر پر29.169ملین روپے لاگت آئی تھی اور plea یہ لی گئی کہ دریا نے اپنا پرانارخ اختیار کرنے کی کوشش کی ہے تو کیا دریا نے واقعی رخ تبدیل کرلیا تھا جس کی وجہ سے کیونٹ کو نقصان پہنچااور اب ایک نئے بند کی تعمیر کے لئے estimate تیار کیا جارہا ہے اور یہ نیا estimate کتنی رقم کا ہو گا؟

جناب سپیکر: نیا estimate کتنی رقم کا ہو گا اور plus پہلی بات ان کی جو سن لی ہے کہ اس میں صرف مٹی استعمال کی تھی یا پتھر بھی استعمال ہوا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی(محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر!نہیں،یہ درست نہیں ہے بلکہ اس میں مٹی اور پتھر دونوں شامل کئے گئے تھے اور دریا کارخ تبدیل ہونے کی وجہ سے سارا

damage عمل میں آیا ہے۔اس میں کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ محکمہ کی کوئی لاپرواہی یا محکمہ نے کوئی غلط مٹیریل استعمال کیا جس کی وجہ سے یہ damage عمل میں آیا۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! کیا حکومت اس بند کی ناقص تعمیر کی تحقیقات کرانے کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! بالکل۔ظاہر ہے کہ یہ محکمہ کی ذمہ داری ہے کہ حکومت کے نوٹس میں اگر کوئی ایسی چیز آتی ہے جیسا کہ محترمہ نے کہا تو اس کی تحقیقات ضرور ہوتی ہے۔اب میں اس کو recheck کر لوں گی اگر اس میں کوئی ایسی بات ہوئی تو محکمہ اس پر فوری طور پر ایکشن لے گا اور ذمہ داران کو سزا دی جائے گی۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس کو note فرمالیں اور پھر ہاؤس کو بھی بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میں نے اس کو note کر لیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ طلعت یعقوب!

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! کیا دوبارہ اس بند پر 29.169 ملین روپے لاگت آئے گی؟

جناب سپیکر: کیا اس کو دوبارہ بنا رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! اگر انوسٹی گیشن میں کوئی ایسی بات نظر آتی ہے، کوئی نقصان ہوا ہے اور دریا خراب ہوا ہے تو اس کی مرمت محکمہ کروائے گا لیکن یہ نہیں بتایا جا سکتا کہ اس میں کتنی لاگت آئے گی کیونکہ ہماری اطلاع کے مطابق تو damage نہیں ہے، ہم نے جو اس کی مرمت کی اور تعمیر کی ہے وہ ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کر لیں۔

جناب سپیکر: چلیں، وہ سلوک کر لیتے ہیں۔ (معزز ممبر چودھری عامر سلطان چیمہ کے سوال نمبر 2480 کو محکمہ اریگیشن کے سوالات کی اگلی باری تک کے لئے ملتوی کیا گیا)

اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! on his behalf (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال نمبر بولیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال نمبر 2602 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

شیخ علاؤالدین: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

وارابندی کے لئے جنرل ہدایات وقانونی حیثیت کی تفصیلات

*2602: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وارابندی کے لئے جنرل ہدایات تو ہیں لیکن قانونی حیثیت نہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وارابندی کے لئے کوئی قانون بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ پنجاب کے تمام سرکل میں ایک جیسا نظام قائم ہو، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

(الف) درست نہ ہے۔

وارابندی کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ کی دفعہ 68 کے تحت بنائی جاتی ہے جس میں درج قانونی تقاضے پورے کرنے لازم ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1. شکایت کنندہ کی طرف سے درخواست کا سب ڈویژنل کینال آفیسر / ڈپٹی کلکٹر کو باضابطہ دائر کرنا۔
2. متعلقین کو نوٹس سماعت کا اجرا۔
3. سب ڈویژنل کینال آفیسر / ڈپٹی کلکٹر درخواست میں درج شکایت کی تحقیقات (انکوائری) کرنا۔
4. کھال کی منظوری اور حصول اراضی کا طریق کار۔
5. شکایت کے متعلق حکم کا اجرا۔
6. سب ڈویژنل کینال آفیسر / ڈپٹی کلکٹر کی طرف سے وارابندی کی منظوری کے حکم کے خلاف اپیل کا دائر ہونا اور نمٹانا۔

البتہ وارابندی کے بنانے کے لئے کچھ اصول وضع کئے گئے ہیں جو ریونیو مینوئل میں اپنڈکس (E) کے طور پر درج ہیں۔ مندرجہ بالا قانون اور طریق کار کے تحت وارابندی کا نظام ایک صدی سے رائج العمل ہے۔

(ب) مذکورہ بالا حالات میں حکومت وارابندی کے رائج العمل نظام میں کوئی تبدیلی کا ارادہ نہیں رکھتی کیونکہ کاشتکاران کو اس نظام سے کوئی شکایت ہے اور نہ ہی ہائیکورٹ سے کوئی مشاہدات بذریعہ ایڈووکیٹ جنرل موصول ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (الف) کے نمبر 5 پر شکایت کے متعلق حکم کا اجراء ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پہلے جیسے کینال مجسٹریٹ ہوتے تھے، حکومت کا کینال مجسٹریٹ سسٹم شروع کرنے کا کوئی خیال ہے، ان کے نہ ہونے کی وجہ سے نہروں کے کنارے توڑ دیئے گئے ہیں وہاں monitoring ہو سکتی ہے، نہ monitor ہو سکتا ہے اور موگے توڑ دیئے گئے ہیں۔ موگوں کے اوپر جو ظلم ہو رہا ہے tail پر نہیں ہے کیا حکومت یہ چاہتی ہے کہ اس سسٹم کو دوبارہ revive کیا جائے، کوئی ایسا خیال ہے، باقی میں پھر سوال کروں گا کہ ہو کیا رہا ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ معاملہ ان کے متعلقہ نہیں ہے، یہ معاملہ قانون کے متعلقہ ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ خود زمیندار ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ کینال مجسٹریٹ ہوتے تھے اور موقع پر سزائیں دیتے تھے۔ اب تو پرچہ ہوتا ہے تو اس کے بعد پولیس جاتی ہی نہیں ہے اور زمینداروں کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت کینال مجسٹریٹ سسٹم دوبارہ شروع کرنا چاہتی ہے، جو ایک tested system ہے؟

جناب سپیکر: اگر آپ کے پاس اس کا کوئی جواب ہے تو بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! اس میں ہر SDO کینال مجسٹریٹ ہوتا ہے اور اپنے اختیارات کو استعمال کرتا ہے۔

جناب سپیکر: ان کے پاس کینال مجسٹریٹ ہیں۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب! نہیں ہیں۔ یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ نہیں ہیں۔ اب یہ سسٹم ہی نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! آپ کے کہنے سے میں نہیں سمجھتی، ظاہر ہے کہ محکمہ نے جو کہا ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! چلیں آپ بتائیں کہ اب کیا کینال مجسٹریٹ ہیں؟ انہوں نے تو ریسٹ ہاؤس تک بیچ دیئے ہیں جہاں وہ بیٹھا کرتا تھا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، موجود ہیں۔ وہ کہہ رہی ہیں کہ موجود ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جو چالان جاتے ہیں کیا کینال مجسٹریٹ سنتا ہے؟ آپ ہی فیصلہ کریں۔

جناب سپیکر: ان کے پاس اختیارات ہوتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! SDO اور XEN کو اضافی اختیارات دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: حضرت صاحب! جانے دیں اس سوال کو اور آپ مہربانی کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ نے ان کو ہی defend کرنا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی نہیں، میں defend نہیں کرتا، میں حقیقت کی بات کرتا ہوں۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رُباب ملک کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ رفعت سلطانہ ڈار کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! on her behalf (معزز خاتون ممبر نے محترمہ رفعت سلطانہ ڈار کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال نمبر بولیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 2882 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

صوبہ پنجاب، سال 09-2008 میں بھل صفائی پر لاگت کی تفصیلات

*2882: **محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

صوبہ پنجاب میں بھل صفائی مہم 09-2008 کے دوران کتنی نہروں، راجباہوں اور چینلز کی صفائی کی گئی اور اس مہم پر کتنی لاگت آئی، ہر ضلع کی الگ الگ تفصیل بیان کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

صوبہ پنجاب میں بھل صفائی مہم برائے سال 09-2008 میں 733 نہروں، راجباہوں اور چینلز کی صفائی کی گئی جس پر 163.70 ملین روپے لاگت آئی جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کن کن نہروں کی صفائی ہوئی اور ان نہروں سے نکلنے والی مٹی کیا فروخت کی گئی یا کن کسانوں یا اہلکاروں کو دی گئی کہ وہ اپنی زمینوں میں جا کر استعمال کر سکیں؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہی ہیں کہ کن کن نہروں کی صفائی کی گئی اور اس کی مٹی جو نکلی ہے وہ کس کو فروخت کی گئی یا کسی کو دے دی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): کن کن نہروں کی صفائی کی گئی ہے اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے یہ وہاں سے دیکھ سکتی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! ایوان کی میز پر تو میں نہیں آ سکتی۔ میں تو آپ کو کہوں گی۔۔۔

جناب سپیکر: کیوں نہیں آ سکتے؟ انہوں نے لکھ کر بھیج دیا ہے وہ آپ پڑھ لیں، آپ کو پڑھنے کا اختیار ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ فیصل آباد کے متعلق رفعت سلطانہ ڈار کا سوال تھا۔ اب فیصل آباد کی کن کن نہروں کی صفائی کی گئی ہے، جو مٹی کا مسئلہ ہے وہ کن کن اہلکاروں کو دی گئی ہے یا کن کسانوں کو دی گئی ہے یا وہ بیچی گئی ہے اس کے بارے میں بتایا جائے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! اگر آپ حکم دیتے ہیں تو میں اس کی تفصیل بتا دیتی ہوں ویسے میں نے ان کی اطلاع کے لئے عرض کیا ہے کہ تمام ڈسٹرکٹ

کی تفصیل ایوان کی میز پر موجود ہے۔ جہاں تک مٹی نکالنے کی بات ہے تو مٹی نکالی جاتی ہے اور نہروں کے پشتوں کو مضبوط کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ اتنی زرخیز مٹی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ قابل کاشت زمینوں میں استعمال کرنے کے لئے کیا اس مٹی کا کوئی حق نہیں ہے؟ نہروں کی پشتیں تو بہہ گئی ہیں۔ ابھی کل ہی شاہ کوٹ میں ایک نہر کی پشت گری ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتا دیا ہے، اب اس میں اور کیا پوچھنا چاہتی ہیں؟ انہوں نے بتا دیا ہے کہ وہ پشتوں پر لگائی جاتی ہے۔ اگلا سوال چودھری جاوید حسن گجر کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ disposed of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3144 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

مالی سال 09-2008 میں بھل صفائی کی تفصیلات

*3144: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال 09-2008 میں پنجاب حکومت نے بھل صفائی پر کل کتنی رقم خرچ کی، تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) پنجاب حکومت نے متذکرہ سال میں کن کن علاقوں میں بھل صفائی کروائی، تفصیل بیان کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

(الف) مالی سال 09-2008 میں بھل صفائی پر صوبہ پنجاب میں کل رقم 163.70 ملین روپے خرچ ہوئی جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بھل صفائی کس مہینے میں کروائی جاتی ہے اور کیا لاہور کینال کی صفائی کروائی گئی ہے ؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! لاہور کینال کی بھل صفائی اس کے proper time پر کروائی گئی ہے اور میرا خیال ہے کہ میری بہن لاہور میں ہی رہتی ہیں اور ہم سب نے ہی دیکھا ہے کہ تقریباً دو اڑھائی ماہ تک اس کی صفائی مختلف جگہوں سے ہوتی رہی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے مہینہ پوچھا ہے کہ کس مہینے میں صفائی کروائی جاتی ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! یہ صفائی اپریل سے مئی تک ہوتی رہی ہے۔

جناب سپیکر: اپریل سے مئی تک انہوں نے صفائی کروائی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ جواب درست نہیں ہے۔ میں نے صرف لاہور کینال کے متعلق یہ سوال نہیں کیا، میں نے generally پوچھا ہے کہ جو بھل صفائی کی مہم شروع ہوتی ہے وہ کس مہینے میں ہوتی ہے اور ساتھ میں نے یہ ضمنی سوال کیا ہے کہ آیا لاہور کینال کی صفائی کروائی گئی ہے ؟

جناب سپیکر: انہوں نے بتادیا ہے کہ لاہور کینال کی صفائی کروائی گئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! دسمبر کے مہینے میں بھل صفائی شروع ہوتی ہے اور اس کا process مختلف شہروں میں مختلف ٹائم میں ہوتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اب میرا ضمنی سوال اس میں یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ لاہور کینال کی صفائی کروائی گئی ہے تو اس پر کتنی لاگت آئی ہے ؟ آپ اس کا ابھی پانی رکواکر دیکھ لیں صرف مغل پورہ انڈر پاس سے مال روڈ تک، اگر پچاس ٹن کوڑا نہ نکلے تو آپ کہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے آپ کو لکھ کر جواب دے دیا ہے، 163 ملین اس پر خرچ ہوا ہے۔ اب اس میں آپ اور کیا پوچھنا چاہتی ہیں ؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں صرف یہ پوچھ رہی ہوں کہ صرف لاہور کینال پر جو لاگت آئی ہے، اتنا خرچہ ہوا ہے اور اتنے مہینے صفائی ہوتی رہی ہے۔ یہ ایسے نہیں ہوا ہے، یہ جواب غلط ہے۔ جنہوں نے صفائی ہوتے دیکھا ہے اور اب بھی جب کینال خشک ہوتی ہے تو اس میں کتنا کچرا اور کوڑا ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ یہ کہہ دینا کہ یہ جواب درست نہیں ہے اس کی تحقیق ہونی چاہئے، مہربانی کر کے ذرا سوچ سمجھ کر بات کریں۔ وہ اس ہاؤس کی معزز ممبر ہیں تو آپ کو بھی بات اچھے طریقے سے کرنی چاہئے۔ یہ غلط جواب نہیں ہے۔ انہوں نے تفصیلی جواب دے دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! ان کو شاید معلوم نہیں ہے، لاہور میں تو یہ بھی رہتی ہیں۔ میری معزز ممبر کو یہ پتا ہونا چاہئے کہ لاہور کی نہر جب صاف کی جاتی ہے تو ٹھیک آٹھ دن کے بعد ہمارے یہاں کے لوگوں کی مہربانی سے وہ نہر دوبارہ گندی ہو جاتی ہے۔ اس کے اندر کھانے کی چیزیں، لفافے اور اس طرح کی چیزیں جب پھینکی جاتی ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ نہر پندرہ دن کے بعد دوبارہ گندی ہونا شروع ہو جاتی ہے اور جہاں انہوں نے کہا کہ ہزاروں ٹن کوڑا اس وقت نہر کے نیچے موجود ہوگا۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ آپ صرف ایک چیز بتا دیں کہ اس کی بھل صفائی پر کتنا خرچہ آیا ہے، آپ بتا سکتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! محکمہ سے پوچھ کر خرچہ بتا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ general تو آپ نے بتا دیا ہے کہ 163.70 ملین روپے خرچہ آیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میرے خیال میں انہوں نے لاہور کی نہر کے بارے میں پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاہور کی نہر کے بارے میں پوچھا ہے۔ آپ بتا سکتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! اندازاً ہی بتا سکتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، جلدی بتائیں۔

معزز ممبران: ٹائم ختم ہو گیا۔

جناب سپیکر: جی، ٹائم تو ختم ہو گیا ہے لیکن جواب تو لے لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! اس کا صحیح جواب تو محکمہ بہتر طور پر بتا سکتا ہے اور محکمہ اس وقت خاموش ہے تو میں کیا کروں؟

جناب سپیکر: چلیں! وہ آپ بعد میں بتا دینا، ہم پوچھ لیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! یہ تقریباً 17 نہروں کی صفائی پر 30 لاکھ روپے کا خرچہ آیا ہے۔

جناب سپیکر: میں لاہور کا پوچھ رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میں لاہور کا ہی بتا رہی ہوں کہ لاہور میں انہوں نے سترہ پورشن کئے ہوئے ہیں اس پر تقریباً 30 لاکھ روپے خرچ آیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال شیر علی خان صاحب کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: on his behalf.

جناب سپیکر: سوال نمبر بولئے گا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سوال نمبر 3206 ہے۔ میری گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ویسے آپ دو سوال پوچھ چکے ہیں اور آپ پر پابندی عائد ہو گئی ہے۔ جی، محترمہ! آپ پوچھ لیں اور سوال کا نمبر بولئے گا؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! سوال نمبر 3206 ہے اور اس کا جواب ذرا پڑھ دیں۔ (معزز خاتون ممبر نے جناب شیر علی خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

نہری نظام کی اصلاحات کے لئے بنائی گئی کمیٹی و دیگر تفصیلات

*3206: جناب شیر علی خان: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہری نظام کی اصلاحات کے لئے چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ کی زیر نگرانی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی؟

(ب) مذکورہ کمیٹی کے ممبران کے نام و عہدے کیا ہیں اور کمیٹی کی اب تک کتنی میٹنگز ہو چکی ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ PIDA کے تحت چلنے والے نہری نظام کو ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پیڈا کے زیر انتظام اصلاحات کے کام کو نامکمل چھوڑنے سے حکومتی خزانہ کو کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے، اگر ہاں تو ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے اور ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ جواب پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! پورا جواب پڑھ دوں؟

جناب سپیکر: جی، پورا جواب پڑھ دیں کیونکہ وہ پورا جواب پوچھ رہی ہیں اور ان کی مرضی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ نہری نظام کی اصلاحات کے لئے چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ کی زیر نگرانی ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔

(ب) اس کمیٹی کی اب تک تین میٹنگز ہو چکی ہیں۔ اس کی تفصیل لف ہے۔

نمبر شمار	نام و عہدہ	عہدہ
1	اسرار الحق، چیف سٹریٹیجک پلاننگ اینڈ ریفارم یونٹ، اریگیشن اینڈ پاور ڈیپارٹمنٹ	کنوینر
2	وحید الزمان، سینئر واٹر ریسورس وار یگیشن سپیشلسٹ، ورلڈ بنک ریذیڈنٹ مشن اسلام آباد	ممبر
3	نمائندہ ایشین ڈویلپمنٹ بنک، ریذیڈنٹ مشن اسلام آباد	ممبر
4	ارائی ہاروکیہ، جائیکا ایکسپرٹ، نمائندہ جائیکا، پاکستان آفس اسلام آباد	ممبر
5	مسٹر عامر بخاری، جاپان بنک انٹرنیشنل کوآپریشن، پاکستان آفس اسلام آباد	ممبر
6	نمائندہ انٹرنیشنل واٹر مینجمنٹ انسٹیٹیوٹ، پاکستان لاہور	ممبر
7	نمائندہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ، گورنمنٹ پنجاب، لاہور	ممبر
8	نمائندہ محکمہ زراعت، گورنمنٹ پنجاب، لاہور	ممبر
9	نمائندہ محکمہ خزانہ، گورنمنٹ پنجاب، لاہور	ممبر
10	جنرل مینجر (ٹی ایم) پیڈا	ممبر
11	چیف ایگزیکٹو ایریا واٹر بورڈ ایل سی سی (ایسٹ) سرکل فیصل آباد	ممبر
12	نمائندہ کسان تنظیم	ممبر

(ج) درست نہ ہے کہ پیڈا کے تحت چلنے والے نہری نظام کو ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے۔

(د) درست نہ ہے کیونکہ پیڈا کے زیر انتظام نہری نظام کی اصلاحات کا کام جاری ہے اور نہ ہی قومی خزانہ کو کوئی نقصان ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا سوال پڑھانے کا جو مقصد تھا وہ یہی تھا کہ اگر وہ تفصیل پڑھتیں تو انہیں یہ پتا چلتا کہ جز(ب) کے جواب کے ٹیبل میں جو کچھ درج ہے اس میں آدھے لوگ جو ہیں وہ ان کے نمائندے موجود ہیں اور باقی کے عہدیداران کے نام دیئے گئے ہیں۔ اب جبکہ میں اس کو خود ہی clear کر چکی ہوں کہ اس میں نمائندہ، نمائندہ، نمائندہ بیٹھے ہوئے ہیں اور ان نمائندوں کے نام بتائیں اور نمبر دو یہ بتائیں کہ اس کی آخری میٹنگ 2009 یا 2010 میں کب ہوئی تھی اور اس میٹنگ میں کیا یہی لوگ قائم رکھے گئے ہیں اور جن کے نام دیئے گئے ہیں کیا یہی لوگ موجود ہیں یا change ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ بتائیں کہ 2010 میں کیا یہی لوگ موجود ہیں یا تبدیل ہو گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک) جناب سپیکر! یہی لوگ موجود ہیں اور یہ جو پیچھے تفصیل دی ہوئی ہے اس میں ان تمام نمائندوں کے نام لکھے ہوئے ہیں اور آپ اس کو دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس میں ان تمام کے نام نہیں دیئے ہوئے اور اسی لئے تو کہا ہے کہ آپ اسے پڑھیں۔ آپ دیکھیں کہ تین نمبر پر جو نمائندہ ہے وہ کون ہے، باقی نمائندے کون ہیں جو یہی اگر قائم ہیں تو ان کے نام ہیں یا نہیں ہیں، کیا اسرار الحق صاحب ابھی تک موجود ہیں، وحید الزمان صاحب ابھی تک موجود ہیں یا نہیں، مسٹر عامر بخاری جاپان بنک کے وہ ابھی تک ہیں یا نہیں اور یہ کون لوگ ہیں؟ یہ جواب نامکمل ہے، اس کو pending کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ pending نہیں کیا جا سکتا ہے۔ کسی بھی محکمہ میں افسران آتے اور جاتے رہتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مہربانی کریں اور آپ اس طرح نہ کریں۔ آخری میٹنگ جب 2009 اور 2010 میں ہو رہی ہے اگر اس میں بھی یہ پورا management system مکمل نہیں ہوا تو اقرار کریں کہ یہاں پر کوئی کام نہیں ہو رہا اور اللہ توکل چل رہا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک) جناب سپیکر! تمام تفصیل میں یہ نمائندوں کے نام اور عہدے لکھے ہوئے ہیں اور یہ نمائندے کام کر رہے ہیں اور ان نمائندوں کا کس کس محکمے سے کہاں کہاں تعلق ہے اس کی تفصیل بھی اس میں لکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے ساری تفصیل لکھی ہوئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک) جناب سپیکر! اس میں مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ انہیں کیا problem ہے؟

جناب سپیکر: جی، نام نہیں ہوتا بلکہ ان کا نمائندہ ہوتا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جو آخری میٹنگ 2010 میں ہوئی ہے اس میں انٹرنیشنل واٹر مینجمنٹ کا نمائندہ اور پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کا نمائندہ کون آیا تھا، مہربانی کرکے دو کے نام بتادیں کہ پچھلی آخری میٹنگ میں وہ دونوں کون تھے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ ان کو پہلے سوال کا جواب دینے دیں پھر آپ بات کریں گے۔ جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک) جناب سپیکر! جہاں تک محکمہ کے افسران کا تعلق ہے تو ان کی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اور ان کی جگہ پر نئے افسران آتے رہتے ہیں لیکن جو دوسرے محکمہ میں باہر کے لوگ ہیں وہ ابھی تک موجود ہیں اور وہ سب اپنی نمائندگی کررہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: مہربانی، جی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کی proper تیاری نہیں ہے جس کی وجہ سے ان پر پریشر بڑھ رہا ہے اس لئے ہم ان کو چھوڑتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ جی، میاں رفیق صاحب! آپ جلدی سے فرمالیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ

جناب سپیکر: دیکھیں! میری بات سنیں کہ اس پر Bell ہو چکی ہے۔ Next question پر آجائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! نہایت ضروری ہے اور یہ ہماری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: اللہ آپ کو لمبی زندگی دے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! نہری نظام سے ہم لوگ زندگی پانے والے ہیں اور ہمارا ہی اس میں نمائندہ کوئی نہیں ہے اور سارے پنجاب سے، آخر میں لکھا ہوا ہے کہ نمائندہ کسان تنظم اور کون خوش قسمت ایک نمائندہ ہوگا؟ اس تنظیمی کمیٹی میں ایک نمائندہ رکھا گیا ہے اور یہ زیادتی، ظلم اور ناانصافی ہے۔ یہ کمیٹی ہی غلط ہے۔ اس میں کسانوں کے نمائندے شامل کئے جانے چاہئیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ نے ان کا پوائنٹ نوٹ کر لیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ یہ کمیٹی ہی غلط ہے، اس میں کسانوں کے نمائندے اور زیادہ ہونے چاہئیں اور یہ بات کافی حد تک درست ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کے دو سوال پہلے ہو چکے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ایک سوال ہوا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں دو ہو چکے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! نہیں ایک ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اچھا ایک ہوا ہے۔ چلیں، سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! کیا دو سے زیادہ نہیں ہو سکتے تاکہ میں آئندہ پھر دو ہی بھیجا کروں؟

جناب سپیکر: جی، اللہ خیر رکھے آپ کو پتا ہونا چاہئے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 3266 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور پی پی-157 میں موضع جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3266: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-157 میں کل کتنے موضع جات آتے ہیں، ان کی تفصیل فراہم کریں؟

(ب) کیا مذکورہ حلقے میں آنے والے موضع جات میں آنے والی زرعی زمینوں کو لاہور کینال سے پانی فراہم کیا جاتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک)

(الف) حلقہ پی پی-157 میں آنے والے موضع جات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام نہر	نام راجباہ	نام موضع	قابل کاشت رقبہ
لاہور برانچ	کوڑا	ہربنس پورہ	328 ایکڑ
		چنڈیاں	157 ایکڑ
		تاج پورہ	980 ایکڑ
		لاہور چھاؤنی	198 ایکڑ
		ٹوٹل رقبہ	1663 ایکڑ

(ب) مذکورہ حلقہ میں آنے والے موضع جات کی زرعی زمینوں کو لاہور برانچ کینال کی کوڑا ڈسٹری بیوٹری سے پانی فراہم کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کوڑا ڈسٹری بیوٹری سے چھوٹے بڑے کھالے نکلتے ہیں جو 1663 ایکڑ کو سیراب کرتے ہیں ان کی مرمت اور جو عملہ اس کی نگرانی کرتا ہے اس پر کتنے اخراجات آتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، جو 1663 ایکڑ پر خرچہ آتا ہے وہ پوچھ رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک) جناب سپیکر! اس کی تفصیل تو دی ہوئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال کیا ہے اور انہوں نے صرف یہ بتایا ہے کہ کوڑا ڈسٹری بیوٹری سے وہ حلقہ سیراب کیا جاتا ہے۔ کوڑا ڈسٹری بیوٹری سے جو چھوٹے اور بڑے کھالے نکلتے ہیں ان کے ذریعے ہی اس علاقے کو سیراب کیا جاتا ہے۔ ان کھالوں کی مرمت اور جو عملہ اس کی نگرانی کرتا ہے ان کے کیا اخراجات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ عملہ پر اخراجات پوچھ رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک) جناب سپیکر! اس کی تفصیل اس وقت تو میرے پاس نہیں ہے لیکن ان کو بعد میں فراہم کر دی جائے گی۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! اس پر میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں ہے کہ پی پی۔157 میں کل کتنے موضع جات آتے ہیں تو انہوں نے لکھا ہے کہ ہر بنس پورہ چنڈیاں تاج پورہ اور لاہور چھاؤنی، تو میرا سوال یہ ہے کہ لاہور چھاؤنی کون سا موضع ہے اور یہ لفظ "کوڑا" ہے، مجھے تو یہ کُوڑا ہی کوڑا لگ رہا ہے۔ محکمہ والے کُوڑا ہی بھیج دیتے ہیں۔ کوئی چیز نہیں بھیجتے۔ مجھے یہ بتائیں کہ لاہور چھاؤنی کون سا موضع ہے؟

جناب سپیکر: کُوڑا نہیں ہے، کوڑا ہے۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! میں تو اس کو کُوڑا ہی کہوں گا۔ جب جواب کُوڑا آیا ہے تو یہ کُوڑا ہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاہور چھاؤنی کون سا موضع ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک) جناب سپیکر! میں تو ان کے سوال کے جواب میں یہی کہہ سکتی ہوں کہ افسوس کی بات ہے کہ یہ نمائندہ ہیں اور نمائندہ ہی اپنے شہر کو کُوڑا کہہ رہا ہے، بجائے اس کو کہ وہ لفظ کو صحیح پڑھے۔

جناب محمد یٰسین سوہل: میں شہر کو کوڑا نہیں کہہ رہا، میں جواب کو کوڑا کہہ رہا ہوں اور 'کوڑا' کا مطلب ہے 'جھوٹا' اور یہ جواب جھوٹا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ جواب جھوٹا ہے۔ لاہور چھاؤنی کسی موضع کا نام نہیں ہے۔ اگر کوئی ہے تو مجھے محکمہ والے بتا دیں یا مجھے پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ بتا دیں کہ لاہور چھاؤنی کس موضع کا نام ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک) جناب سپیکر! میں تو یہی کہہ سکتی ہوں کہ جو جواب یہاں لکھا ہوا ہے ظاہری بات ہے کہ اس کو انہوں نے موضع کا نام دیا ہے تو تبھی انہوں نے اس کو چھاپا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ میاں میر ہے۔

جناب سپیکر: چلو! چھاؤنی ہے، میاں میر ہے۔ کوئی بات نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک) جناب سپیکر! sometimes clerical mistakes ہوتی ہیں، printing میں کوئی لفظ غلط ہو سکتا ہے لیکن آخر اس کی detail دی ہے تو وہ exist تو کرتا ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ وہ exist نہ کرتا ہو اور ہم نے یہاں پر اس کو print کر دیا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں No supplementary، شکریہ۔ جی، اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ میاں نصیر احمد صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ It is disposed of. جی، محمد محسن خان لغاری صاحب! اب کیا کریں گے آپ؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اب تو میرے نام کا سوال آگیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ سوال پوچھ چکے ہیں۔ اب آپ کیا کریں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نہیں۔ پہلے تو میں on behalf پوچھ چکا ہوں اب تو میرے نام کا سوال آگیا ہے۔ اب تو قرعہ میرے نام نکل آیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! میں آپ کو اجازت دے دیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کی کرسی کے پاس بہت طاقت ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میری بات سُنیں۔ مجھے misuse کرنے سے بچایا جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نظر شفقت کیا کریں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی، اب آپ سوال کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سوال نمبر 3301۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد، محکمہ انہار کی سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹس سے متعلقہ تفصیلات

*3301: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں محکمہ انہار کے افسروں اور اہلکاروں نے ملی بھگت سے 70 سرکاری رہائش گاہیں پرائیویٹ لوگوں کو کرایہ پر دے رکھی ہیں اور فی رہائش گاہ 5 ہزار ماہوار کرایہ وصول کیا جا رہا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بدعنوان افسروں اور اہلکاروں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

(الف) درست نہ ہے کہ محکمہ انہار نے کوئی سرکاری رہائش گاہ کسی پرائیویٹ آدمی کو کرائے پر دے رکھی ہے۔

(ب) محکمہ اس معاملے پر بڑی کڑی نظر رکھے ہوئے ہے اگر کسی افسر یا اہلکار کے خلاف یہ ثابت ہو گیا تو اس کے خلاف محکمہ سخت کارروائی کرے گا اور اس میں چاہے کوئی بااثر آفیسر ہو یا معمولی اہلکار کسی کو معاف نہ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ محکمہ انہار کے افسران نے ستر رہائش گاہیں پرائیویٹ لوگوں کو کرایہ پر دی ہوئی ہیں۔ اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ درست نہ ہے کہ محکمہ انہار نے کوئی سرکاری رہائش گاہ کسی پرائیویٹ آدمی کو کرایہ پر دے رکھی ہے اور محکمہ اس معاملے پر بڑی کڑی نظر رکھے ہوئے ہے اگر کسی افسر یا اہلکار کے خلاف یہ ثابت ہو گیا تو اس کے خلاف محکمہ سخت کارروائی کرے گا اور اس میں چاہے کوئی بااثر آفیسر ہو یا معمولی اہلکار کسی کو معاف نہ کیا جائے گا۔ بڑے مضبوط اور بلند و بالا دعوے کئے گئے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اسمبلی کی ایک کمیٹی بنا دیں ہم چلتے ہیں، Irrigation Colony فیصل آباد میں چل کر دیکھتے ہیں کہ کون سے گھر کے اندر کون رہ رہا ہے۔ میرا ضمنی سوال اس کے اندر یہ ہے کہ کیا محکمہ اپنے اس جواب کے اوپر قائم ہے، ہوتا یہ ہے کہ لوگ گھر الاٹ کروا کر آگے کرایہ پر دے دیتے ہیں، کیا محکمہ اپنے اس جواب پر قائم ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جی، بالکل۔

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہی ہیں کہ قائم ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جی، بالکل محکمہ اپنے اس جواب پر قائم ہے۔ جیسے انہوں نے سوال کیا ہے کہ مکوآنہ کینال کالونی فیصل آباد میں 87 سرکاری رہائش گاہیں ہیں جن میں سے 34 الاٹ شدہ ہیں اور باقاعدہ House Rent ادا کر رہے ہیں۔ 26 رہائش گاہیں محکمہ واپڈا کے پاس ہیں اور واپڈا کو House Rent ادا کیا جا رہا ہے۔ بقایا ستائیس رہائش گاہیں موقع پر خالی ہیں اور محکمہ کے کسی آفیسر یا official نے کوئی بھی سرکاری رہائش گاہ کرائے پر نہیں دی ہوئی۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پھر اس سے تو ایک اور ضمنی سوال بنتا ہے کہ وہ ستائیس گھر خالی کیوں ہیں؟ کیا محکمہ انہار کے افسران نہیں ہیں، افسران تو زیادہ ہوتے ہیں۔ ہمارے ڈیرہ غازی خان میں تو افسران گھر کے لئے مارے مارے پھر رہے ہوتے ہیں تو فیصل آباد میں محکمہ کے ستائیس گھر خالی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیوں خالی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! ظاہر سی بات ہے کہ کسی محکمہ کے گھر اگر خالی ہوتے ہیں تو اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ ان کی requirement نہیں ہے۔ کسی بھی محکمے کو جس طرح میں نے پہلے بتایا ہے کہ واپڈا کے پاس کچھ گھر ہیں اور کچھ Irrigation والوں کے پاس ہیں۔ اسی طرح اگر ان کو گھروں کی ضرورت پڑے گی تو اس کے مطابق ان کی الاٹمنٹ کر دی جائے گی۔

چوہدری محمد طارق گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: No supplementary question from you. Let him speak please.

چوہدری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! اس طرح کاغذ دکھا کر کیمرے والوں نے تصویر لی ہے اسمبلی کے procedure میں کبھی ایسا نہیں ہوا۔ اس کو ذرا check کر لیں۔

جناب سپیکر: کون؟

قائد حزب اختلاف (چوہدری ظہیر الدین خان): نہیں، وہ white colour پر focus کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ setting کر رہے ہیں۔ (قہقہے)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو ستائیس گھر ہیں یہ اگر Irrigation Department کی ضروریات سے زیادہ ہیں تو ابھی ہم نے privatization کا بل پاس کیا ہے تو کیا ان ستائیس گھروں کو privatize کرنے یا بیچنے کا ارادہ ہے کیونکہ فالتو ہیں، زیادہ گھر ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ کیا آپ یہ ستائیس گھر Privatization Commission کو handover کرنا چاہتے ہیں، ان کو بیچنا چاہتے ہیں؟ اگر ان میں کوئی رہتا نہیں ہے۔ جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! اس کا جواب تو گورنمنٹ دے سکتی ہے کہ اس کا in future کیا decision کرنا ہے۔ میں یہاں کھڑے ہو کر یہ تو نہیں بتا سکتی۔ یہ اپنی تجویز دے دیں ہم اس پر غور کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تجویز انہوں نے دی ہے آپ اس پر غور کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اپنا سوال واپس لیتا ہوں۔ میری بار بار عرض یہ ہے کہ ہماری بہن کو ابھی ابھی کاغذ دیئے گئے ہیں، منسٹر آیا کریں۔ آپ سے بار بار یہ گزارش کرتے ہیں کہ منسٹروں کو پابند کریں کہ وہ آئیں۔

جناب سپیکر : جی، انشاء اللہ ایسا ہی کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! منسٹر اس اسمبلی کو اہمیت دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! ہمیں مذاق میں بات نہیں ٹالنی چاہئے۔ میں نے ان کے سوال کے جواب میں پہلے ہی کہا تھا کہ محکمہ کے جو مکان خالی ہیں ان کی کوئی نہ کوئی وجوہات ہوں گی جن کی وجہ سے وہ خالی ہیں اور اگر ان کی requirement ہو گی تو ان کو کرایہ پر دے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، بس ٹھیک ہے، رہنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): وہ جو مکان ہیں وہ شہر سے دور ہیں اور زیادہ تر ان کو پیڈا کے ملازمین کے استعمال کے لئے دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری ظہیر الدین خان صاحب!

LEADER OF THE OPPOSITION (Ch. Zahir-ud-Din Khan): Question No 3457.Taken as read.

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد۔ محکمہ انہار میں بیلداروں کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3457: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ انہار فیصل آباد ڈویژن میں بیلداروں کی کل تعداد کیا ہے؟

(ب) مذکورہ ڈویژن میں بیلداروں کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) کیا محکمہ کا مذکورہ ڈویژن میں خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ ہے اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

(الف) محکمہ انہار فیصل آباد ڈویژن میں بیلداروں کی منظور شدہ کل تعداد 89 ہے۔

(ب) فیصل آباد ڈویژن میں بیلداروں کی 28 اسامیاں خالی ہیں۔

(ج) فیصل آباد ڈویژن کے بیشتر راجباہوں کا انتظام و انصرام متعلقہ کسانوں کی تنظیموں کے سپرد کیا جا چکا ہے اس لئے موجودہ صورتحال میں بیلداروں کی خالی اسامیاں پر کرنے کا ذمہ FO,s (فارمر آرگنائزیشن) کا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): کوئی ضمنی سوال نہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ شبینہ ریاض صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ It is disposed of.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! On her behalf.

جناب سپیکر: نہیں، آپ نہیں کر سکتے، آپ کو پتا ہونا چاہئے۔ اگلا سوال محترمہ شبینہ ریاض صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ It is disposed of. اب اگلا سوال ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا ہے۔۔۔ سوال نمبر بولئے۔ یہ یاد رکھیں کہ ایک سوال آپ نے پہلے کیا ہوا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وہ تو on her behalf تھا۔ سوال نمبر 3604 ہے۔ یہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اریگیشن ورکشاپ مغل پورہ لاہور کو 08-2007 کے فنڈز اور استعمال کی تفصیلات

*3604: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال 08-2007 میں اریگیشن ورکشاپ مغل پورہ لاہور کو کتنا فنڈ ملا اور کتنا فنڈ کس کس جگہ پر خرچ ہوا؟

(ب) اس میں سے کتنا فنڈ بغیر خرچ ہوئے واپس ہوا اور فنڈ کو خرچ نہ کرنے کی کیا وجوہات تھیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

(الف) اریگیشن ورکشاپ مغلپورہ کو ملنے والے فنڈ برائے سال2007-08اور خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	جس مد میں فنڈ ملا	فنڈ کی رقم (ملین)	جتنا خرچ ہوا (ملین)	جہاں خرچ ہوا
1	Salary	44.30	44.30	ورکشاپ ہذا کے ملازمین کی تنخواہیں مع الاؤنسز
2	Suspense	20.000	19.964	اس فنڈ کو استعمال کرتے ہوئے دوسرے ڈویژنوں سے تفویض کردہ مختلف کام مکمل کئے گئے۔ ان کاموں میں ہاکڑہ ڈویلپمنٹ ڈویژن بہاولنگر، تونسہ بیراج، تریموں بیراج، CBDC لاہور ڈویژن لاہور وغیرہ شامل ہیں۔
3	P.O.L	1.500	0.363	گاڑیوں کے لئے تیل استعمال کیا گیا۔
4	Building	0.576	0.575	بلڈنگ کی سالانہ مرمت اور سفیدی وغیرہ کی گئی۔
5	Machinery	0.200	0.200	مشینری کی مرمت کے لئے استعمال کئے گئے۔
6	Transport	0.510	0.509	گاڑیوں کی مرمت کے لئے استعمال کئے گئے۔
7	Telephone	0.115	0.115	محکمہ ٹیلیفون کو بل ادا کئے گئے۔
8	Electricity	1.500	1.500	محکمہ واپڈا کو بجلی کے بل ادا کئے گئے۔

(ب) مندرجہ بالا تفصیل سے واضح ہے کہ ملنے والے فنڈ مکمل طور پر استعمال ہوئے ماسوائے P.O.L کے چونکہ یہ فنڈ 14-06-08 کو سیکنڈ لسٹ میں لیٹ موصول ہوئے اور مکمل خرچ نہ ہو سکے۔

جناب سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال اس میں یہ ہے کہ جز (الف) کے نمبر 3 پر لکھا ہے کہ P.O.L یعنی پٹرول کے لئے 1.5 ملین روپے دیئے گئے تھے اور اس میں صرف 0.36 ملین روپے خرچ ہو سکے کیونکہ پیسے ہی دیر میں پہنچے تھے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر یہ پیسے خرچ نہ ہو سکے تو یہ رقم تقریباً 1.14 ملین روپے بنتی ہے یہ رقم اب کہاں ہے اس کا کیا بنا اور اب یہ اس کو کیسے process کریں گے، وہ رقم جو بچ گئی وہ کہاں گئی اور اس کا کیا process ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! جب بھی کسی محکمے کے پاس کسی بھی ڈویلپمنٹ یا اس پر خرچ کرنے کے لئے رقم مختص کی جاتی ہے اگر اس میں سے رقم بچ جائے تو definitely جب نیا سال آتا ہے تو پرانی رقم lapse ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! کیا یہ رقم repatriate ہو کر دوبارہ ان کے استعمال میں دی جا سکتی ہے، پٹرول کی رقم ہے اور پٹرول بہت مہنگا ہے۔ P.O.L والے ویسے ہی بہت پریشان ہیں وہ پٹرول دیتے ہی نہیں کہ ہمارے بل ہی ادا نہیں ہوئے۔ یہ ایک چھوٹا سا مسئلہ نہیں ہے۔ P.O.L والے اور P.S.O والے پہلی تاریخ سے ہی پٹرول دینا بند کر دیتے ہیں۔ وہ surrender کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کو چھوڑیں، اس کا اتنا بڑا کیا مسئلہ ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جب محکمے کو پیسے ہی دیر سے دیئے جائیں گے، اس بات کو سُن لیں، اس کو دوبارہ سُنیں۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اگر گورنمنٹ افسران کو پٹرول مہیا کرنے کے لئے اتنی دیر سے پیسے دے گی تو پھر یہ رقم lapse ہو جائے گی۔ تقریباً 1.3 یا 1.46 ملین روپے کی بات ہو رہی ہے۔ 1.46 ملین روپے lapse ہو جائیں گے تو P.S.O والے ویسے ہی افسران کو پٹرول دینے سے انکار کر دیتے ہیں۔ یہ گورنمنٹ کی نااہلی کیوں ہوئی، یہ delay کیوں ہوا، یہ کیوں نہیں ان کو ادا کئے گئے؟

جناب سپیکر: جی، آپ کے پاس یہ اختیار ہے کہ PAC I ہے اور PAC II ہے یہ ان کا نوٹس لے سکتے ہیں۔ میرے خیال میں اس کو چھوڑ دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: ٹھیک ہے۔ پھر آپ یہ سوال میری نشاندہی پر PAC-I or II میں بھیج دیں تاکہ حساب لیا جائے کہ یہ 1.46 ملین کہاں گئے؟

جناب سپیکر: جی، وہ نوٹس لے سکتے ہیں۔ آپ اس کو چھوڑ دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! نہیں۔ پلیز! یہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پہلے بھی بارہا ایسا ہوا ہے کہ سوال آتا ہے لیکن اس پر کوئی action نہیں لیا جاتا۔

جناب سپیکر: یہ پیسا کہیں نہیں جا سکتا کوئی اس کو کھا نہیں سکتا۔ آپ کیا کرتی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: پھر ایسا کیوں نہیں ہو رہا اور اس کا نوٹس کیوں نہیں لیا جا رہا؟

جناب سپیکر: وہ خود ہی اس کا نوٹس لیں گے۔ اگلا سوال جناب شاہجہان بھٹی صاحب!

جناب شاہجہان احمد بھٹی: سوال نمبر 3888 اس کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بلوکی ہیڈورکس ننکانہ صاحب کے پل کی سڑک کی مرمت

*3888: جناب شاہجہان احمد بھٹی: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بلوکی ہیڈورکس ننکانہ صاحب کے پل کے اوپر سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ سڑک کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

(الف) درست ہے۔

(ب) محکمہ ہائی وے حکومت پنجاب نے ماہ جون 2010 میں ٹوٹی ہوئی سڑک کی مرمت کر دی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب شاہجہان احمد بھٹی: اس پر میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترم very good اگلا سوال طارق محمود ساہی صاحب! تشریف رکھتے ہیں؟۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال خواجہ اسلام صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب جوئیل عامر سہوترا صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اگلا سوال جناب شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔ جناب شیخ صاحب ایک سوال آپ پہلے پوچھ چکے ہیں۔ اب آپ ایک سوال اور پوچھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ تو میرا اپنا سوال ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا اپنا سوال ہے اور اگر اس کے بعد بھی آپ کا اپنا ہو گا تو پھر مشکل ہو جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں ایک عرض کروں کہ میں نے آپ کو کبھی بار بار گھڑی دیکھتے نہیں دیکھا۔ آپ چاہتے ہیں کہ فٹافٹ ختم کر دوں۔ اگر آپ چاہیں تو میں اسی سوال میں سارا ٹائم نکال دوں؟

جناب سپیکر: جی نہیں۔ آپ سوال نمبر بولیں۔

شیخ علاؤالدین: سوال نمبر 4114 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 09-2008، محکمہ آبپاشی کے پراجیکٹس و ٹینڈرز کی تفصیلات

*4114: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

مالی سال 09-2008 میں محکمہ آبپاشی نے کن پراجیکٹس پر اصل ٹینڈر کی رقوم سے زائد escalation amount ٹھیکیداروں کو دینا منظور کیا، اس کی وجوہات کیا تھیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

مختلف پراجیکٹس پر escalation کے دوران تعمیر بوجہ اضافی قیمت برائے مٹیریل مثلاً سیمنٹ، سریا وغیرہ پر ادا کی جاتی ہے۔ یہ contract agreement کی "Clause 55" ہوتا ہے جس کے ریٹ محکمہ خزانہ جاری کرتا ہے۔ محکمہ انہار میں کسی بھی پراجیکٹس پر بلا ضرورت escalation نہ دی گئی وہ پراجیکٹس جن میں escalation amount دی گئی ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ خود اس سوال کا جواب دیکھ لیں۔ میں نے پوچھا تھا کہ محکمہ آبپاشی نے کن پراجیکٹس پر اصل ٹینڈر کی رقوم سے زائد escalation amount ٹھیکیداروں کو دینا منظور کی، اس کی وجوہات کیا تھیں؟ اب میرے پاس جو جواب آیا ہے اس میں کہیں amount کا ذکر نہیں ہے۔ آپ خود فیصلہ کر لیں، اگر آپ کہتے ہیں تو میں آگے چلتا ہوں کیونکہ مجھے لگتا ہے کہ آپ آج یہ پسند نہیں کریں گے کہ میں اس پر مزید بولوں۔ آپ خود دیکھ لیں، کیا یہ جواب صحیح ہے؟

جناب سپیکر: میں کیا دیکھوں، آپ بتائیں کہ آپ مطمئن نہیں ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! escalation amount پوچھی گئی تھی اور یہ وہی Clause 55 ہے جس کے تحت قوم کے ساتھ سب سے بڑا فراڈ ہوتا ہے۔ انہوں نے یہ مانا ہے کہ escalation دی ہے لیکن اس میں amount کا ذکر نہیں ہے۔ آپ خود پڑھ لیں اس میں کہیں escalation amount کا ذکر ہے؟

جناب سپیکر: آپ ان کو بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں اس کی تفصیل دی گئی ہے اور وہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میرے پاس بھی جواب ایوان کی میز سے آیا ہے، عوام کی میز سے تو نہیں آیا۔ آپ خود دیکھیں کہ اس میں کہیں amount کا ذکر ہے؟ آپ خود فیصلہ کر لیں اور پھر آپ حکم کریں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب والا! اس میں پراجیکٹس کے نام بھی موجود ہیں اور ساتھ ہی اس کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: اس کی تفصیل موجود ہے اور اب یہ تفصیل میرے پاس بھی آ گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: اس میں کہیں amount کا ذکر ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب والا! نیچے amount بھی لکھی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: لکھی ہوئی ہے۔ آپ اس کو چیک کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری بات سن لیں۔ آپ خود دیکھ لیں کہ اس میں amount کا ذکر نہیں ہے۔ میں تو ہمیشہ سیکشن 55 کی تو بات کرتا ہوں کہ اس سیکشن کے تحت جو پیسا دیا جا رہا ہے ان کو بتانا چاہئے کہ یہ کیوں دیا جاتا ہے، جب contract ایک specific period کے لئے ہوتا ہے تو یہ کیوں کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: ان کی بات پہلے سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! انہوں نے جو سوال کیا تھا اس میں انہوں نے amount نہیں پوچھی تھی۔ انہوں نے پوچھا تھا کہ ٹھیکیداروں کو دینا منظور کیا ہے اور اگر کیا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

شیخ علاؤالدین: اب آپ خود فیصلہ کریں کہ جو میرا سوال ہے اس کے اندر اس کی gist کیا ہے، وہ amount ہے اور escalation ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کو بھی بات clear کرنی چاہئے تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب والا! سوال کے اندر تو کہیں پر بھی یہ نہیں پوچھا گیا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جتنی بات آپ نے پوچھی ہے اس کے مطابق وہ جواب دینے کے پابند ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ جو فرما رہے ہیں میں اس کو contradict نہیں کرتا لیکن آپ مجھے بتائیں کہ جب میں escalation کا ذکر کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ پراجیکٹس کا ذکر کر رہے ہیں، amount کا نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ جو آپ نے پوچھا ہے اس کے مطابق انہوں نے جواب دے دیا ہے۔ اگر آپ ان پر یہ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں کہ وہ بتائیں کہ کتنے پیسے کہاں خرچ ہوئے؟ وہ ایک علیحدہ بات ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہی جواب میں نے آپ کے پاس بھی بھیجا ہے اور میں بھی یہی پوچھ رہا ہوں۔ بنیادی بات یہ ہے کہ Clause 55 جو ہے جس کے تحت C&W میں Irrigation میں تمام جگہ escalation کے تحت کام دیا جا رہا ہے جس سے بے شمار پیسا ضائع ہو رہا ہے۔ میں اس کی بات کر رہا ہوں جس کا انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ یہ محکمہ فنانس کی اجازت سے ہوتا ہے۔ میں یہی تو عرض کر رہا ہوں کہ یہ نہیں ہونا چاہئے، اسی میں تو ساری گڑبڑ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! جتنا سوال انہوں نے یہاں پر بھیجا تھا اس کا جواب ہم نے دے دیا ہے اگر اس میں انہیں مزید تفصیل درکار ہے تو معزز ممبر fresh question کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: آپ اس کو pending کر دیں اور اس کی detail لے لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ان سے مل لیں۔ ہو جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: آپ اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، pending نہیں کرتے۔ اگلا سوال چوہدری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب والا! on his behalf سوال نمبر 4137 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: آپ اپنی محنت خود کیوں نہیں کرتے؟ جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کی نہروں پر پن بجلی گھر بنانے کا مسئلہ

*4137: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا حکومت بجلی کی قلت کو مد نظر رکھتے ہوئے صوبہ میں نہروں پر پن بجلی گھر تعمیر کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

بجلی کی قلت پر قابو پانے کے لئے جہاں وفاقی حکومت ہنگامی بنیادوں پر بجلی گھر لگا رہی ہے وہیں حکومت پنجاب نے بھی بجلی گھر بنانے کے منصوبوں پر کام شروع کر رکھا ہے۔ اب تک کئے گئے اقدامات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1. 9 پرائیویٹ کمپنیوں نے نہروں پر پن گھروں کی feasibility رپورٹس مکمل کر لی ہیں اور ان پر کام اس سال شروع ہو کر 2012 تک مکمل ہو جائیں گے جس سے 145 میگاواٹ بجلی حاصل کی جا سکے گی۔
2. پبلک سیکٹر میں 5 پن بجلی گھر ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے مالی تعاون سے تعمیر کئے جائیں گے اور یہ منصوبے بھی دسمبر 2012 تک مکمل ہوں گے ان سے 25 میگاواٹ بجلی پیدا ہو گی اس کے علاوہ حکومت پنجاب 5 پن بجلی گھروں کی feasibility رپورٹس کنسلٹنٹس کے ذریعے تیار کروائے گی۔
3. حکومت پنجاب نے 120 میگاواٹ کا پن بجلی گھر تونسہ کے قریب لگانے کے لئے پرائیویٹ کمپنیوں سے اظہار دلچسپی کے بعد پرائیویٹ کمپنیوں کو تجاویز جمع کرانے کا کہا ہے جن سے مفصل جائزہ رپورٹ تیار کی جائے گی، یہ منصوبہ پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے تحت 2014 تک مکمل ہو گا۔
4. حکومت پنجاب نے 4.8 میگاواٹ کا منصوبہ لوئر باری دوآب کینال پر ساہیوال کے مقام پر لگانے کے لئے پرائیویٹ کمپنی کی تجویز (ICB) منظور کی ہے۔ یہ منصوبہ 2013 تک مکمل ہو جائے گا۔
5. حکومت پنجاب نے 3.2MW کا منصوبہ گجرات برانچ کینال پر لگانے کے لئے پرائیویٹ کمپنیوں سے تجاویز طلب کر لی ہیں۔ یہ منصوبہ 2013 تک مکمل ہو جائے گا۔
6. حکومت پنجاب نہروں پر 13 منصوبہ جات کے لئے پرائیویٹ کمپنیوں کی تجاویز کی چھان بین کر رہی ہے۔ یہ منصوبہ جات 2013 تک مکمل ہو جائیں گے ان سے کل 40 میگاواٹ بجلی پیدا ہو گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے نمبر 6 پر جو جواب دیا ہے کہ حکومت پنجاب نہروں پر 13 منصوبہ جات کے لئے پرائیویٹ کمپنیوں کی تجاویز کی چھان بین کر رہی ہے۔ یہ منصوبہ جات 2013 تک مکمل ہو جائیں گے ان سے کل 40 میگا واٹ بجلی پیدا ہو گی۔ یہ سوال 18۔اگست 2009 کو بھیجا گیا تھا۔ میرا سوال یہ ہے کہ ایک سال میں ان منصوبہ جات کے بارے میں on ground کیا progress ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! جو اس وقت سوال موجود ہے اس سوال کا جواب تو proper طریقے سے دے دیا گیا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ جو 2010-11 کا نیا مالی سال ہے اس میں جو پراجیکٹس شروع ہوں گے ان کی تفصیل تو فوری طور پر سامنے نہیں لائی جا سکتی۔ جب ان پراجیکٹس پر کام شروع ہو گا تو تفصیل بھی سامنے آئے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، جب وہ functional ہوں گے تو پھر آپ کو detail دیں گے۔ اگلا سوال محترم خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔ تشریف رکھتے ہیں؟ ۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے؟ اس سوال کو dispose of کرتے ہیں۔ اگلا سوال جناب عبدالوحید چودھری صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب عبدالوحید صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اس کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ محترم اب بتائیں اب کیا ہو گا؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! جو آپ کا حکم ہو گا وہی ہو گا۔ ویسے مجھے آج رشک آ رہا ہے کہ آپ جیسا Examiner ہو تو فیل کوئی نہ ہو۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنا سوال پوچھ لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: قاعدے کے مطابق تو نہیں ہے لیکن۔۔۔

شیخ علاؤالدین: ٹھیک ہے۔ سوال نمبر 4337۔ Taken as read.

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل چونیاں۔اراضی کو سیراب کرنے والے مائنر، راجباہ، نہروں کے نام و دیگر تفصیلات

*4337: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل چونیاں کی اراضی کو سیراب کرنے والے مائنر، راجباہ اور نہروں کے نام نیز ان سے کتنے ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے؟

(ب) کس مائنر، راجباہ اور نہر میں recommended ڈسچارج سے کم پانی فراہم کیا جا رہا ہے؟

(ج) ان مائنر، راجباہ اور نہروں میں کم پانی فراہم کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور کب تک پورا پانی فراہم کیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

(الف) تحصیل چونیاں کی اراضی کے خانواں اور لاہور ڈویژن کی نہریں سیراب کرتی ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے، نہروں سے 37134 ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے۔

نمبر شمار	نام نہر، راجباہ مائنر	سیراب کردہ رقبہ ایکڑوں میں
1	واں ڈسٹی	5276
2	موجوکی ڈسٹی	4709
3	موجوکی مائنر I	1904
4	موجوکی مائنر II	2224
5	ہنڈال	8025
6	گیندیاں	971
7	مائنر نمبر 17	1735
8	چھینہ ڈسٹی	850
9	چونیاں	6610
10	گدھ پور	3949
11	شیر گڑھ	279
12	سیال	602
	ٹوٹل	37134 ایکڑز

(ب) راجباہوں، مائنرز اور نہروں میں ڈیزائن ڈسچارج کے مطابق پانی فراہم کیا جاتا ہے۔

(ج) راجباہوں، مائنرز اور نہروں میں کم پانی فراہم نہ کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اس پر میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: اب تو آپ خوش ہیں؟

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتی ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع سرگودھا میں رقم کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*2174: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا محکمہ آبپاشی کو سال 07۔2006 اور 08۔2007 کے دوران کتنی رقم سالانہ حکومت نے کس کس مد کے لئے فراہم کی؟

(ب) اس وقت مذکورہ ضلع میں محکمہ ہذا کے ملازمین کی تعداد گریڈ وار بتائیں؟

(ج) اس وقت محکمہ ہذا کے پاس ضلع سرگودھا میں کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں ان کے سالانہ مرمت اور پٹرول/ڈیزل کے اخراجات کتنے ہیں؟

(د) سال 07۔2006 اور 08۔2007 کے دوران ضلع سرگودھا میں کتنی رقم نہروں کی مرمت اور ان کی Brick Lining پر خرچ ہوئی اور کس کس نہر کی مرمت اور Brick Lining ہوئی؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع سرگودھا محکمہ آبپاشی کو سال 07-2006 اور 08-2007 کو دی جانے والی رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ ضلع میں محکمہ ہذا کے ملازمین کی کل تعداد 3427 ہے۔ جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع سرگودھا میں محکمہ ہذا کے پاس 36 عدد گاڑیاں ہیں جن کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	مد	اخراجات (روپے)	اخراجات (روپے)

		(2006-07)	(2007-08)
1	مرمت	478595	921287
2	پٹرول	3149000	5012000

(د) سال 2006-07 اور 2007-08 کے دوران انہار کی مرمت کی مد میں خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل بھلوال کو نہری پانی کی فراہمی کی تفصیلات

*2676: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل بھلوال کا کتنا رقبہ نہری پانی سے سیراب ہوتا ہے، اس رقبہ کو جن نہروں اور مائنر سے پانی فراہم کیا جاتا ہے، ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) ہر نہر / راجباہ میں کتنے کیوسک پانی سپلائی کیا جاتا ہے؟

(ج) اس تحصیل کے لئے کتنے کیوسک پانی آبپاشی کے لئے چاہئے؟

(د) اگر پانی کم فراہم کیا جاتا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس تحصیل کی ضرورت کے مطابق پورا پانی آبپاشی کے لئے فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) تحصیل بھلوال کا 90300 ایکڑ رقبہ نہری پانی سے سیراب ہوتا ہے۔ اس رقبہ کو جن نہروں اور مائنرز سے پانی فراہم کیا جاتا ہے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ہر نہر اور راجباہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تحصیل بھلوال کے لئے تقریباً 324 کیوسک نہری پانی درکار ہے۔

(د) تحصیل بھلوال کی حدود میں کسی نہر، مائنر اور راجباہ کو اپنے منظور شدہ پانی سے کم پانی فراہم نہ کیا جاتا ہے۔

(ہ) تمام رقبہ جات کو منظور شدہ پانی کے مطابق ہی پانی فراہم کیا جاتا ہے۔

نہر گجرات کے کناروں کی مرمت کا معاملہ

*2979: **چودھری جاوید حسن گجر:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہر اپر جہلم سے نکلنے والی نہر گجرات برانچ کے دونوں کنارے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ نہر کے پشتوں کی کافی عرصہ سے مرمت نہ کی گئی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نہر گجرات برانچ کے کناروں کے پشتوں کو درست /مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ نہر اپر جہلم سے نکلنے والی گجرات برانچ کے کنارے کچھ جگہ سے کمزور ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ محکمہ دستیاب فنڈ کے مطابق برانچ کے پشتوں کی جزوی طور پر مرمت کرتا رہتا ہے۔

(ج) نہر اپر جہلم سے نکلنے والی گجرات برانچ کے کمزور پشتوں کی مرمت کو مالی سال 2010-11 کے work plan میں شامل کر لیا ہے اور فنڈز کی دستیابی پر اس کی مرمت کروا دی جائے گی۔

این آر او کے تحت محکمہ کے آفیسران واہلکاران کی سزائیں ختم کرنے کی تفصیلات

*3280: میاں نصیر احمد: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں این آر او کے تحت بدعنوانی کے مرتکب محکمہ آبپاشی کے افسران واہلکاران کی سزائیں ختم کی گئی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو متعلقہ افسران واہلکاران کے ناموں اور ان پر لگنے والے الزامات کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) صوبہ پنجاب محکمہ انہار میں N.R.O کے تحت بدعنوانی کے مرتکب کسی بھی افسر یا اہلکار کی سزا ختم نہیں کی گئی ہے۔

(ب) جواب جز بالا میں دے دیا گیا ہے۔

تحصیل منچن آباد۔ مائنر، راجباہوں و نہروں کے نام و دیگر تفصیلات

*3582: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل منچن آباد کی اراضی کو سیراب کرنے والے مائنر، راجباہ اور نہروں کے نام نیز ان سے کتنے ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے؟

(ب) کس مائنر، راجباہ اور نہر میں recommended ڈسچارج سے کم پانی فراہم کیا جارہا ہے؟

(ج) ان مائنرز، راجباہ اور نہروں میں کم پانی فراہم کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور کب تک پورا پانی فراہم کیا جائے گا؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) تحصیل منچن آباد کو سیراب کرنے والی نہروں کی تفصیل درج ذیل ہے۔ان نہروں سے 385697 ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے۔

نمبر شمار	نام نہر	نمبر شمار	نام نہر
1	فورڈواہ کینال	2	فورڈواہ برانچ
3	بہاول کینال ڈسٹی	4	جیسکا مائنر
5	بہکانوالی ڈسٹی	6	چیت مائنر
7	احمد پور ڈسٹی	8	فتح گڑھ ڈسٹی
9	گنجن مائنر	10	بونگہ ڈسٹی
11	ون آر ایسٹرن صادقیہ	12	روناڈسٹی
13	قادر پور مائنر	14	چبیانہ مائنر
15	اپر بیر ڈسٹی	16	پیر گڑھ ڈسٹی
17	مرید ڈسٹی	18	میکلوڈ گنج برانچ
19	مرزاڈسٹی	20	گریب مائنر
21	نوشہرہ ڈسٹی	22	ایسٹرن صادقیہ
23	نہال والا مائنر	24	سچا سنگھ مائنر
25	سٹیٹ ڈسٹی	26	سوبھے والا مائنر
27	بھرمانوالہ مائنر	28	لہوڑا مائنر
29	بھولے والا ڈسٹی	30	سید ڈسٹی

(ب) ان مائنرز، راجباہ اور نہروں میں منظور شدہ ڈسچارج کے مطابق پانی مہیا کیا جاتا ہے۔

(ج) نہروں میں پانی کی کمی وبیشی منظور شدہ وارابندی پروگرام کے مطابق کی جاتی ہے۔

تحصیل منچن آباد اور بہاولنگر میں نہری پانی کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*3583: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل منچن آباد اور بہاولنگر میں قابل کاشت کل رقبہ کتنا ہے اور کتنے رقبہ کو نہری پانی میسر ہے نیز کتنے کیوسک پانی مہیا کیا جارہا ہے اور کتنے کیوسک پانی کی کمی ہے ؟

(ب) اگر نہری پانی کی کمی ہے تو مطلوبہ ضرورت کو پورا کرنے کے لئے حکومت کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) تحصیل منچن آباد اور بہاولنگر میں قابل کاشت رقبہ 615797 ایکڑ کاشت ہوتا ہے اور اتنے ہی رقبہ کو پانی مہیا کیا جاتا ہے۔ 1564 کیوسک پانی مہیا کیا جارہا ہے اور تمام نہروں کو ان کے ڈیزائن کے مطابق چلایا جاتا ہے۔

(ب) دریاؤں میں پانی کی کمی کی صورت میں نہروں کو rotational programme کے مطابق چلایا جاتا ہے۔ تاہم نہروں کی لائننگ کا پروگرام بھی بنایا گیا ہے اور لائننگ کی تکمیل کے بعد پانی کی کمی ختم ہو جائے گی۔

ضلع منڈی بہاؤالدین میں ایکسیئن آبپاشی کے دفتر کا قیام

*3977: جناب طارق محمود ساہی: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین کو قائم ہوئے پندرہ سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے مگر ابھی تک ایکسیئن اریگیشن کا دفتر قائم نہیں ہوا؟

(ب) کیا حکومت عوامی مفاد کے تحت ایکسیئن اریگیشن کا دفتر منڈی بہاؤالدین میں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ایکسیئن اریگیشن گجرات ڈویژن کا دفتر گجرات میں قائم ہے جس کا نہری ایریا گجرات اور منڈی بہاؤالدین پر مشتمل ہے۔ سال 1968 میں منڈی بہاؤالدین ڈویژن کا دفتر قائم ہوا جو

پندرہ سال تک کام کرتا رہا اور سرکاری اخراجات میں بچت کی بناء پر 85-1984 میں حکومت پنجاب کے حکم کے تحت ختم کر دیا گیا۔

چیف انجینئر محکمہ انہار فیصل آباد کے دفتر میں بھرتیوں کی تفصیلات

*3982: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جون 2009 میں چیف انجینئر محکمہ انہار فیصل آباد کے دفتر میں بھرتی کے لئے کن کن پوسٹوں کے لئے انٹرویو لئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اسی دفتر میں بھرتی کے لئے کلرکوں کی مختلف اسامیوں کے لئے انٹرویو بھی ہوئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب امیدوار کلریکل سٹاف کی بھرتی کے لئے دفتر ہذا آئے تو انہیں بتایا گیا ہے کہ ان اسامیوں کے لئے صرف محکمہ ہذا کے گریڈ ایک سے چار تک کے ملازمین ہی کوالیفائی کرتے ہیں کیونکہ یہ اسامیاں صرف ان کے کوٹا کی ہیں جبکہ اخبار کے اشتہار میں اس سلسلہ میں کوئی وضاحت نہ کی گئی تھی؟

(د) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ کلریکل سٹاف کی بھرتی کے لئے جن امیدواروں کو ٹائپنگ ٹیسٹ میں پاس کیا گیا ہے ان سے بھاری رشوت لی گئی تھی حالانکہ ٹیسٹ پاس کرنے والے امیدواروں میں اکثریت کو سرے سے ٹائپنگ آتی ہی نہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس دفتر میں ہونے والے تمام کیٹیگریز کے انٹرویو منسوخ کرنے اور از سر نو اخبارات میں اشتہار دے کر بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) جون 2009 میں چیف انجینئر محکمہ انہار فیصل آباد کے دفتر میں بھرتی کے لئے حسب ذیل پوسٹوں کے انٹرویو لئے گئے۔

نمبر شمار	نام پوسٹ	بنیادی سکیل
1	اسسٹنٹ	14
2	ڈرافٹسمین	11
3	جونیئر کلرک	7

4	ٹریسر	5
5	سٹینوگرافر	12
6	فیروپرنٹر	01
7	نائب قاصد	1

(ب) یہ درست ہے کہ اخبار کے اشتہار اور گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق 20 فیصد کوٹے کے تحت جونیئر کلرکس کی بھرتی کے لئے انٹرویو لئے گئے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔اخبار کے اشتہار میں بالکل واضح طور پر درج تھا کہ جونیئر کلرک کی اسامیاں صرف اور صرف بی ایس ایک تا پانچ کے ملازمین کے بچوں کے لئے مخصوص ہیں۔اخبار اشتہار کی نقل("Annexure "A)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) درست نہ ہے کیونکہ کلریکل سٹاف کی بھرتی کے لئے جب امیدواروں کا ٹیسٹ لیا گیا ان میں سے کوئی بھی امیدوار ٹائپ ٹیسٹ میں کامیاب نہ ہو سکا۔

(ہ) جی ہاں! دفتر ہذا از سر نو اخبار میں اشتہار دے کر بی ایس ایک تا پانچ کی بھرتی کا ارادہ رکھتا ہے جبکہ بی ایس 6 تا 15 کی بھرتی پر پابندی ہے۔

صوبہ بھر میں محکمہ انہار کے ریسٹ ہاؤسز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4041: جناب جوئیل عامر سہوترا: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ بھر میں محکمہ انہار کے کتنے ریسٹ ہاؤسز ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ ریسٹ ہاؤسز کا رقبہ کتنا ہے؟

(ج) مذکورہ ریسٹ ہاؤسز کب تعمیر ہوئے اور اب ان کی حالت کیسی ہے؟

(د) مذکورہ یسٹ ہاؤسز میں کون لوگ قیام کر سکتے ہیں، کمرہ کا کرایہ کتنا ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) محکمہ انہار میں کل 498 ریسٹ ہاؤسز ہیں اور یہ مین کینالز، کینالز برانچز، ڈسٹری بوٹریز اور مائنرز پر واقع ہیں۔

(ب) مذکورہ ریسٹ ہاؤسز کا رقبہ 3551 ایکڑ ہے۔

(ج) محکمہ انہار کے ریسٹ ہاؤسز 1905 تا 1964 کے دوران تعمیر ہوئے کچھ کی حالت بہتر ہے اور کچھ خستہ حالت میں ہیں۔

(د) ان ریسٹ ہاؤسز میں سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے افسران قیام کر سکتے ہیں جن کے نرخ مندرجہ ذیل ہیں:۔

Sr. No.	Description	Category "A"	Category "B"
1	Officers of Provincial Government and Federal Government/ Autonomous Bodies	As per their entitlement under Punjab Govt. T.A Rules	As per their entitlement under Punjab Govt. T.A. Rules
2	All Others	Rs. 1000/- per night per set	Rs. 700/- per night per set

پنجاب میں ہائیڈل پاور کے منصوبوں کی تفصیلات

*4269: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ہائیڈل پاور کے کتنے منصوبوں پر اس وقت کام ہو رہا ہے یہ کس کس جگہ بن رہے ہیں؟

(ب) ان کا تخمینہ لاگت علیحدہ علیحدہ بتائیں؟

(ج) موجودہ مالی سال کے بجٹ میں ان کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائیں؟

(د) ان ہائیڈل پاور سے کتنی بجلی پیدا ہو گی ہر پراجیکٹ کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائیں؟

(ہ) ان پر کتنے فیصد کام ہو چکا ہے اور کتنے فیصد بقایا ہے؟

(و) آئندہ حکومت کس کس جگہ ہائیڈل پاور بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ایشیائی ترقیاتی بنک کے قرضہ کے تحت پبلک سیکٹر میں درج ذیل پانچ منصوبہ جات پر کام ہو رہا ہے:۔

نمبر شمار	منصوبہ	ضلع	لاگت (ملین روپے)
1	مرالہ ہائیڈل پاور پراجیکٹ	سیالکوٹ	1064
2	چیانوالی ہائیڈل پاور پراجیکٹ	گوجرانوالہ	827
3	ڈیگ آؤٹ فال ہائیڈل پاور پراجیکٹ	شیخوپورہ	675
4	اوکاڑہ ہائیڈل پاور پراجیکٹ	اوکاڑہ	693
5	پاکپتن ہائیڈل پاور پراجیکٹ	پاکپتن	462

(ب) جواب جز بالا میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) موجودہ مالی سال کے بجٹ میں ان تمام منصوبوں کے لئے مشترکہ طور پر 100 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔

(د) ان ہائیڈل پاور پراجیکٹ سے جو بجلی پیدا ہوگی ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	منصوبہ	استعداد (میگاواٹ)
1	مرالہ ہائیڈل پاور پراجیکٹ	7.2
2	چیانوالی ہائیڈل پاور پراجیکٹ	5.4
3	ڈیگ آؤٹ فال ہائیڈل پاور پراجیکٹ	5.0
4	اوکاڑہ ہائیڈل پاور پراجیکٹ	4.0
5	پاکپتن ہائیڈل پاور پراجیکٹ	3.2

(ہ) پانچ ہائیڈل پاور منصوبوں کے ٹینڈرز دستاویزات مکمل کرکے ADB کی منظوری کے لئے بھیج دی گئی ہیں۔ADB کی منظوری کے بعد موقع پر کام دسمبر 2010 میں شروع ہوگا۔

(و) حکومت پنجاب کی ہدایات پر مزید دس ہائیڈل پاور منصوبوں کی ابتدائی سٹڈی شروع کی جارہی ہے اور ان میں سے موزوں ترین پانچ منصوبوں کی فزیبلٹی سٹڈی ایک سال میں مکمل کی جائے گی۔ان منصوبوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	منصوبہ	جگہ	استعداد
1	کیو بی لنک	برجی نمبر304+ 985	6 میگاواٹ
2	یو سی سی	برجی نمبر133+ 296	4میگاواٹ
3	لوئر باری دوآب کینال	برجی نمبر258+ 640سے285	6میگاواٹ
4	ڈی جی خان لنک کینال	برجی نمبر0+000 سے23 + 000	7میگاواٹ
5	مین لائن ایل سی سی	برجی نمبر0+000	5میگاواٹ
6	پنجند مین لائن	برجی نمبر0+000	6.3 میگاواٹ
7	سی جے لنک	برجی نمبر0+000	14میگاواٹ
8	خانکی ہیڈورکس	ضلع گوجرانوالہ	20میگاواٹ
9	تریموں بیراج	ضلع جھنگ	20میگاواٹ
10	قادرآباد بیراج	ضلع حافظ آباد	20میگاواٹ

ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے زیرآب رقبہ کی تفصیلات

*4271: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 2008 اور 2009 میں سیلابی پانی سے ڈیرہ غازی خان اور راجن پور اضلاع کا کتنے ایکڑ رقبہ زیر آب آیا؟

(ب) مذکورہ متاثرہ رقبہ کے مالکان کی کتنی مالی امداد کی گئی؟

(ج) کیا حکومت ان اضلاع میں سیلابی پانی کے بچاؤ کے لئے ان اضلاع میں ڈیم وغیرہ بنانے کی پلاننگ کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) سال 2008 اور 2009 میں ضلع ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کا جو رقبہ زیر آب آیا اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ضلع	سال	زیر آب رقبہ
راجن پور	خریف 2008	0.19 ملین ایکڑ
ڈیرہ غازی خان	خریف 2008	0.019 ملین ایکڑ
راجن پور	خریف 2009	Nil
ڈیرہ غازی خان	خریف 2009	Nil

(ب) متعلقہ محکمہ نہ ہے۔

(ج) مذکورہ علاقہ میں ڈیم تعمیر کرانے کے ضمن میں محکمہ آبپاشی نے میسرز NESPAK کی وساطت سے ماڈل سٹڈی کرائی جس سے ثابت ہوا کہ اس علاقہ کے پہاڑ بالکل خشک ہیں کوئی درخت یا سبزہ نہ ہے اور پانی کا بہاؤ زیادہ اور تیز ہونے کی وجہ سے ڈیم فوری طور پر silt سے بھر جائیں گے اور ڈیم بنانے کا مقصد حاصل نہیں ہو سکے گا۔

ضلع ملتان میں انہار کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4327: **جناب عبدالوحید چودھری**: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ملتان میں کون کون سی انہار ہیں؟

(ب) ان انہار کے پشتوں کی تعمیر کے لئے سال 08-2007، 09-2008 اور 10-2009 میں کتنی رقم خرچ کی گئی ہے تفصیل نہروار بیان کریں؟

(ج) ان تین سالوں کے دوران کتنی انہار کو کس کس جگہ کٹ لگا اور کٹ لگنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت ضلع ملتان کی تمام انہار کے پشتوں کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع ملتان میں ملتان کینال ڈویژن اور شجاع آباد کینال ڈویژن کی انہار واقع ہیں۔

نمبر شمار	نام ڈویژن	برانچ کینال	ڈسٹی بیوٹری	مائنرز
1	ملتان کینال	02	14	14
2	شجاع آباد کینال	02	19	21

(ب) مالی سال 08۔2007، 09۔2008 اور 10۔2009 میں M&R اور ADP کے اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تین سالوں کے دوران صرف ملتان برانچ کی RD.95-96 پر ماہ ستمبر 2009 میں شگاف ہوا۔ واسا ملتان کا سیور نظام اس شگاف کا باعث بنا۔

(د) حکومت پنجاب نے سالانہ ترقیاتی پروگرام 10۔2009 اور 11۔2010 میں ملتان برانچ (نوبہار) کے اندرونی حصہ کو از برجی 700+57 تا 980+97 (ٹیل) پختہ کرنے کی منظوری دے دی ہے اور یہ کام دو سال میں مکمل ہو جائے گا۔

بہاولنگر۔فورڈواہ پر پلوں کی تعمیر کی تفصیلات

*4365: میاں فدا حسین وٹو: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر میں فورڈواہ نہر پر مختلف مقامات پر تین عدد پل تعمیر کئے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ نئے تعمیر شدہ تینوں پل موجودہ سڑک کے لیول سے تقریباً 8 فٹ اونچے تعمیر کئے گئے ہیں اور slope چار فٹ بنائی گئی ہے جو عوام الناس کے لئے ناقابل استعمال ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پلوں کی ڈیزائننگ سڑک کے لیول کو مدنظر رکھتے ہوئے نہیں کی گئی جس کی وجہ سے یہ پل پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے بھی ناقابل استعمال ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پلوں کی تعمیر کے ذمہ دار افسران جنہوں نے پلوں کی ڈیزائننگ کی ہے اور منظوری دی ہے کے خلاف قانونی کارروائی کرنے اور عوامی مفاد کے خلاف ضائع کی گئی رقم بھی ذمہ دار افسران سے ریکور کرنے کو تیار ہے تو کب تک؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ فورڈواہ نہر پر تین پل تعمیر کئے گئے ہیں۔

(ب) نئے بنائے گئے پل سنٹرل ڈیزائن آفس محکمہ آبپاشی لاہور سے منظور شدہ ڈیزائن کے مطابق بنائے گئے ہیں جن کی اونچائی ڈیزائن کے مطابق ہے۔

(ج) نہروں پر جو پل تعمیر کئے جاتے ہیں وہ نہر کے ڈیزائن کو مدنظر رکھ کر ڈیزائن کئے جاتے ہیں اس لئے منظور شدہ ڈیزائن کے مطابق تعمیر کئے گئے ہیں۔

(د) تمام تعمیر کئے گئے پل سنٹرل ڈیزائن آفس محکمہ آبپاشی لاہور نے نہر کے ڈیزائن کی ضرورت کے مطابق ڈیزائن کئے گئے اور اسی منظور شدہ ڈیزائن کے مطابق تعمیر کئے گئے ہیں۔اس میں کسی آفیسر کا ذاتی مفاد وابستہ نہ ہے۔

ضلع قصور میں محکمہ آبپاشی کے دفاتر وریسٹ ہاؤسز کی تفصیلات

*4523: **ملک اختر حسین نول:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں محکمہ آبپاشی کے کتنے دفاتر کس کس جگہ قائم ہیں ان کے سربراہوں کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(ب) ضلع قصور کی حدود میں محکمہ کے کتنے ریسٹ ہاؤسز کس کس جگہ ہیں ہر ریسٹ ہاؤس کتنے رقبہ پر اور کتنے کمروں پر مشتمل ہے، ہر ریسٹ ہاؤس کے انچارج کا نام، عہدہ اور ٹیلی فون نمبرز بتائے جائیں؟

(ج) ان ریسٹ ہاؤسز کے سال 08-2007 اور سال 09-2008 کے اخراجات بتائیں اور یہ ریسٹ ہاؤس کن مقاصد کے لئے بنائے گئے ہیں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع قصور میں محکمہ انہار وبرقیات کے 6 عدد دفاتر ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام دفتر	واقع	سربراہ کا نام	بنیادی سکیل

1	مہتمم انہار	ضلع کچہری قصور	چودھری رفیق احمد	18
2	SDO چھانگامانگا	چھانگامانگا	رائے احمد علی	17
3	SDO پانڈوکی	(للیانی) فیروزپور روڈ	سید یاور علی شاہ	17
4	SDO چونیاں	کینال کالونی کھڈیاں	محمد یوسف	17
5	SDO کھڈیاں	کینال کالونی کھڈیاں	محمد یوسف	17
6	SDO کنگن پور	منڈی احمد آباد (ریسٹ ہاؤس)	مرزا عمر	17

(ب) ضلع قصور کی حدود میں محکمہ انہار کے زیر کنٹرول 8 ریسٹ ہاوسز ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	رقبہ	کمرے	نام انچارج
i	واں ریسٹ ہاؤس چھانگا مانگا	(22.90) ایکڑ	2	رائے احمد علی (ایس ڈی او) 0300-4128261
Ii	بھمبہ کوٹ رادھا کشن	(8.82) ایکڑ	2	رائے احمد علی (ایس ڈی او) 0300-4128261
Iii	گنڈا سنگھ والا	(1.50) ایکڑ	3	محمد یوسف (ایس ڈی او) 049-9250201
iv	کھڈیاں خاص	(1.0) ایکڑ	2	محمد یوسف (ایس ڈی او) 049-9250201
V	نجابت	(0.75) ایکڑ	2	سلیم اختر (ایس ڈی او) 049-9250201
Vi	فتح محمد	(0.75) ایکڑ	2	مرزا عمر (ایس ڈی او) 049-9250141
Vii	کنگن پور	(0.5) ایکڑ	2	مرزا عمر (ایس ڈی او) 049-9250141

(ج) کینال ریسٹ ہاؤسز افسران کے دورہ جات کے دوران قیام کی خاطر، ریونیو کیسز، تاوان کیسز کی کارروائی اور زمینداروں کی شکایات سننے اور ان کے ازالہ کے لئے تعمیر کئے گئے ہیں۔

پنجاب میں زیر زمین کڑوے پانی کی تفصیلات

*4592: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے اکثر علاقوں میں زیر زمین پانی کڑوا اور ناقص ہے؟

(ب) کیا حکومت زیر زمین کڑوا پانی جو پینے کے لئے اور فصلوں کے لئے نقصان دہ ہے کی کوالٹی چیک کرنے کے لئے کوئی منصوبہ شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کن اضلاع میں یہ منصوبہ شروع کیا جائے گا؟

(ج) مذکورہ منصوبہ کے لئے کتنے فنڈز مختص کئے جا رہے ہیں اور کیا کسی دوسرے ملک سے بھی اس معاملے میں مالی معاونت اور ماہرین کی خدمات حاصل کی جا رہی ہیں اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

(د) مذکورہ منصوبہ کب تک مکمل ہوگا کیااس سلسلہ میں کاشتکاروں کی آگاہی کے لئے کوئی پروگرام ترتیب دیا گیا ہے، اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) محکمہ انہار و برقیات کے ادارہ "نظامت بحالی اراضی پنجاب" زمینداروں کے ٹیوب ویلوں سے سال میں دو دفعہ پانی کے نمونے لے کر ان کا تجزیہ کرتا ہے یہ دیکھا گیا ہے کہ زیر زمین پانی کی کوالٹی مختلف علاقہ جات میں مختلف ہے بعض جگہ موزوں اور بعض جگہ زیر زمین پانی کڑوا ہے حالیہ سروے رپورٹ کے مطابق فیصل آباد (زون)، بہاولپور (زون)، راجن پور، سرگودھا اور ڈی جی خان کے اضلاع میں زیادہ تر زیر زمین پانی کڑوا ہے اس طرح ضلع خوشاب اور لیہ کے اضلاع میں بھی کڑوا پانی موجود پایا گیا ہے۔ یہ بھی مشاہدہ میں آیا ہے کہ دریاؤں کے نزدیک عام طور پر زیر زمین پانی کی کوالٹی ٹھیک ہے۔ جوں جوں ہم کسی دوآبہ کے اندر کی طرف جاتے ہیں تو پانی کی کڑواہٹ میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ محکمہ پورے پنجاب سے تقریباً 3200 کے قریب ٹیوب ویلوں سے نمونہ جات لیتا ہے ان میں سے تقریباً 50 تا 60 فیصد ٹیوب ویلوں کا پانی کھاری پایا گیا ہے۔ سروے سے حاصل ہونے والی معلومات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ان علاقوں کا پانی بھی خراب ہونا شروع ہو گیا ہے جن کے آس پاس کا زیر زمین پانی کڑوا ہے۔ کھارے پانی کے علاقوں میں ٹیوب ویلوں کی تعداد کم نوٹ کی گئی ہے جبکہ میٹھے پانی کے علاقوں میں ٹیوب ویلوں کی تعداد زیادہ ہونے سے زیر زمین پانی کی سطح کافی حد تک گر گئی ہے۔ نتیجتاً کھارے پانی نے میٹھے پانی کے علاقہ کی طرف سرایت شروع کر دی ہے۔ اس طرح زیر زمین پانی کی کوالٹی خراب ہو رہی ہے۔

(ج) محکمہ انہار زیر زمین پانی کی کوالٹی اپنے محکمانہ وسائل سے مانیٹر کر رہا ہے اس کے لئے نہ تو کسی دوسرے ملک سے مالی معاونت حاصل کی گئی ہے اور نہ ہی باہر کے ممالک سے کسی ماہر کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔

(د) پچھلے 8 سال سے محکمہ اپنے وسائل سے یہ کام کر رہا ہے اور جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس کام میں کسانوں کو بھی شامل کیا گیا ہے کسانوں کو ان کے ٹیوب ویل کے پانی کی کوالٹی کے بارے میں آگاہی بھی دی جاتی ہے اور اگر پانی کھارا (Brackish) ہو تو

اس کی مینجمنٹ کے بارے میں بھی کسانوں کو مشورے دیئے جاتے ہیں۔یہ معلومات ہر سال سالانہ رپورٹ کے نام سے شائع کی جاتی ہے اور محکمہ انہار کی ویب سائٹ www.irrigation.punjab.gov.pk پر بھی اسے اپ لوڈ کیا جاتا ہے۔

سلطان مائنر لوئر جہلم کینال سرگودھا کے بارے تفصیلات

*4740: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سلطان مائنر لوئر جہلم کینال سرگودھا کی لائننگ اور ریگولر مائنر کی منظوری جون 1992 میں ہوئی تھی نیز اس کا تخمینہ کیا تھا؟

(ب) اس سکیم پر اب تک جو کام اور خرچ ہوا، اس کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) اس سکیم پر اب تک جو کام نہیں ہو سکا اس کی تفصیل کیا ہے نیز یہ کام کب تک مکمل ہو جائے گا؟

(د) کام کی بروقت تکمیل نہ ہونے کی وجہ سے جو سرمایہ ضائع ہوا اس کا ذمہ دار کون ہے نیز کیا محکمہ نے متعلقہ افسران کے خلاف کوئی انکوائری کی، اگر ہاں تو اس کا کیا نتیجہ نکلا مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے۔اس سکیم کا تخمینہ لاگت 7.269 ملین روپے تھا۔

(ب) اس سکیم پر لائننگ کا کام ہوا ہے اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	مالی سال	اخراجات (روپے)
1	1991-92 تا 1999-2000	5.394 ملین
2	1999-2000 تا 2002-03	Nil
3	2003-04 تا 2004-05	6.341 ملین

(ج) اس سکیم پر تمام کام مکمل ہو چکا ہے۔کوئی بھی کام نامکمل نہ چھوڑا گیا ہے۔

(د) اس سکیم پر ابتدائی سال 1991-92 تا 1997-98 کام مکمل نہ ہو سکا جس کی وجہ راجباہ سلطان کے ملحقہ زمینداران کا سول کورٹ سرگودھا سے Stay Order کا حاصل کرنا اور بعد میں ٹھیکیدار کا کام کرنے سے انکار کرنا ہے۔اس سکیم کے بقایا کام کو مکمل کرنے کے لئے چیف انجینئر نے تخمینہ لاگت 6.341 ملین روپے منظور کیا جس پر کام شروع ہوا اور تمام کام

2004-05 کے دوران مکمل ہوگیا۔ کوئی کام نامکمل نہ چھوڑا گیا۔ راجباہ سلطان سال 2004-05 سے موقع پر احسن طریقہ سے چل رہا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاب (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ میں چند ایک معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ایک بات تو یہ ہے کہ آپ نے ایک سپیشل کمیٹی بنائی تھی اس کے لئے ہم نے کام کیا ہے اور ٹیکنیکل کمیٹی کی رپورٹ آنے تک ہم اس کے پابند تھے۔ اب ہمیں اس میں توسیع کی ضرورت ہے تو توسیع کے لئے ہم نے جناب کے آفس میں لکھا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کے لئے ہمیں توسیع مرحمت فرمائی جائے۔

دوسری میری گزارش یہ ہے کہ تقریباً ڈیڑھ سال پہلے میں نے اسی floor پر آپ کی موجودگی میں یہ گزارش کی تھی کہ چینی کا بحران سر پر کھڑا ہے اور مہنگائی ناقابل برداشت ہو گئی ہے، صوبہ اور پاکستان کے عوام کو انتہائی پریشان کئے ہوئے ہے۔ اب ایک اور بحران سر پر کھڑا ہی نہیں ہے بلکہ صوبہ پنجاب اور سارے پاکستان کو اپنی گرفت میں لے چکا ہے اور وہ ہے دالوں کا بحران۔ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے بغیر زندہ رہنا ہی ممکن نہیں ہے اور مہنگائی۔۔۔

جناب سپیکر: ایک منٹ۔ وزیر زراعت اگر باہر تشریف فرما ہیں تو تشریف لے آئیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے انہیں بلایا ہے میرے خیال میں ان کا کوئی ضامن یہاں پر ہوگا جو ایک رجسٹری لے کر آ جائے گا اور ان کی جگہ پر حاضر ہو جائے گا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے تو ایک محاورہ تھا کہ چلیں، جیسے بھی بُرے دن ہیں دال روٹی کھا کر گزارہ کر لیں گے لیکن اب -/180 روپے کی دال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ روٹی تو کھانے ہی نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ -/2 روپے کی روٹی نہ بیچو۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں جناب کو مخاطب نہیں کر رہا، روٹی کو -/2 روپے کر کے اتنا مقدس اور اتنا پتلا اور اس کا اتنا عجیب رنگ کر دیا ہے اور وہ کسی جگہ ہے بھی نہیں لیکن اس پر جو 5۔ارب روپے کا مسئلہ ہے کہ اس میں سے کتنی disbursement ہو رہی ہے میں اس پر بالکل نہیں بولتا۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ رمضان شریف آنے کو ہے اور پھر یہ cartel

system چل رہا ہے اور اب تو دالیں بھی پہنچ سے باہر ہو گئی ہیں لہذا اس کے لئے ابھی سے کوئی بندوبست کیا جائے۔ابھی ذمہ دار منسٹر بھی تشریف لے آئے ہیں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ TCP نے چینی کی درآمد کا کنٹریکٹ کینسل کر دیا ہے چونکہ جنہوں نے چینی درآمد کرنے کی ذمہ داری لی تھی انہوں نے اس کو نبھایا نہیں ہے۔اب اگر رمضان سے پہلے نیا کنٹریکٹ دیا بھی جائے گا تو چینی باہر سے آ نہیں سکتی۔حکومت پنجاب وفاقی حکومت کو لکھے کہ TCP کے کنٹریکٹ کو کینسل کرنے کا کون ذمہ دار ہے؟ غلط فیصلے خواہ کسی جگہ بھی ہوں لیکن جب اس کے اثرات آتے ہیں تو پنجاب کی غریب عوام کے ساتھ ساتھ درمیانہ طبقہ بھی پس کر رہ جاتا ہے۔ڈیڑھ سال پہلے کا بتایا ہوا بحران، آج پھر جناب کی وساطت سے عرض کر رہا ہوں کہ چینی کا بحران پھر سر پر کھڑا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دالیں جس سے غریب آدمی اور درمیانے طبقے کی خوراک پوری ہوتی ہے یہ nutrition بھی ہے۔رمضان شریف آنے سے پہلے ہی مہنگائی مکمل طور پر چھا چکی ہے۔یہاں پر کوئی consumer courts کام کر رہی ہیں، کوئی checkup ہو رہا ہے اور نہ ہی کوئی magisterial staff check کر رہا ہے۔مجسٹریسی تو واپس آ گئی لیکن magisterial staff کسی جگہ بھی جا کر چیکنگ کرتا ہوا نظر نہیں آ رہا۔میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ حکومت اور تو جو مرضی کرتی رہے، کابینہ کا اجلاس کرنا یا نہ کرنا ان کی اپنی صوابدید ہے لیکن لوگوں کا یہ استحقاق ہے کہ وہ آپ کی وساطت سے اپنے نمائندوں کے ذریعے گزارش کریں کہ لاء اینڈ آرڈر کی position کے ساتھ ساتھ سب سے بڑی بات پیٹ بھرنا ہے اور یہ ناممکن ہو چکا ہے۔غریب آدمی کے لئے تو سانس کا ناتا قائم رکھنا بھی ناممکن ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر!میں ایک اور گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج کے اخبار میں آیا ہے کہ انڈیا نے سیالکوٹ میں چناب رینجرز پر بلاجواز فائرنگ کی ہے اور پنجاب کے بارڈرز پر ہماری آرمڈ سروسز کا ایک نوجوان شدید زخمی ہوا ہے۔ہم ایک طرف تو راہداریاں دے رہے ہیں اور دوسری طرف اسی ملک سے ہم پر گولیاں برسائی جا رہی ہیں۔خارجہ پالیسی کے جواب میں ایک بار جناح صاحب نے کہا تھا کہ ہماری سب سے دوستی ہے کسی سے دشمنی نہیں سوائے جب تک کہ وہ ہمیں مجبور نہ کرے۔ہمیں تو ہر وقت مجبور کیا جاتا ہے۔اب یہاں پر جو قرارداد لانے اور اس پر بحث کرنے کے لئے کہا گیا تھا اس پر بھی عملدرآمد کرایا جائے اور میری استدعا ہے کہ مہنگائی کے جن کو بوتل میں بند کرنے کے لئے، مہنگائی جو پھیل رہی ہے اسے کنٹرول کرنے کے لئے، صرف یہی نہ کہا جائے کہ پانچ یا چھ سال پہلے کے اثرات اب ہو رہے ہیں۔ اب تیسرا بجٹ استعمال ہو رہا ہے تین سالوں کے اندر 1400۔ارب روپیہ اس حکومت کے سپرد ہو چکا

ہے۔ہمارا حق ہے کہ ان سے گزارش کریں اور ان کا فرض ہے کہ وہ اس پر عملدرآمد کریں اور خوراک اور مہنگائی کے بحران نے عوام کو جو اپنے چنگل میں لیا ہوا ہے اس سے نجات دلائی جائے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں وزراء صاحبان اپنے اپنے دفاتر میں بیٹھے ہوئے ہیں لہذا میں ان سے کہوں گا کہ اگر وہ اسمبلی میں موجود ہیں تو انہیں فوری طور پر House کے اندر آنا چاہئے، جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف نے جس issue پر بات کی ہے یقیناً اس سے کوئی انکار نہیں کہ مہنگائی ہمارا ایک قومی وتیرہ بن گیا ہے کہ جب رمضان المبارک کا موقع آتا ہے تو اس میں بہت سارے characters شامل ہو کر مہنگائی بڑھاتے ہیں اور اس میں main factor hoarding کا ہوتا ہے۔ ذخیرہ اندوزی کی جاتی ہے جو چیز already ضرورت کے مطابق موجود ہوتی ہے اس کی ذخیرہ اندوزی کر کے اس قسم کی افواہیں پھیلائی جاتی ہیں کہ shortage ہو گئی، shortage ہو گئی اور اس کے بعد ساتھ ہی مہنگائی اوپر جانا شروع کر دیتی ہے۔ میں categorically دو ٹوک انداز میں اس معزز ایوان، پورے پنجاب اور پاکستان کی عوام کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ کرشنگ اکتوبر کے آخر اور نومبر میں شروع ہو جاتی ہے اس وقت تک حکومت پنجاب کے پاس ضرورت کے مطابق چینی کا وافر ذخیرہ موجود ہے اور اس میں قطعی طور پر ماسوا اس بات کے کہ اس قسم کی افواہ سازی کی جائے، اس کے پیچھے شوگر مافیا بھی ہے کہ لوگوں میں panic پھیلائی جائے اور جس آدمی کو دو کلو کی ضرورت ہے وہ کوشش کرے کہ میں بیس کلو خرید لوں اور اس سے shortage پیدا ہو۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جو import کی بات کی ہے یہ on record ہے کہ آج سے چھ ماہ قبل جنوری فروری میں میٹنگ ہوئی تھی اس وقت وزیر اعلیٰ پنجاب نے وفاقی حکومت سے یہ request کی تھی کہ پچھلے سال چینی کا بحران پیدا ہوا تھا اس لئے آپ ضرورت سے بڑھ کر چینی import کریں تاکہ ذخیرہ اندوزوں کو یہ جرأت نہ ہو سکے کہ وہ اس سے متعلق مہنگائی کر سکیں۔ غالباً آج سے تین دن پہلے بھی ایک میٹنگ ہوئی تھی اور میں اس میں موجود تھا وہاں اس پورے issue پر threadbare غور کیا گیا تھا اور میں قائد حزب اختلاف اور اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس مسئلے پر حکومت کی پوری نظر ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی قسم کی shortage پیدا نہیں ہونے دی جائے گی۔ اس کے علاوہ دالیں بھی import کی جا رہی ہیں اور رمضان کے موقع پر ہم لوگوں کو considerable

relief دے رہے ہیں جس میں انہیں سبسڈی کی صورت میں سستی دالیں، آٹا اور چینی فراہم کی جائے گی اور وہ لوگ یہاں پر مہنگائی پیدا کرنا چاہتے ہیں انہیں قطعی طور پر اس بات کا موقع نہیں دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جو افغان ٹرانزٹ ٹریڈ کے حوالے سے بات کی ہے اس وقت اس سلسلے میں یہ صورت ہے کہ وفاقی حکومت نے categorically یہ کہا ہے کہ فی الحال اس معاہدے کی کوئی حیثیت نہیں ہے جب تک کہ اسے کیبنٹ سے منظور نہ کروایا جائے۔ میں نے اس کی کاپی لینے کی کوشش کی ہے شاید آج مل جائے اگر وہ کاپی مل جاتی ہے تو قائد حزب اختلاف بیٹھ جائیں اور اگر معزز ایوان کل کا کوئی ٹائم رکھ کر اس پر بحث کرنا چاہے تو اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم Call Attention Notices لیتے ہیں۔ پہلا Call Attention Notice نمبر 486 جناب خالد جاوید اصغر گھرال صاحب کی طرف سے ہے۔ گھرال صاحب تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ چودھری صاحب! اس کا کیا کریں؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! On his behalf take up کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ایسے نہیں ہو سکتا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جی، اسے dispose of فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ Call Attention Notice dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس قائد حزب اختلاف چودھری ظہیر الدین خان صاحب کی طرف سے ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! Call Attention Notice نمبر 491 ہے۔

لاہور، گڑھی شاہو اور شاہدرہ میں انٹرنیٹ کیفے میں دھماکوں کی تفصیلات

چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایک مؤقر روزنامہ مورخہ 2010-7-18 کی خبر کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں گڑھی شاہو اور شاہدرہ میں انٹرنیٹ کیفے میں ٹائم ڈیوائس دھماکوں سے خاتون سمیت آٹھ افراد شدید زخمی ہو گئے؟ کیفے میں درجنوں کمپیوٹر تباہ ہو گئے، قریبی دکانوں اور گھروں کے شیشے ٹوٹ گئے، علاقے کے لوگ چیخ و پکار کرتے ہوئے دکانیں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ دھماکوں کے متعلق حکومت کو پیشگی اطلاع تھی مگر اس کے باوجود مناسب انتظامات نہ کئے گئے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ملزمان کو گرفتار کر کے ان کے خلاف کارروائی کی گئی ہے نیز جو پولیس افسر/ اہلکار غفلت کے مرتکب ہوئے ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کا جواب عرض کرتا ہوں۔

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 17-07-2010 بوقت تقریباً 00-4 بجے دن بیگم کوٹ نوید خان کے نیٹ کیفے میں کم طاقت کا دھماکا ہوا تھا جس سے نیٹ کیفے کا مالک نوید خان، عتیق الرحمٰن اور حیدر علی زخمی ہو گئے اور نزدیکی دکانوں کے شیشے بھی ٹوٹ گئے جس پر مقدمہ نمبر 1137 مورخہ 17-07-2010 بجرم 427/324 ت پ 7-ATA ¾ Explosive Act تھانہ شاہدرہ لاہور درج رجسٹر ہوا ہے۔ موقع سے قبضہ میں لیا گیا مواد اور CPU وغیرہ لیبارٹری بھجوائے گئے ہیں جس کا نتیجہ موصول ہونے سے پہلے یہ کہنا قبل از وقت ہو گا کہ یہ time device تھی۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ حکومت یا پولیس کو اس وقوعہ کے بارے میں کوئی پیشگی اطلاع تھی۔

(ج) قبل ازیں اقبال ٹاؤن، لاہور میں کم طاقت کے جو دھماکے ہوئے تھے وہ trace ہو چکے ہیں اور اسی سے آگے ایسی اطلاعات ملی ہیں کہ جن پر ہم کام کر رہے ہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ یہ واقعات بھی trace ہو جائیں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ "یہ کہنا قبل از وقت ہے کہ یہ time device تھی"۔ آج اس واقعے کو چار پانچ روز گزر چکے ہیں، یہ decide

کرنے میں کتنا عرصہ لگے گا کہ آیا یہ time device ہے یا نہیں،اس وقت اگر یہ قبل از وقت ہے تو وہ وقت کب آئے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!prima facie تو یہ time device ہی لگتی ہے لیکن لیبارٹری کی رپورٹ موصول ہونے کے بعد ہی یہ بات قطعی طور پر confirm کی جا سکتی ہے۔صرف لیبارٹری رپورٹ کا انتظار ہے جو کہ ایک آدھ دن میں موصول ہو جائے گی۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!میرا اس پر مزید تو کوئی ضمنی سوال نہیں ہے لیکن آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ داتا دربار کے بارے میں ایک دو چیزیں pending ہیں۔اس دن ہمارا Call Attention Notice غیر معمولی حالات کی نذر ہو گیا تھا۔اگر وزیر قانون صاحب مناسب سمجھیں تو اس حوالے سے تفصیلات سے متعلق ہاؤس کو آگاہ فرما دیں۔جب وزیر قانون صاحب کو اس بارے میں پوری اطلاعات موصول ہو جائیں گی،حکومت properly inform کر سکے گی تو اس وقت وزیر قانون صاحب اگر مناسب سمجھیں تو اس بابت ہاؤس کو آگاہ فرمادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اس سلسلے میں اب تک جو بھی investigation progress ہوئی ہے اس کے وہ حصے کہ جن کو publish کرنا investigation کے عمل کو آگے بڑھانے میں حائل نہیں ہو سکتا میں اسے معزز ہاؤس کے ساتھ share کرنے کے لئے تیار ہوں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک دن اس معاملے پر پوری طرح سے بحث ہونی چاہئے کیونکہ یہ معاملہ اس معزز ایوان کے نوٹس میں لینے کا ہے۔یہ کیا وجہ ہے کہ جب سندھ میں target killing ہو اور وہاں کا آئی جی پولیس خود یہ کہے کہ پولیس target killing کو روکنے میں ناکام ہوئی ہے تو پھر بھی کوئی یہ نہیں کہتا کہ سندھ حکومت ناکام ہو گئی ہے،پھر بھی کسی کے استعفیٰ کا مطالبہ نہیں کیا جاتا۔اگر سرحد میں آئے روز دھماکے ہوں اور جو ہوتے رہے ہیں تو ہر وقت ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا جاتا رہا ہے لیکن پنجاب میں جب بھی کوئی incident ہوتا ہے تو سب سے پہلے بات یہ کی جاتی ہے کہ دہشت گرد کامیاب ہو گئے،اس کے بعد بات کی جاتی ہے کہ پولیس ناکام ہو گئی اور اس کے بعد بات کی جاتی ہے کہ حکومت fail ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر!یہ دہشتگردی کے خلاف جنگ صرف پنجاب کی ہے،صرف پنجاب حکومت کی ہے اور نہ صرف پنجاب پولیس کی ہے بلکہ یہ پوری قوم کی ہے۔کبھی forces نہیں جیتا کرتیں ،ہمیشہ

قومیں جیتا کرتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے میں نہ صرف اس معزز ایوان کی بلکہ پورے پنجاب کے عوام اور پورے پاکستان کے عوام کی backing کی ضرورت ہے۔ We are committed ہم اس جنگ کو لڑنے کا حوصلہ اور عزم رکھتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس میں کامیاب ہوں گے کیونکہ اس میں ناکامی کا کوئی option ہے ہی نہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ دوسرے segments of the society کی طرف سے حوصلہ افزائی اس جنگ کو جلد سر کرنے میں یا اس کو ناکام بنانے میں معاون ثابت ہوگی۔ شکریہ

جناب سپیکر: اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز ارکان اسمبلی کی طرف سے کل گیارہ درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔

میاں محمد رفیق

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد رفیق، ممبر صوبائی اسمبلی پی پی۔90 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Sir, I have been invited by the National Convener, General Secretary BBPPF Pakistan Chapter on behalf of Tri-national Committee of Bangladesh, Bharat and Pakistan People's Forum to attend the Tri-national Conference to be held in Dhaka from 20th February 2010- to 25th February 2010."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری مونس الٰہی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری مونس الٰہی، ممبر صوبائی اسمبلی پی پی۔110 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

"It is submitted that the Punjab Assembly Session was held from 20th January 2010 to 23rd February 2010 and I could not attend the said session because I was busy in these days. It is therefore requested that leave may be granted."

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! دیکھیں، بات سنیں۔ بات یہ ہے کہ وہ تو کبھی آئے ہی نہیں۔ وہ تو کبھی تشریف لائے ہی نہیں تو پھر ان کی رخصت کیسے منظور کر لی جائے؟ یہ چھٹی منظور نہیں ہونی چاہئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! دیکھیں، ہاؤس میں دو سو ممبر تشریف نہیں لاتے، وزیر اعلیٰ ہاؤس میں دو سال تک نہیں آئے۔ اس رخصت کے معاملے کو politicize نہ کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر وزیر اعلیٰ دو سال نہیں آئے تو انہوں نے چھٹی کی درخواست بھی نہیں دی۔ چودھری مونس الٰہی بھی اپنی غیر حاضری لگوائیں اور اس کے بعد پھر ہاؤس میں آنا شروع کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: ان کے اپنے وزیر اعلیٰ ہاؤس میں کتنی دفعہ آئے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ اس پر ہاؤس کی sense لے لیں۔ وہ آدمی یہاں پر صرف اس وقت آتا ہے جب موقع پر کھڑے ہو کر ان سے کوئی نہ کوئی کام کروانا ہوتا ہے، ورنہ وہ آتا ہی نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ جی، محسن لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب سے ایک گزارش کروں گا، میں اکثر ان سے یہ گزارش کرتا رہتا ہوں کہ ہم طنز سے تھوڑا ساہٹ کر بات کیا کریں۔ ایک ممبر کے لئے "آتا ہے، جاتا ہے" کے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ یہ کہا جائے کہ ایک معزز ممبر آتے ہیں، وہ تشریف لاتے ہیں یعنی ہاؤس میں اگر ایک مہذب طریقے سے بات کی جائے تو بہتر ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسا کہ محسن لغاری صاحب نے نوٹ کیا ہے، اگر الفاظ میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو میں اس کو درست کر لیتا ہوں تو میں بالکل یہ کہتا ہوں کہ چودھری مونس الٰہی صاحب جو کہ اس ہاؤس کے ایک معزز ممبر ہیں وہ تشریف لاتے نہیں ہیں۔ کبھی کبھی تو وہ تشریف لایا کریں، کسی کارروائی میں وہ حصہ لیں۔ جب وہ بالکل تشریف ہی نہیں لاتے تو پھر ان کو چھٹی لینے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر یہ یقین دہانی کروائیں کہ آئندہ وہ اپنے آپ کو regular کریں گے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ورنہ پھر ہاؤس کی sense لے لیں اور ہاؤس کی sense تو یہ ہے کہ ان کی چھٹی منظور نہ کی جائے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ غیر ضروری گفتگو کی گئی ہے۔ ہم اسمبلی کو اس طرح سے نہیں چلنے دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ کیسے اس کو روک سکیں گے، چلنے نہیں دیں گے یہ آپ کیا بات کر رہی ہیں؟ آپ مجھے threat نہ کریں۔ No, this is no way. آپ بیٹھیں۔ ان کا مائیک بند کریں۔ آپ جان بوجھ کر خرابی پیدا کر رہی ہیں۔ بات کرنے کا یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف یا محسن لغاری صاحب اس بارے میں اگر Chair یا House سے request کریں تو اس کو تسلیم کیا جا سکتا ہے اگر انہوں نے اس رویے سے چھٹی منظور کروانی ہے تو یہ بالکل نہیں ہو گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہماری بھی اتنی ہی اہمیت ہے، لغاری صاحب کا استحقاق ہم سے زیادہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کرتی ہیں، آپ کس point پر بول رہی ہیں؟ آپ خاموش ہو جائیں اور Leader of the Opposition کو بولنے دیں۔ چودھری صاحب! میرے خیال میں اس پر زیادہ بات نہ کی جائے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! جیسے وزیر قانون صاحب نے کہا آپ سے میری request ہو گی کہ جیسے routine میں چھٹیاں منظور ہوتی ہیں اس چھٹی کو بھی منظور کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اس پر بحث نہ کی جائے اور اس چھٹی کو منظور کیا جاتا ہے۔
اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب عمران اشرف صاحب

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب عمران اشرف صاحب ایم پی اے، پی پی۔123 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

''گزارش ہے کہ بوجہ فوتیدگی محمد زاہد بھائی پنجاب اسمبلی کے session میں مورخہ 9۔فروری سے 15۔فروری2010 تک حاضر نہیں ہو سکتا۔ براہ کرم ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔''

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری شفیق احمد گجر

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب چودھری شفیق احمد گجر ایم پی اے، پی پی۔68 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"With great reverence it is submitted that I am going to Canada on 15th June 2010 in connection with some private affairs. It is, therefore, requested that one month leave may kindly be granted to me for the purpose mentioned above."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب یاسر رضا ملک

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب یاسر رضا ملک ایم پی اے، پی پی۔13 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ میں یاسر رضا ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب پی پی۔13راولپنڈی طبیعت انتہائی خراب ہونے کی وجہ سے مورخہ 27-03-2010بروز ہفتہ Assembly Session میں حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔ رخصت کی درخواست پر غور فرمائیں۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب عمران اشرف

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب عمران اشرف صاحب ایم پی اے، پی پی۔123 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ میرے سسر صاحب road accident میں شدید زخمی ہو گئے ہیں مجھے emergency میں راولپنڈی جانا پڑا ہے جس کی وجہ سے بروز 27-03-2010 پنجاب اسمبلی کے session میں حاضر نہیں ہو سکتا لہذا رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب عمران اشرف

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست بھی جناب عمران اشرف صاحب ایم پی اے، پی پی۔123 کی طرف سے موصول ہوئی ہے انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ بوجہ ناسازی طبیعت آج مورخہ 2010-06-18 پنجاب اسمبلی
کے session میں حاضر نہیں ہو سکتا لہٰذا رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(رخصت منظور ہوئی)

ملک ظہور انور

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست ملک ظہور انور ایم پی اے، پی پی۔23 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"I am going abroad on 23rd June 2010 on a private visit. Therefore I will not be able to attend the remaining part of the Assembly Session. I may, therefore, be granted leave for the remaining part of the session."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں محمد فیاض

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب محمد فیاض ایم پی اے پی پی۔25 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ نجی مصروفیات کی وجہ سے برطانیہ میں تھا جس کی بناء پر پنجاب اسمبلی کے Session میں مورخہ جون 14 تا 21 حاضر نہیں ہو سکتا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد یار ہراج

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب محمد یار ہراج ایم پی اے، پی پی۔215 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"I am currently pursuing a university course abroad. Therefore, I am unable to attend the current 19th Session and would like to request a leave of absence from the Assembly."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی: اگلی اور آخری درخواست محترمہ فوزیہ بہرام ایم پی اے، ڈبلیو۔333 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ مجھے انتہائی ضروری کام سے چکوال اپنے حلقہ میں جانا پڑ گیا ہے لہذا مجھے 16۔جولائی 2010 سے اس Session سے رخصت دی جائے۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(رخصت منظور ہوئی)

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کی طرف چلتے ہیں۔ سید محمد رفیع الدین بخاری کی تحریک استحقاق نمبر 26 ہے، یہ تحریک move ہو چکی ہے۔

ایس ایچ او تھانہ صدر لودھراں کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار
(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک میں ایک inquiry order کی ہوئی ہے next week تک اس کی رپورٹ آ جائے گی لہذا اس تحریک کو next week تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ نے اپنی تحریک پڑھ بھی لی ہے اس پر بات بھی ہو گئی ہے تو اب انہوں نے inquiry کے لئے time مانگا ہے۔

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب سپیکر! میں نے یہ تحریک جمعہ کو پڑھی تھی تو وزیر قانون صاحب نے اور آپ نے فرمایا تھا کہ اس تحریک کو منگل تک pending کر دیں۔ میری گزارش ہو گی کہ مہربانی فرما کر اسے Privileges Committee کے سپرد فرمائیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! شاہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ میری تحریک کو Privileges Committee کے سپرد کر دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں معاملہ یہ ہے کہ معزز ممبر کا یہ کہنا ہے کہ انہوں نے ٹیلی فون کیا تو اُنہوں نے ٹیلی فون سننے سے انکار کیا تو یہ دوسری تیسری بار ہے کہ بخاری صاحب سے وہاں پر اسی قسم کا معاملہ ہوا ہے تو گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس کو پوری طرح سے inquire کیا جائے اور rules بنائے جائیں کہ لوگوں نے کس طرح سے respond کرنا ہے تاکہ اگر کہیں پر rules کی violation ہو تو پھر سبھی جگہ پر ان کے خلاف ایک جیسا action ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے ایک ہفتہ کوئی زیادہ time نہیں ہے اس میں یہ چیز conclude ہو جائے گی۔

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اللہ اکبر۔ وہ آ گئے جن کا انتظار تھا۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ایک مسئلہ ہے جو میں نے وزیر اعلیٰ کے بھی گوش گزار کیا تھا اور اس حوالے سے وزیر صاحب سے بھی بات ہوئی تھی۔ ہمارے ضلع میں 2005 سے آج تک sugar cess کے پیسوں سے کوئی سڑک نہیں بن سکی۔ پہلے ہمارا ضلع جھنگ تھا اب چنیوٹ ہمارا ضلع بن گیا ہے، ہمارے sugar cess کے تمام پیسے جھنگ میں پڑے ہیں یا ادھر Finance Department میں پڑے ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب اور وزیر خوراک صاحب بھی موجود ہیں انہیں کہیں کہ انہیں بلالیں اگر ہمارے پیسے ہیں تو release کر دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: Minister for Food موجود نہیں ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وزیر خزانہ ایوان میں بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: کل وزیر خوراک کے سوالات ہیں، وہ اِدھر تشریف لے آئیں گے تو ان سے آپ کی بات ضرور کریں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر آپ حکم دے دیں کہ کل وہ اپنے سیکرٹری کو بھی بلالیں اور یہاں میرا مسئلہ حل کروادیں کیونکہ ان حالیہ بارشوں میں تمام سڑکیں ٹوٹ چکی ہیں اور حادثات کا بڑا خطرہ ہے۔ وہاں تباہی ہوئی پڑی ہے اگر آپ حکم دے کر کل کین کمشنر، سیکرٹری خوراک اور سیکرٹری خزانہ کو بلالیں۔

جناب سپیکر: ان کو منسٹر صاحب بُلالیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ حکم دے دیں گے تو وہ آجائیں گے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ان کو کل بُلالیں۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! حضرت شہباز قلندر کا 28۔ جولائی کو عرس ہے اور ٹرین بند کی جارہی ہے۔ اس طرح پنجاب کے زائرین کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ میری درخواست ہے کہ عرس کے موقع پر جو ٹرین حکومت پاکستان نے بند کی ہے اس سے زائرین کی دل شکنی ہوگی جو بڑے جوش و خروش سے سیہون شریف عرس کے موقع پر جاتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس ٹرین کو چلایا جائے تاکہ پنجاب سے جانے والے زائرین عرس میں شرکت کر سکیں۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے حکومت پاکستان نے کئی

ٹرینیں تو بند کیں کہ انجن نہیں ہیں اور خسارے میں جا رہی ہیں وہ تو ٹھیک ہے لیکن جو زائرین کے لئے سپیشل ٹرین چلتی ہے اسے تو ضرور چلایا جائے۔

جناب سپیکر: کائرہ صاحب! آپ اس بارے میں وفاقی حکومت سے بات کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں آج ریلوے منسٹر صاحب سے بات کرتا ہوں اوران سے کہوں گا کہ جو مسئلہ معزز ممبر صاحبہ کا ہے اسے حل کروایا جائے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں بھی کائرہ صاحب سے آپ کی وساطت سے پنجاب کی مالی حالت کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں کیونکہ اخباری رپورٹیں یہ کہہ رہی ہیں کہ ہماری financial position بڑی کمزور ہے۔ ہم لوگ اس وقت تنخواہیں دینے کے لئے بھی تنگ ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے اب یہ کام شروع کر دیا ہے اور تحاریک استحقاق کا وقت چل رہا ہے۔ اب آپ کی مرضی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ مجھے بعد میں پانچ منٹ دے دیجئے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر خالد امتیاز بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

ڈاکٹر خالد امتیاز بلوچ: جناب سپیکر! میں ایوان کے سامنے کہنا چاہتا ہوں کہ میرا حلقہ پی پی۔69 ہے، حالیہ بارشوں کی وجہ سے میرا پورے کا پورا حلقہ ڈوب گیا ہے جس میں میرا اپنا گھر بھی شامل ہے، موقع پر دیکھا جائے تو رانا ثناء اللہ صاحب کے ساتھ والا میرا حلقہ ہے۔ وہاں پر اتنی سخت زیادتی ہو رہی ہے کہ لوگ ٹیلیفون پر ٹیلیفون کر رہے ہیں۔ میرا بائی پاس ہوا ہوا ہے مجھے کچھ ہو گیا تو آپ ذمہ دار ہوں گے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ان کا کچھ کروائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! فیصل آباد اور لاہور کی لوکل انتظامیہ اس سلسلے میں پوری طرح سے vigilant ہے لیکن ہوا یہ ہے کہ پورے season کی بارشیں ان تین دنوں

میں ہو گئی ہیں اور بہت زیادہ بارشیں ہوئی ہیں جن کی وجہ سے مشکلات آ رہی ہیں لیکن انشاء اللہ تعالیٰ ایک دو دن میں یہ معاملہ clear ہو جائے گا بلکہ آج ہی شام تک clear ہو جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے رانا صاحب کے notice میں ایک بات لاؤں گا جو ہلکی پھلکی سی ہے۔ آج صبح مجھے SMS کے ذریعے ایک message آیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مہربانی کر کے اسمبلی کے اندر یہ issue اٹھائیں کہ سستی روٹی کے بعد سستی کشتی سکیم بھی شروع کریں جس میں لوگ سفر کر سکیں کیونکہ ایمسٹرڈیم کی طرح یہ شہر بھی نہروں کا شہر بن گیا ہے۔

جناب سپیکر: اس کا انتظام ڈیرہ غازی خان میں ضرور کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ اگر سستی روٹی کے بعد کسی اور چیز کو بھی سستا کرنا پڑا تو کریں گے ویسے SMS کے ذریعے messages سب کو موصول ہوتے ہیں مجھے بھی موصول ہوتے ہیں اگر ان کا میں نے یہاں پر ذکر کر دیا تو وہ آپ کو بہت ناگوار گزرے گا۔

جناب سپیکر: جی، مخدوم ارتضیٰ صاحب!

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! یہاں آج لاء منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ میں نے پچھلے دنوں آپ کے چیمبر میں آپ کی توجہ ایک چھوٹے سے issue پر دلائی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ اس پر پہلے discuss کر لیں کہیں اس پر کوئی تحریک استحقاق ہی نہ آ جائے۔ وہ جی او آر میں داخلے کا معاملہ ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے دہرا دوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ بات یہاں کرنے کی نہیں ہے۔ میرے خیال میں ہم علیحدہ بیٹھ کر بات کر لیں گے۔ رانا صاحب! آپ نے ان کی بات سننی ہے اور پھر اس پر عمل کروانا ہے۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! اسے ہاؤس میں لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ یہ اچھا نہیں لگے گا۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! کیوں اچھا نہیں لگے گا، یہ فیصلہ ان سے کرا لیں کہ یہ بات اچھی ہے یا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ بات سمجھ گئے ہیں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! ان کا مسئلہ حل کروانا ضروری ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں اور پہلی تحریک التوائے کار نمبر 519/10 محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ!

محکمانہ مانیٹرنگ اور ضلعی و صوبائی ٹاسک فورسز کے باوجود جعلی زرعی ادویات کی فروخت میں اضافہ

محترمہ سیمل کامران: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں بڑے پیمانے پر جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی جا رہی ہے۔ محکمانہ مانیٹرنگ اور ضلعی و صوبائی سطح پر ٹاسک فورسز کے قیام کے باوجود بھی مارکیٹ میں جعلی زرعی ادویات کی بھرمار ہے۔ بہت سی کمپنیاں organic tonic اور organic fertilizer کے نام سے مختلف جعلی فرٹیلائزر کسانوں کو فروخت کر رہی ہیں۔ جس سے فی ایکڑ پیداوار بُری طرح سے متاثر ہو رہی ہے اور غیر رجسٹرڈ، ملاوٹ شدہ، جعلی اور زائد المیعاد ادویات کی فروخت کے خلاف ٹھوس کارروائی نہ ہونے کی وجہ سے زراعت تباہی کے دہانے پر آ پہنچی ہے جس سے صوبہ پنجاب کے کسانوں میں شدید بے چینی و اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ آٹھ تحاریک التوائے کار ہیں جن کے notice مجھے آج ہی موصول ہوئے ہیں غالباً یہ کل جمع ہوئی ہوں گی۔ آپ ان سب کو پڑھنے کی اجازت دے دیں اس کے بعد انہیں کل کے لئے pending کر لیں۔

جناب سپیکر: کب تک pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): کل تک pending کر دیں کیونکہ Business Advisory Committee میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ اگلے اجلاس کے لئے تحاریک التوائے کار کو pending نہیں کیا جائے گا کیونکہ جو اہمیت کے حامل واقعات ہوتے ہیں ان پر تحاریک التوائے کار لائن میں لگ جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 520/10 بھی محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ! آپ اس کو پڑھ دیں۔

آفیسر کالونی نمبر 3 بیدیاں روڈ لاہور میں سلگ ویل کی تعمیر سے رہائشیوں کو جلدی بیماریاں لاحق ہونے کا خدشہ

محترمہ سیمل کامران: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 20۔ جولائی 2010 کے روزنامہ "ایکسپریس" کے مطابق بیدیاں روڈ لاہور پر واقع عسکری آفیسر کالونی نمبر 3 کے بالکل ساتھ ایک سلگ ویل کی تعمیر کی جا رہی ہے جبکہ انوائرمنٹ ایکٹ کے تحت شہر کے اندر کسی بھی کنسٹرکشن پراجیکٹ کی تعمیر سے پہلے محکمہ تحفظ ماحولیات سے منظوری لینی ضروری ہے مگر اس سلگ ویل کی تعمیر کے لئے محکمہ تحفظ ماحولیات سے کوئی اجازت نہیں لی گئی۔ محکمہ تحفظ ماحولیات کی سروے رپورٹ کے مطابق سلگ ویل کی تعمیر سے کالونی کے رہائشی لوگوں کو شدید فضائی آلودگی اور بدبو کا سامنا کرنا پڑے گا جس کی وجہ سے اہل علاقہ کو مختلف قسم کی سکن کی بیماریاں لاحق ہونے کا اندیشہ ہے۔ محکمہ تحفظ ماحولیات کی ایک ٹیم نے معائنے کے بعد اس سلگ ویل کی تعمیر کو غیر قانونی قرار دے دیا ہے۔ تاہم اس سلگ ویل کی تعمیر اب بھی جاری ہے جس سے اہل علاقہ میں شدید بے چینی و اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی کل تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 521/10 بھی آپ کی ہے۔ آپ اسے بھی پڑھ لیں۔

یونین کونسل نمبر 1 وارڈ نمبر 2 لاہور میں مناسب صفائی نہ ہونے سے اہل محلہ کو پریشانی کا سامنا

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 20۔جولائی 2010 کی خبر کے مطابق یونین کونسل نمبر 1، وارڈ نمبر 2 میں چالیس سے زائد سینٹری ورکرز ہونے کے باوجود عملہ صفائی نظر نہیں آتا جس کی وجہ سے پورے علاقے میں جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اور متعدد موذی بیماریوں کے پھیلنے کا خطرہ ہے۔ اہل علاقہ کی تمام تر شکایات کے باوجود محکمہ اس جانب توجہ نہیں دے رہا۔ گندگی اور بدبُو کی وجہ سے اہل علاقہ کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے۔ اہل علاقہ کے مطابق چالیس سے زائد سینٹری ورکرز ہونے کے باوجود صرف پندرہ ملازمین سے کام لیا جا رہا ہے اور باقی ملازمین کو سائیڈ پر رکھ کر ان کی ماہانہ تنخواہ خُورد بُرد کی جا رہی ہے اور اس کی وجہ سے اتنے بڑے علاقے میں صفائی کا نظام نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام بالعموم اور اہل علاقہ میں بالخصوص بے چینی و اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 526 میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔

ڈنگہ (گجرات) میں سیوریج کے پائپ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے کی وجہ سے رہائشیوں میں ہیپاٹائٹس کے مرض میں اضافہ

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ڈنگہ (ضلع گجرات) ایک قدیمی شہر ہے۔ اس کی آبادی چالیس پچاس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ اس شہر میں واٹر سپلائی اور سیوریج کے پائپ جو بچھائے گئے ہیں وہ تیس پینتیس سال پرانے ہیں اور یہ جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ چکے ہیں۔ سیوریج کا گندہ پانی گلیوں اور روڈ پر جگہ جگہ کھڑا ہوا ہے۔ واٹر سپلائی کے ٹوٹے ہوئے پائپ میں سیوریج کا گندہ پانی mix ہو کر شہریوں کو فراہم کیا جا رہا ہے۔ ایکسین پبلک ہیلتھ انجینئرنگ گجرات نے اس پانی کا ٹیسٹ کروایا تھا۔ اس کی رپورٹ کے مطابق یہ پانی انتہائی مضر صحت ہے

جواس شہر کے باسیوں کو پینے کے لئے فراہم کیا جارہا ہے۔اس شہر کے 60/70 فیصد افراد مختلف قسم کے موذی امراض میں یہ مضر صحت پانی پینے کی وجہ سے مبتلا ہو چکے ہیں۔ میوہسپتال لاہور میں داخل ہونے والے مریضوں میں سب سے زیادہ مریض ہیپاٹائٹس کے امراض کی اکثریت ہوتی ہے جو مضر صحت پانی پینے کی وجہ سے اس موذی مرض میں مبتلا ہوئے ہیں۔اگر اس شہر میں واٹر سپلائی اور سیوریج کے نظام کو درست نہ کیا گیا تو ہو سکتا ہے کہ اس شہر کی مزید آبادی مختلف قسم کے موذی امراض میں مبتلا ہو جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس کو بھی کل کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اس کی کاپی ادھر لاء منسٹر صاحب کو بھی دے دیں۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 527 محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی ہے۔

صوبہ میں سیکنڈری سکول ٹیچر کے لئے اعلان کردہ پیکج کے مطابق لاہور کے ایس ایس ٹی ٹیچرز کو ترقی نہ دینا

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ 2007 میں صوبہ پنجاب میں تعینات سیکنڈری سکول ٹیچر (ایس ایس ٹی) کی ترقی کے لئے ایک پیکج کا اعلان کیا گیا تھا۔اس پیکج کے مطابق ایس ایس ٹیز کے لئے تین درجاتی فارمولے کے تحت ہر 100 سیٹوں کے لئے 15,35,50 کی شرح سے 16,17,18 سکیل دیئے جانے تھے۔ایس ایس ٹیز کے اس پیکج پر تمام اضلاع میں ایس ایس ٹیز کی سنیارٹی لسٹ کے مطابق ترقی دینے کے لئے meetings ہوئیں باقی تقریباً تمام اضلاع میں ایس ایس ٹی کی سنیارٹی لسٹ کے مطابق ترقی دینے کے لئے پہلی میٹنگ کے بعد دوسری یا تیسری یا ضرورت کے مطابق مزید meetings ہوتی رہیں اور ایس ایس ٹیز ترقی پاتے رہے لیکن لاہور جو ایک کروڑ کی آبادی کا شہر ہے اور یہاں کئی ہزار اساتذہ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں ان اساتذہ میں ہزاروں کی تعداد میں ایس ایس ٹیز بھی ہیں جنہیں 2007 میں پیکج تو دیا گیا اور پہلی میٹنگ مورخہ 05-07-2008 کو منعقد ہونے کے بعد آج تک دوسری میٹنگ نہیں کرائی گئی اور اس میٹنگ کو نہ کرانے میں چند افسران براہ راست ملوث ہیں جو موجودہ حکومت کے لئے بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔اس ساری صورتحال میں صوبہ پنجاب کی پوری اساتذہ برادری میں عمومی طور پر اور لاہور

میں تعینات ایس ایس ٹیز میں خصوصی طور پر انتہائی اضطراب، بے چینی اور غم وغصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اسے بھی کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 528 جناب اعجاز احمد خان صاحب کی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 525 آنی ہے۔

جناب سپیکر: جب وہ آئے گی پھر بات کریں گے۔ میرے خیال میں اس کو pending کر دیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! وہ غلطی سے skip ہو گئی تھی اسے پیش کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، کون سی والی تحریک ہے؟

محترمہ سیمل کامران: تحریک التوائے کار نمبر 525 ہے۔

جناب سپیکر: جی، اسے check کرتے ہیں اگر ٹائم ہوا تو لیں گے۔ جی، اعجاز احمد خان صاحب!

جناح ہسپتال لاہور کے ہاؤس آفیسر ڈاکٹر علی عبداللہ کا اغواء

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 12۔ جولائی 2010 کے ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق جناح ہسپتال لاہور کے ہاؤس آفیسر ڈاکٹر علی عبداللہ ہسپتال سے گھر جاتے ہوئے لاپتا ہو گئے اس کے لاپتا و اغواء کا مقدمہ تھانہ گارڈن ٹاؤن لاہور میں بذریعہ ایف آئی آر نمبر 484/10 درج ہوا ہے۔ باوثوق ذرائع سے یہ بات علم میں آئی ہے کہ اس کے لاپتا ہونے میں ایک ایجنسی ملوث ہے۔ اس ایجنسی نے ان کو پکڑنے/گرفتار کرنے سے قبل متعلقہ تھانہ، متعلقہ ڈی ایس پی یا دیگر کسی بھی پنجاب پولیس کے متعلقہ آفیسر کو مطلع نہ کیا ہے۔ اس طرح کسی بھی فرد کو گرفتار/پکڑا نہیں جا سکتا۔ اس بلا جواز گرفتار اور پکڑنے پر عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 529 میاں محمد رفیق صاحب کی ہے۔ ماشاء اللہ۔ جی، میاں صاحب! اس کو پڑھیں۔

صوبہ میں نہری بنگلے اور ملحقہ اراضی جو کسانوں کے لئے فائدہ مند تھی کو اونے پونے داموں فروخت کرنے سے متعلقہ کاشتکاروں کو پریشانی کا سامنا

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ Punjab Privatization Board نے صوبہ بھر کے اربوں روپے مالیت کے نہری بنگلوں بمعہ ملحقہ اراضی جو قومی اثاثہ ہیں کو اونے پونے داموں بذریعہ نیلامی فروخت کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اخبارات میں اشتہارات بھی شائع کروائے تھے۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے کاشتکاروں کی بروقت مداخلت سے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں متذکرہ گیارہ بنگلے بمعہ ملحقہ اراضی فروخت نہ ہو پائے ہیں۔ سینکڑوں کاشتکاروں نے میرے سمیت مورخہ 19۔ مئی 2010 کو پریس کلب ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک بھرپور پریس کانفرس میں متذکرہ بنگلوں بمعہ ملحقہ اراضی کی فروخت / نیلامی پر شدید احتجاج کیا تھا نیز انگریز سرکار کے vision پر روشنی ڈالتے ہوئے مؤقف اختیار کیا تھا کہ 112 سال پہلے 1888 میں انگریز سرکار نے ان متذکرہ بنگلوں کو کاشتکاروں اور عوام الناس کی سہولت کے لئے تعمیر کروایا تھا اور محکمہ آبپاشی کو منتقل کر دیا تھا جو اب پبلک پراپرٹی بن چکی ہے۔ افسران وقت کو پابند کیا گیا تھا کہ وہ متذکرہ بنگلوں میں tour programme رکھیں گے جس کے لئے دنوں اور شب باشی کی تعداد مقرر ہوتی تھی۔ کھلی کچہری لگانے، کاشتکاروں اور عوام الناس کے مسائل ان کی دہلیز پر حل کرنے کے لئے بھی پابند کیا گیا تھا۔ A.C/D.C اور S.P level کے افسران کے علاوہ محکمہ آبپاشی کے افسران بالا بھی اسی پابندی کے پابند تھے۔ اچھی بہتر اور محفوظ آبپاشی اور زیادہ پیدوار کے لئے مشاورتی اور معائنہ دورے رکھنے کے پابند تھے۔ علاوہ ازیں محکمہ آبپاشی کا ایک مکمل یونٹ بھی متذکرہ بنگلوں میں قائم کیا گیا تھا جن کے دفاتر اور رہائشی کالونیاں بھی تعمیر کی گئی تھیں۔ اس یونٹ میں محکمہ آبپاشی کا SDO اور اس کا عملہ، ضلعدار اور اس کا عملہ، Overseer اور اس کا عملہ، گیج ریڈر، تار بابو و دیگر اہلکار / ملازمین شامل تھے۔ اس یونٹ کو متذکرہ بنگلوں میں اپنے اپنے دفاتر اور رہائشوں میں رہائش کے لئے پابند رکھا گیا تھا جو good governance کی ایک عمدہ مثال تھی۔ پاکستان بننے کے کافی عرصہ بعد تک اس setup کے مطابق عمل

ہوتا رہا۔ جب حکومتی گرفت کمزور ہوئی تو متذکرہ افسران جن میں A.C/D.C/S.P نے فرضی tour programme اپنے اپنے دفاتر میں محدود کر لئے جبکہ S.D.O، ضلع دار اور Overseers اپنے اپنے آبائی گھروں یا شہروں میں منتقل ہو گئے جس کی وجہ سے کاشتکاروں اور عوام الناس کو شدید نقصان پہنچا۔ رشوت بڑھ گئی، جائز اور ناجائز کاموں کی تمیز ختم ہو گئی۔ دوسری طرف متذکرہ بنگلوں کی عمارات کو رہائش اور مرمت نہ ہونے کی وجہ سے کہیں جزوی اور کہیں شدید نقصان پہنچا ہے جبکہ اکثر بنگلے صحیح حالت میں بھی موجود ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ بھارت میں ابھی تک اسی تاریخی ماڈل پر عمل ہو رہا ہے بلکہ انہوں نے متذکرہ بنگلوں میں افسران و عملہ کے رہائشی دفاتر و رہائشی کالونیوں کے علاوہ کاشتکاروں کی سہولت کے لئے کئی دیگر اضافے بھی کئے ہیں۔ بھارت کے متذکرہ ماڈل کو کامیابی سے چلتے ہوئے دیکھ کر متذکرہ پریس کانفرس میں سینکڑوں کاشتکاروں نے قرارداد پاس کی ہے کہ ہمارا آج کا اور مستقبل کا وژن یہ ہے کہ متذکرہ بنگلوں میں سابقہ انگریز سرکار کے ماڈل پر عملدرآمد کروایا جائے۔ محکمہ انہار کے افسران کو پابند کیا جائے کہ متذکرہ بنگلوں میں اپنے دفاتر میں موجود رہیں اور اپنی اپنی رہائشوں میں قیام رکھیں۔ AC/DC/DPO لیول کے افسران کو بھی پابند کیا جائے کہ وہ اپنے دفاتر میں فرضی tour programme رکھنے کی بجائے متذکرہ بنگلوں میں انگریز سرکار کے دیئے ہوئے ماڈل کے مطابق tour programme کے ساتھ شب باشی بھی رکھیں، کھلی کچہریاں لگائیں، کاشتکار اور عوام الناس کے مسائل سنیں اور ان کے مسائل کو موقع پر ہی حل کریں۔ نیز متذکرہ بنگلوں میں کمیونٹی سنٹرز تعمیر کئے جائیں، ایوان زراعت قائم کئے جائیں، زراعت افسر کا دفتر اور رہائش بھی تعمیر کی جائے اور اس کو متذکرہ یونٹ کا حصہ بنایا جائے جس کے ساتھ ایک ریسرچ سنٹر بھی قائم کیا جائے۔ کاشتکاروں کی سہولت کے لئے گندم اور کھادوں کے گودام بھی تعمیر کئے جائیں۔ متذکرہ انگریز سرکار کے تاریخی ماڈل جس کی آج آثار قدیمہ کی حیثیت ہے، پر عمل کر کے ہم غذائی خودکفالت جس میں پیداوار گندم، چاول، چینی، سبزیاں، پھل، دالیں حاصل کر سکتے ہیں۔ Punjab Privatization Board کے متذکرہ بنگلوں کی فروخت/نیلامی کے پروگرام پر کاشتکاروں میں تشویش اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ کل کلاں آنے والے وقتوں میں کسی بھی حکومت کا وژن متذکرہ بنگلوں کی افادیت کو محسوس کرے اور دوبارہ اس ماڈل کو اختیار کرنے کی سوچ پیدا ہو تو فروخت کئے جانے کے بعد متذکرہ بنگلے بمعہ ملحقہ اراضی کب اور کیسے حاصل ہو گی، یہ لمحہ فکریہ ہے؟ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں میری طرف سے بھی اور اس تمام ہاؤس کی طرف سے بھی آپ کا بہت شکریہ کہ ماشاء اللہ آپ نے بہت اچھا thesis لکھا ہے لہذا کل کے لئے اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 525 ہے۔

لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کی تعداد کے لحاظ سے وینٹی لیٹرز ناکافی ہونے سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" مورخہ 8۔جولائی 2010 کی خبر کے مطابق لاہور ایک کروڑ کی آبادی والے شہر کے 5 سرکاری ہسپتالوں میں 136 وینٹی لیٹرز ہیں جو 28 میو ہسپتال، 29 جناح ہسپتال، 22 سروسز ہسپتال، 16 گنگارام ہسپتال اور 24 جنرل ہسپتال میں وارڈوں آئی سی یو میں داخل اور ایمرجنسیوں میں آنے والے ہزاروں مریضوں کے لئے ناکافی ہیں۔ روزانہ درجنوں مریضوں کے لواحقین ایسے ہیں جو اپنے مریضوں کو بچانے کے لئے وینٹی لیٹرز ایک سے دوسرے ہسپتال میں ڈھونڈتے رہتے ہیں مگر مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر کسی ہسپتال میں بھی وینٹی لیٹرز خالی نہیں ہوتے، وینٹی لیٹرز زیادہ تر مریض کے مرنے کے بعد ہی خالی ہوتے ہیں۔ وینٹی لیٹرز کی خالی ہونے سے پہلے ہی booking ہو جاتی ہے اور بعض اوقات تو وینٹی لیٹرز نہ ہونے کی وجہ سے ایک سے دوسرے ہسپتال میں شفٹ ہو جاتے ہیں۔ سرکاری ہسپتالوں میں وینٹی لیٹرز کی فیس نہیں ہوتی جبکہ اس کے مقابلے میں پرائیویٹ سیکٹر والے ایک دن کے وینٹی لیٹرز کے چارجز 10 سے 20 ہزار روپے روزانہ کے حساب سے وصول کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ چلڈرن ہسپتال جو بچوں کے لئے مخصوص ہے وہاں پر بچوں کے لئے 40 وینٹی لیٹرز موجود ہیں مگر اس کے باوجود بے شمار بچے جن کو وینٹی لیٹرز کی ضرورت ہوتی ہے وہ انتظار میں ہوتے ہیں۔ پی ایم اے نے مطالبہ کیا ہے کہ وینٹی لیٹرز جو انسان کی زندگی بچانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے اس کی کمی کو حکومت نظر انداز کر رہی ہے۔ وینٹی لیٹرز کی کمی کو اولین ترجیحی بنیادوں پر پورا کیا جائے تاکہ وہ غریب مریض جو وینٹی لیٹرز نہ ہونے کی وجہ سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں وہ بچ جائیں کیونکہ

غریب آدمی پرائیویٹ سیکٹر میں وینٹی لیٹرز کے چارجز afford نہیں کر سکتا۔ کوٹ خواجہ سعید میں 6 وینٹی لیٹرز موجود ہیں مگر وہاں پر مریض زیادہ نہیں ہیں جس کی وجہ سے وہاں پر وینٹی لیٹرز فری ہوتے ہیں۔ ڈاکٹروں کے مطابق سوسائٹی میں سگریٹ نوشی میں اضافہ اور ماحول میں آلودگی کی وجہ سے سانس کی تکلیف بڑھتی جارہی ہے اور مریضوں کی اکثریت کو سانس کی تکلیف میں ہونے کی وجہ سے وینٹی لیٹرز کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے کل کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار رانا تنویر ناصر صاحب کی ہے۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں تو اسے بھی کل کے لئے رکھ لیتے ہیں اور وہ کل آکر پڑھ لیں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی انہی کی ہے جسے pending کر لیتے ہیں۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ محسن لغاری صاحب صوبہ کی مالی حالت کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں تو اب وزیر خزانہ صاحب بھی ایوان میں تشریف رکھتے ہیں تو فرمائیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

صوبہ 27 بلین کا مقروض ہونے سے حکومت کو ملازمین کو تنخواہیں دینے میں دشواری اور مزید مشکلات بڑھنے کا خدشہ

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب سے پوچھنا ہے کہ ایک اخبار کی رپورٹ ہے کہ The Government has exhausted its 27 Billion overdraft facility سٹیٹ بنک سے اور تنخواہیں دینے کے لئے حکومت نے autonomous body کے پیسے اپنے پاس لے لئے ہیں اور مزید کہا گیا ہے کہ 17- جولائی کو این ایف سی ایوارڈ کی 20 بلین کی نئی قسط آنی تھی۔ اخباری رپورٹ پڑھ کر صوبہ کے مالی حالات کے بارے میں تھوڑا سا پریشان ہوا تو میں نے کہا کہ میں اپنی پریشانی اس ایوان کے اپنے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ share کروں تو وزیر خزانہ صاحب مجھے یہ confidence دیں کہ نہیں، نہیں صوبہ میں کوئی مالی مشکلات نہیں ہیں اور everything is under control ان کی assurance چاہئے ہو گی کہ یہ مجھے اور باقی لوگوں کو مطمئن کر دیں کیونکہ اس خبر کے مطابق تو payments وغیرہ روک دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر! میں گالف کھیلنے کے لئے گیا تو وہاں میرے ساتھ گالف کھیلنے والے نے چونکہ حکومت کو کافی چیزیں supply کی ہوئی ہیں تو اس نے مجھے بتایا کہ اس کا چیک bounce ہوا ہے۔ داتا دربار کے متاثرین کو ملنے والے چیک بھی cash نہیں ہو رہے تو صوبہ کی مالی حالت کے بارے میں circumstantial evidence کافی خطرناک ہے تو مہربانی کرکے وزیر موصوف اس کی حقیقت ہمیں بتادیں۔

جناب سپیکر: جی، حقیقت کے موتیوں کو واقعات کی لڑیوں میں پرو کر جناب لغاری صاحب اور اس ایوان کی خدمت میں وزیر خزانہ صاحب پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! لغاری صاحب نے کہا کہ وہ پنجاب کی financial position پر بہت پریشان ہیں تو میرے خیال میں انہیں پریشان نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اگر position خراب ہو گی تو مجھے پریشان ہونا چاہئے۔ ہمارے صوبہ کی مالی position کی position 22.4 کی overdraft ہے۔ آج overdraft کی limit 27 Billion Rupees ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) Billion rupees

MR. SPEAKER: Very good

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): پچھلے دس گیارہ مہینوں میں ہماری limit 27 Billion کو کبھی بھی overdraft میں cross نہیں کیا اس لئے ہماری financial position اور financial discipline 27 Billion کے اندر اندر ہمیشہ رہا۔ انہوں نے صوبہ کی تنخواہوں کے حوالے سے کہا تو کسی اور مالی ادارے سے ہم نے تنخواہوں کے لئے پیسا نہیں لیا بلکہ ہمارے اپنے funds ہیں جن میں سے ہم in time تنخواہیں دیتے ہیں اور یہ خبریں بھی بالکل بے بنیاد ہیں کہ چیک bounce ہو رہے ہیں بلکہ اس مالی سال میں کوئی چیک bounce نہیں ہوا اور تمام ادائیگیاں in time ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر: Very good، اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کورم کی نشاندہی

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کورم پورا نہ ہے۔

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے، پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: اب دوبارہ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

(اذان ظہر)

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

1- The Punjab Health Care Bill 2009 (Bill No.31 of 2009)

2- Global Institute Lahore Bill 2010 (Bill No. 18 of 2010).

3- Lahore Leads University Bill 2010 (Bill No. 17 of 2010)

MOTION FOR SUSPENSION OF RULES: Minister for Law has given a notice that requirement of rule 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under rule 234 and rules ibid for immediate consideration of the Punjab Health Care Bill 2009. Minister for Law!

مسودہ قانون زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I move

> "That the requirements of rules 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under rule 234 of the rules

for immediate consideration of the Punjab Health Care Bill 2009."

DR SAMIA AMJAD: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: کیا آپ کا oppose کرنے کا ٹائم آ گیا؟ ابھی تو ٹائم نہیں آیا۔

The motion moved is:

"That the requirements of rules 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under rule 234 of the rules for immediate consideration of the Punjab Health Care Bill 2009."

DR SAMIA AMJAD: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، بل پر بات کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ 20 تاریخ کو متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی نے ہیلتھ کیئر بل کی تقریباً شام کو سات بجے رپورٹ on the floor of the House پیش کی، مگر rules کے مطابق تین دن گزرنے چاہئیں تھے۔ جو رپورٹ پیش کی گئی اور بل کا جو نیا form آیا، ایک تو مجھے اس بات پر بھی فخر ہے کہ اپوزیشن کی بہت بڑی contribution اور محنت کے پیش نظر پرانا ہیلتھ کیئر بل مکمل طور پر ختم کر کے لفظ بلفظ نیا لکھا گیا اور یہاں 20 تاریخ کو پیش کیا گیا۔ اس اپوزیشن کی ایک humble contribution اس ایوان میں عوام کے لئے ہے جس پر ہمیں بہت فخر ہے اور ہمیں بڑی خوشی ہے کہ ہم چند لوگوں نے یہ کام کیا۔ سوال یہ ہے کہ آخر گورنمنٹ کو کیا عجلت ہے کہ three clear days جس میں نیا بل پڑھنے اور نئی amendments بنا کر دینے کے لئے دیا گیا تھا اس کو یہ consider نہیں کرنا چاہتے؟ آخر یہ کس بات سے ڈرتے ہیں کہ 20 تاریخ کو شام سات بجے یہ second reviewing کے لئے floor پر لایا گیا اور 21 تاریخ کو انہوں نے کہا کہ ہم rules relax کر کے اس کو لانا چاہتے ہیں، کل بھی یہ ایجنڈے پر تھا اور آج بھی ایجنڈے پر ہے۔ میں پوچھتی ہوں کہ آخر کیا عجلت ہے؟ میں یہ مانتی ہوں کہ پچھلا بل انگریزوں نے لکھا تھا جو پھاڑ کر پھینک دیا گیا اور یہ بل پاکستان کے ڈاکٹروں نے لکھا ہے جس میں amendments دینا ہمارا حق ہے۔ اس کو shortcut کرنے کے لئے rules کی relaxation کو میں oppose کرتی ہوں اور آپ سے اب بھی درخواست کرتی ہوں

کہ جہاں آپ نے اتنا بڑا کام کیا کہ پاکستانی ڈاکٹرز، فلاسفی سوسائٹی اور social setup کو دیکھ کر ہیلتھ کیئر کمیشن کو قائم کرنے کے لئے پاکستان کے لوگوں سے یہ سب کچھ لکھوایا اور ہماری عزت کو بڑھایا اس میں آپ ہی کی respect ہے کہ اس پر proper time دیا جائے اور بدحواسی کا جو ایک impression دیا جا رہا ہے وہ نہ دیا جائے بلکہ proper time پر اس کے three clear days گزرنے کے بعد اس کو پیش کیا جائے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کی بدحواسی کا آپ اس بات سے اندازہ لگالیں کہ یہ بل House میں 19 تاریخ کو پیش ہوا تھا جبکہ یہ فرما رہی ہیں کہ 20 تاریخ کی شام کو پیش ہوا۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ مجھے بالکل اس بات سے اتفاق ہے کہ اس بل کو Standing Committee سے clear کرواتے وقت انہوں نے اپنی بھرپور کوششیں کیں اور ان کو positive کہوں یا negative کہوں کہ یہ بل کسی طرح سے Standing Committee سے clear نہ ہو لیکن ان کی تمام تر کوششوں کے باوجود ہم نے جتنے stakeholder تھے سب کو on board لیا، سب کی بات سنی اور جو basic Bill ہم نے تیار کیا تھا وہ ہماری کوئی اس بل کے ساتھ commitment نہیں تھی بلکہ ہماری commitment اس ملک میں مریضوں کے ساتھ ہے جنہیں علاج کے لئے ہسپتال میں جانا پڑتا ہے اور اس ملک میں ڈاکٹروں کے ساتھ ہے جو مسیحا کا کردار ادا کر رہے ہیں اور دکھی انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں۔ ان سب کے نظریات اور سوچ کو یکجا کر کے یہ بل ایک consensus کی صورت میں آیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس لئے میں تو آج یہ توقع کر رہا تھا کہ یہ اپنی amendments پر زور نہیں دیں گے کیونکہ مخالفت برائے مخالفت کرنے والی بات ہے۔ یہ واحد بل ہے اور اس سے پہلے بھی legislation ہوئی ہے لیکن اس میں۔۔۔

جناب سپیکر: کئی اچھی باتیں وہ مانتے بھی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لیکن ماننے کے باوجود پھر پہلی والی جگہ پر چلے جاتے ہیں۔ میں اس سلسلے میں Standing Committee کے چیئرمین، اس کے تمام ممبران، سیکرٹری ہیلتھ اور ہیلتھ کے دیگر اُن افسران کو جنہوں نے اس consensus کو پیدا کرنے کے لئے دن رات کوششیں کیں اور بہت بہتر انداز میں negotiation کی۔ میں ان سب کو مبارکباد بھی پیش کرتا

ہوں اور میں اپوزیشن سے دوبارہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایک consensus Bill ہے اس بل کو خواہ مخواہ dispute بنانے کی کوشش نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل نہیں کرنا چاہئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: اب نہیں، اب تو میں question put کر دوں گا۔ اس کے مطابق آپ نے اپنی بات کر لی، انہوں نے بھی اپنی بات کر لی۔ اب senses of the House کے مطابق عمل کریں گے۔

The motion moved and the question is:

> "That requirement of rule 95 of the Rules of Procedures of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under rule 234 of the Rule ibid for the immediate consideration of the Punjab Health Care bill 2009."

(The motion was carried)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب مصدرہ 2009

MR SPEAKER: Now we take up the Punjab Health Care Bill 2009 Minister for Law may move the motion for the consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Punjab Health Care Bill 2009 as recommended by the Standing Committee on health be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Health Care Bill 2009 as recommended by the Standing Committee on health be taken into consideration at once."

There are amendments in this motion the first amendment is from Ch Zahir-Ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col. (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Khan Sial, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it .

DR SAMIA AMJAD: I move:

"That the Punjab Health Care Bill 2009 as recommended by the Standing Committee on Health, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 10th August 2010."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Health Care Bill 2009 as recommended by the Standing Committee on Health, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 10th August 2010."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I oppose.

جناب سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی انتہائی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس بات کا جو ابھی prelude دیا اور انہوں نے وہ باتیں کہیں جو میں خود ہی کہنے لگی تھی۔ یہ وہ پہلا موقع ہے کہ جس پر اس ایوان، اس کے تمام معزز اراکین، ہیلتھ سیکرٹری، چیف منسٹر صاحب، ڈاکٹروں اور عوام کو مبارکباد دی جاتی ہے کہ انہوں نے ایک غلط سوچ کو شکست دی۔ انہوں نے مجھ پر یہ الزام لگایا ہے کہ میں نے Standing Committee میں اس کی بھرپور مخالفت کی۔ جی ہاں! میں نے ہر قدم پر مخالفت کی لیکن خود ہی ان کو یہ سمجھ نہیں آئی کہ میری اسی مخالفت کی وجہ سے انہیں سب ڈاکٹروں کو بلانا پڑا اور on board لانا پڑا۔ Note of dissent جو 14 تاریخ کو دیا گیا ہے اسی کی وجہ سے وہ کالا قانون اور draconian Bill جو دو انگریزنے consultant ہونے کے نام پر England and South Waves کے Bills کو کھچ کر کے یہاں لائے تھے اور ایک بڑی بھاری فیس جو لاکھوں ڈالر میں تھی وہ لینے کے بعد ہمیں گمراہ کیا اس کو شکست ہوئی۔ ہاں! میری اپوزیشن نے ان سب کو شکست دی اور مجھے خوشی ہے کہ یہ role ادا کرنے کا سہرا میرے سر پر ہے کیونکہ جو بل پہلے تھا وہ تھا ہی غلط اور آج یہ ہم سب کی جیت ہے، چاہے وہ میں تھی، اپوزیشن بنچ تھا، گورنمنٹ بنچ تھا، سٹینڈنگ کمیٹی تھی یا ڈاکٹرز تھے آج ہم نے اپنی بات خود کی ہے۔ کاش! بڑے معاملات میں بھی اسی طرح پاکستان اور پنجاب اپنی بات خود کرے اور باہر سے dictation نہ لے۔

جناب عالی! public opinion کی بات پر آتے ہیں۔ Public opinion کی وجہ سے ہی ایک غلط بل reject ہوا اور آج ایک اچھا بل میرے ہاتھ میں موجود ہے، آپ کے ایوان پر موجود ہے اور پبلک کے سامنے موجود ہے۔ اس وقت اس نئے form میں جو main تبدیلی کی گئی ہے وہ یہ کی گئی ہے کہ Allopathic Doctors کے علاوہ طبیب، حکیم، Hair Transplant Centre, ambulance owners, Health Care providers, اور تمام homoeopathics اور تمام ایمبولنسوں کو چلانے والے جس میں ایدھی سر فہرست ہے ان کو بھی شامل کیا گیا ہے لیکن جب یہ Select Committee بنی تو اس میں صرف Allopathic Doctors موجود تھے اور انہوں نے بڑے احسن طریقے سے اس بل کو لکھا چونکہ stakeholders کی definition اور Health Care providers کی definition بدل گئی لہذا آج بھی تھوڑی ہی دیر پہلے حکیم یہاں چیئرنگ کراس پر موجود تھے اور وہ احتجاج کرنے آئے تھے مگر ڈاکٹر اسد اشرف نے ان کو کوئی الٹی سیدھی کہانی سنا کر بھیج دیا لیکن

ان کا احتجاج on record آ گیا کہ وہ اس نئے بل کے بارے میں اپنی رائے دینا چاہتے ہیں جس کو آج لاء منسٹر صاحب unjustified فٹافٹ [*****] کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کے اپنے Fax No. پر پچھلی Standing Committee meeting پر public opinion آ رہی ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! ایک بات آپ سُن لیں، یہ جو الفاظ آپ [*****] استعمال کر رہی ہیں یہ مناسب نہیں ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: .Sir, I apologize آپ حذف کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ حذف کر دیئے جائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: اگر by vote میں انہیں سمجھانا چاہ رہی ہوں اور میں خوش ہوں کہ یہ سارے یہاں بیٹھے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ یہ بل new form میں آیا ہے اول تو انصاف یہ تھا کہ انہیں وہ پرانا بل take back کرکے ایک نیا بل table کرنا چاہئے تھا مگر انہوں نے نیا بل table نہیں کیا۔ line 1 سے آخر تک ہر حرف، ہر full stop، ہر comma، ہر بات، ہر definition، ہر Clause کو allopathic point of view سے لکھا گیا جس سے لاکھوں کروڑوں طبیب حکیم، Homoeopathics, Health Care providers, Hair Transplant Centre, cosmetic centres یہ پچھلے دو تین دِنوں سے تشویش کا شکار ہو گئے ہیں اس کو public opinion کے لئے circulate کر دیں۔ میں بڑے دُکھ سے آپ کو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ڈاکٹر سامیہ امجد کی آواز سننے کے لئے آپ خود بھی ہر public forum پر گئے تھے، ادھر ہر منسٹر گیا تھا اور وہ 'نہ' کی آواز آپ کے کانوں میں گونجتی ہو گی۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ جب بھی میں Health Care Bill کے حوالے سے اس ایوان میں بات کروں گی تو یاد رکھئے گا کہ میری یہ آواز یہاں اکیلے نہیں ایک بہت بڑی public opinion جس میں 45 thousand allopathic Doctors, 25 thousand allopathic hospitals and clinics (private), 250 public hospitals, لاکھوں کی تعداد میں حکیم، ہومیوپیتھک کلینک اور ہسپتال، کروڑوں کی تعداد میں بیوٹی پارلر اور Hair Transplant Centres یہ جو اس میں لکھا گیا ہے وہ اس میں شامل ہیں اور ایدھی اور اسی طرح کی دوسری فلاحی ایمبولنس والے اس میں شامل ہیں وہ سڑکوں پر آئیں گے۔ اس سے پہلے کہ یہ سب کچھ ہو

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

آپ اس کو دوبارہ public opinion کے لئے circulate کریں۔ میری گارنٹی ہے کہ یہ بل پچھلے بل سے 200 فیصد بہتر ہے، پچھلے بل سے مکمل بہتر ہے مگر اس میں تمام لوگوں کی، stakeholders کی رائے شامل نہیں ہے۔ کیا بُرا ہے کہ جب historical event اس اسمبلی نے achieve کر لیا ہے، انگریزوں کو نکال پھینکا ہے، ان کی philosophy کو reject کر دیا ہے تو کیا اچھا ہے کہ آپ اس کو circulate کریں۔ ڈر کیسا؟ میں پُرزور اپیل کرتی ہوں کہ آپ اس نئے بل کو circulate کریں، دس پندرہ دن میں دوبارہ public opinion لیں، مت ڈریں۔ یہ اس سے بہتر form میں پاس ہوگا۔

جناب سپیکر: چلیں، پوچھ لیتے ہیں۔ اگر وہ کہتے ہیں تو ایسے کر لیں گے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں بھی اس point پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بولیں، سب بولیں۔ مجھے کیا اعتراض ہے؟ میں تو سمجھتا تھا کہ ان کا کہنا کافی ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! یہ Clause بہت اہم ہے۔ ہم یہ بات کر رہے ہیں کہ اس کو مشتہر کرنا چاہئے۔ عوام کی رائے لینی چاہئے۔ ابھی ابھی ہمارے سامنے افغانستان اور بھارت کی راہداری کا جو معاہدہ ہوا ہے اس کے بارے میں عوام کو کچھ نہیں پتا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ اس کے بارے میں بات کریں۔ (شور وغل)

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! اگر relevant نہ ہو تو مجھے آپ جو مرضی سزا دیں میں بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو irrelevant نہیں بولنے دوں گا، یہ میں آپ کو بتا دوں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! دیکھئے اگر میں irrelevant بات کروں تو آپ کو حق ہے کہ آپ جو مرضی سزا تجویز کریں لیکن میں اگر irrelevant ہوں تو تب۔

جناب سپیکر: آپ اس بل کی amendment پر بات کریں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں amendment پر ہی بات کر رہی ہوں، میں یہ بات کر رہی ہوں کہ اس معاہدے کے لئے بھی عوام یہ چاہتی ہے کہ اس کا متن ان کو پتا ہو کہ معاہدہ کیا ہے، اس انداز سے یہ بل بہت اہم ہے اس کا بھی متن عوام کو پتا ہونا چاہئے، stakeholders کو بھی پتا ہو کہ ان کے ساتھ اس بل میں کیا بات کی جا رہی ہے، اتنے سارے stakeholders ہیں، پورے پاکستان میں، پورے پنجاب میں مجھے بتائیں کہ ایک ایک بندے کو آپ کیسے بتائیں گے کہ آپ نے اس بل میں کیا شق

لکھی ہے، ان کے حقوق کے لئے کیا کیا ہے، ان کو آپ کیا سہولت دے رہے ہیں؟ بات یہ ہے کہ میڈیا کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا جائے ۔ میڈیا کا role بہت positive ہے ۔ آج میڈیا گھر گھر دیکھا جا رہاہے، سب سے بہترین forum میڈیا ہے۔ آپ میری بات سے اتفاق کریں گے کہ جب ہم میڈیا کو گورنمنٹ کے اشتہارات دیتے ہیں تو اس کا ایک impact آتا ہے، لوگوں کو پتا چلتا ہے لیکن ہوتا کیا ہے کہ جہاں لیڈران نے اپنی خود نمائی کرنی ہوتی ہے، کسی کو چیک دیتے ہوئے تصویر، کسی کو کچھ پیش کرتے ہوئے تصویر، جہاں اپنی projection ہو تب تو میڈیا کو اشتہارات دے دیئے جاتے ہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جہاں لوگوں کی تقدیر کا معاملہ ہے اس بل کے تمام points میڈیا کو دیں۔ میڈیا کتنی بڑی نیکی کمائے گا، میڈیا کے ذریعے بہت ساری آراء مل سکتی ہیں۔ میڈیا کو اس کے لئے آپ payment کریں، اس کو اشتہارات کی شکل دیں اور اس طرح میڈیا بھی شامل ہو گا، اس کو بھی پتا چلے گا کہ اس اسمبلی میں کیا کام ہو رہاہے، اس بل میں کیا کیا شقیں ہیں اور اس میں stakeholders کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، حکومتی نمائندے کیا کرنے جا رہے ہیں کہ ہم اسمبلی میں بیٹھ کر کیا کر رہے ہیں؟ میڈیا کو ایک بہت ہی positive کام مل جائے گا اور ایک اتنا بڑا کام ہو گا کہ ہم عوام کو direct through media شامل کر لیں گے۔ عوام کی خدمت کرنے کا اس سے بہترین طریقہ اور کیا ہو سکتا ہے، ایک بل کو proper طریقے سے مستحکم بنانے کا اس سے بہترین طریقہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس کے اندر تمام flaws ختم کر دیئے جائیں اس کے لئے سب سے مناسب اور سب سے بڑا source ہمارے پاس موجود ہے۔ میری استدعا ہے کہ یہ ideas کا دور ہے ہم کیوں نہیں اپنے دماغ کو استعمال میں لاتے ہوئے ideas پر کام کرتے، ہم اپنے sources کو اچھے طریقے سے کیوں نہیں استعمال میں لاتے؟ اتنی بڑی legislation ہونے جا رہی ہے، اس کے اوپر جو چند ایک points ہیں، بہت کچھ ڈاکٹر سامیہ امجد نے بتا دیا ہے، بہت کچھ اس میں ٹھیک ہو چکا ہوا ہے، چند ایک چیزیں اگر رہ گئی ہیں تو کیوں نہ ہم عوام کو direct شامل کریں، میڈیا کو شامل کریں، اپنے سکالرز کو شامل کریں، دانشوروں کو شامل کریں اور اس کے بعد اس کو ایک مکمل شکل دیں کہ آئندہ سو سال تک ہمارے پاس ایک ایسی مستند قانون سازی ہو جس کے اوپر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے۔ ہم اس کو زبردست ترین بنا سکتے ہیں لیکن اگر ہم چاہیں تو اگر صرف یہ سوچ لیا جائے کہ ہر حال میں وزیر قانون صاحب نے oppose ہی کرنا ہے، شاید ان کی انا کا یہ مسئلہ بن جاتا ہے، وہ اچھی باتوں کا بھی تمسخر اڑانے لگتے ہیں تو یہ اچھا وتیرہ نہیں ہے، ہمیں سنجیدگی سے کام کرنا چاہئے، میں اس کے ساتھ ہی اجازت چاہوں گی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس بل کو جب میں نے پڑھا ہے although میں ڈاکٹر تو نہیں ہوں مجھے صرف ایک چیز جو حیرت انگیز لگی ہے کہ سب سے بڑا stakeholder مریض ہے اور اگر مریض کو کوئی complaint ہوتی ہے، اس کو کوئی شکایت ہوتی ہے تو ایسی کوئی جگہ انہوں نے واضح نہیں کی جہاں پر جا کر وہ اپنی complaint lodge کروائے یا اس کو رجسٹرڈ کروائے۔ میری نظر میں تو یہ بل اس لئے بھی public ہونا ضروری ہے کیونکہ سب سے main جو stakeholder ہے اس پورے بل میں اس کو facilitate نہیں کیا جا رہا تو باقی تو پھر اس کے بعد اور بھی بہت سارے lacunas ہوں گے۔ میں یہ بھی نہیں کہتی ہوں کہ یہ بل جو پاکستانیوں نے بنایا ہے اور ہمارے اپنے لوگوں سے گورنمنٹ مستفید ہوئی ہے یہ بہت اچھا قدم ہے میں اس کو appreciate کرتی ہوں۔ But at the same time اس میں جو flaws ہیں، جو lacunas ہیں جیسے معزز وزیر قانون صاحب نے یہ کہا کہ ان کا اور ان کی گورنمنٹ کا یہ مقصد ہے کہ وہ مریضوں کو اور عوام کو facilitate کرنا چاہتے ہیں، اگر مریض اور عوام ہی اس بل میں facilitate نہیں ہو رہے ہیں یا ایسے قوانین بنائے جا رہے ہیں جس میں آناً فاناً کوئی بھی بندہ جاتا ہے اور وہ search warrant کے نام سے یا without any warrant کے کوئی جاتا ہے اور کسی بھی پرائیویٹ ہسپتال میں جا کر اپنا کام کرنا شروع کر دیتا ہے، اسی طرح اور بھی بہت ساری چیزیں آپ کو دیکھنے کو ملیں گی، جب آپ اس کی detail میں جائیں گے تو آپ کو پتا چلے گا کہ اس میں 25ہزار ہومیو پیتھک ہسپتال ہیں اور اڑھائی سو سے زائد گورنمنٹ ہسپتال ہیں جو اس بل میں involve ہو رہے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں Transplant Centres ہیں جو اس میں involve ہو رہے ہیں، اس کے علاوہ Cosmetic Centres ہیں، اس کے علاوہ ایمبولنس سروسز ہیں، پرائیویٹ ہسپتال ہیں، اس کے علاوہ لاکھوں کی تعداد میں طبیب اور حکیم بھی اس بل سے متاثر ہو رہے ہیں اس لئے میں یہ سمجھتی ہوں کہ کوئی ایک یا دو آدمی اس بل سے affected نہیں ہیں بلکہ ہمارے پاکستان کے عوام کی ایک بہت بڑی تعداد ہے، پاکستان کے جو professionals ہیں ان کی بہت بڑی تعداد ہے جو اس بل سے affect ہونے جا رہی ہے۔ ویسے بھی ہم نے یہی سنا ہے کہ جو جلدی کا کام ہوتا ہے وہ شیطان کا ہوتا ہے۔ ہم کیوں اس بل کو جلد بازی کی نذر کرنا چاہ رہے ہیں۔ جب پنجاب اسمبلی اس بل کو پاس کرے گی اور اگر ہم پوری دیانتداری کے ساتھ اس بل کو پاس کریں تو مجھے یہ بات کہنے میں

فخر محسوس ہو گا کہ اس اسمبلی کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے اور یہ پنجاب اسمبلی کا پاکستان کے عوام کے لئے ایک بہت بڑا تحفہ ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گی کہ خدارا اس کو عجلت کی نذر نہ کیا جائے۔ شکریہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں اس ترمیم پر یہی کہنا چاہوں گی بلکہ آپ سے request کرنا چاہوں گی کہ ہزاروں لاکھوں لوگوں کا معاملہ ہے اس لئے اس کو ہم انا کا مسئلہ نہ بنائیں اور آپ سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ خدارا کبھی تو ہم oppose کرنے اور اس کے بعد ہم نے جو تقاریر رٹی ہیں اور ایوان میں پیش کر دینی ہیں ان سے ہمیں باہر نکلنا چاہئے۔ پارٹی پارٹی کھیلنا ہم کبھی تو ختم کریں اور انا سے باہر نکل کر آج آپ یہ روایت قائم کیجئے کہ آپ عوام کی خاطر عوام کے لئے ہماری ان ترامیم کو منظور کریں۔ میری اس بات کو consider کیجئے اور اس کے بعد جو فیصلہ آئے وہ عوام کے سامنے لے آئیں۔

جناب سپیکر: میں تو آپ کی مخالفت نہیں کر رہا، میں تو ایوان میں put کروں گا، اگر House اس کو منظور کرتا ہے تو مجھے کیا اعتراض ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ Custodian of the House ہیں میں آپ کے ذریعے، آپ کے توسط سے پورے House سے عرض کرتی ہوں بلکہ آپ بھی House کے باسیوں کو بتائیں کیونکہ House آپ سے direction لیتا ہے، آپ سے inspire ہوتا ہے تو آپ سے یہ درخواست ہے کہ یہ روایت ختم کی جائے، انا کا مسئلہ ختم کیا جائے اور عوام کے لئے سوچا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ سپیکر صاحب! میں صرف اس میں پچھلی گورنمنٹ کی مثال دوں گی کہ جب اپوزیشن نے تجویز پیش کی تھی تو اس وقت کے ہمارے چیف منسٹر صاحب نے اس کو consider کیا اور اس کو بجٹ میں بھی شامل کیا۔ انہوں نے ایک بہت اچھا precedent set کیا تھا اسی کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بھی مہربانی کریں اور ہم نے جو ترامیم دی ہیں ان کو consider کریں اور اس بل کو اتنی عجلت میں پاس نہ کیا جائے، مہربانی کر کے اس کو ٹائم دیا جائے۔ جیسا کہ سب بہنوں نے کہا ہے کہ یہ ایک بہت اچھا بل ہے لیکن اس میں مزید homework کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کی طرف سے کوئی اور صاحب بولنا چاہتا ہے؟ .Over now

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپوزیشن کے ممبران کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے اس بل کو بہت اچھی کوشش قرار دیا لیکن یہ کہا کہ اسے عجلت میں پاس

نہیں کرنا چاہئے۔ میں یہ ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس گیا تھا اور یہ معزز ایوان پنجاب کے ساڑھے آٹھ کروڑ عوام کو represent کرتا ہے اور ساڑھے آٹھ کروڑ عوام کی رائے اس ایوان سے reflect ہوتی ہے اور اس House کا یہ اختیار ہے وہ سٹینڈنگ کمیٹی استعمال کرتی ہے اور ان چیزوں پر غور کرتی ہے۔ اس کمیٹی میں یہ بل آٹھ ماہ تک زیر غور رہا اور اس میں تمام stakeholders کو شامل کیا گیا ہے اور سب کی بات سنی گئی۔ اس کے بعد ایک consensus point پر لا کر اس بل کو مرتب کیا گیا اور یہ کہنا کہ فلاں فلاں کو on board نہیں لیا گیا، سبھی کو on board لیا گیا۔ اب سڑکوں پر جو چلتے پھرتے ہیں وہ quacks ہیں جن کی ڈگری ہے MABF یعنی Matric appeared but failed. وہ اب بھاگے پھرتے ہیں کہ ہمارا اب کیا بنے گا؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہ vision ہے، یہ وہ سوچ ہے، ایک عام مریض جب ہسپتال پہنچے اور اس کے پاس کوئی سفارش نہ ہو، اس کے پاس کوئی ٹیلی فون نہ ہو، اس کے پیچھے کوئی بڑا آدمی نہ ہو اور اسے کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ یہ بل ان لاکھوں کروڑوں عوام کو، ان بے کس لوگوں کو، ان غریب لوگوں کو اور بے سہارا لوگوں کو، بغیر سفارش کے لوگوں کو یہ بل وہ mechanism فراہم کرے گا کہ ان کا علاج بھی بہتر ہو گا اور اگر کسی صورت میں ان کے ساتھ وہاں پر اچھا سلوک نہیں ہوتا تو وہ اس کمیشن کے پاس آ کر اپنا جو حق ہے اس کو وہ قائم کر سکیں گے اور وہاں سے compensation لے سکیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وہاں سے وہ اپنا علاج بہتر طور پر کروا سکیں گے اور کسی نقصان کی صورت میں انہیں damages بھی مل سکیں گے۔ اس بل کا، اس سوچ کا سہرا میاں محمد شہباز شریف کے سر ہے۔ محترمہ خواہ مخواہ اپنے سر لینے کی کوشش کر رہی ہیں، سہرا اس بل کا تو میاں محمد شہباز شریف کے سر ہے، یہ ویسے بازار سے کوئی سہرا خرید کر لے آئیں اور اپنے سر پر باندھ لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گی کہ۔۔

جناب سپیکر: اس بات کو اب یہیں چھوڑ دیں۔

The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Health Care Bill 2009 as recommended by the Standing Committee on Health be circulated for the purpose of eliciting opinion there on by 10th August 2010."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Khan Sial, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I move:

> That the Punjab Health Care Bill 2009 as recommended by the Standing Committee on Health be referred to a select Committee consisting of the following members with instructions to report by 25th August 2010:-
>
> 1) Rana Muhammad Afzal Khan, MPA
> 2) Khawaja Imran Nazir, MPA
> 3) Mr. Joel Aamir Sohutra, MPA
> 4) Mrs Farah Deeba, MPA
> 5) Sardar Sher Ali Khan Gorchani, Parliamentary Secretary for Colony & Consolidation
> 6) Mrs Rifat Sultana Dar, MPA
> 7) Mahar Irshad Ahmad Khan Sial, MPA
> 8) Dr. Amna Buttar, MPA
> 9) Mrs Samina Khawar Hayat, MPA
> 10) Dr. Faiza Asghar, MPA

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Health Care Bill 2009 as recommended by the Standing Committee on Health be referred to a select Committee consisting of the following members with instructions to report by 25th August 2010."

1) Rana Muhammad Afzal Khan, MPA
2) Khawaja Imran Nazir, MPA
3) Mr. Joel Aamir Sohutra, MPA
4) Mrs Farah Deeba, MPA
5) Sardar Sher Ali Khan Gorchani, Parliamentary Secretary for Colony & Consolidation
6) Mrs Rifat Sultana Dar, MPA
7) Mahar Irshad Ahmad Khan Sial, MPA
8) Dr. Amna Buttar, MPA
9) Mrs Samina Khawar Hayat, MPA
10) Dr. Faiza Asghar, MPA

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose it, Sir.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ عدت میں ہیں اس لئے ان کا نام exclude کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کا نام اس سے delete کرتے ہیں۔کیا باقی آپ کا ساتھ دے دیں گے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! باقی لوگ ساتھ دیں گے۔

جناب سپیکر: مجھے نہیں لگتا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ساتھ دیں گے۔

جناب سپیکر: اس amendment پر کون صاحب بات کریں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری:اگر وہ oppose نہیں کر رہے تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر:انہوں نے oppose کیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):میں نے oppose کیا ہے۔

جناب سپیکر:انہوں نے oppose کر دیا ہے،اب آپ فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ اس بل کا سہرا وزیر اعلیٰ شہباز شریف کے سر ہے بالکل وہ اس سہرے کو ضرور سجائیں۔

جناب سپیکر:آپ اسے واپس لینا چاہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری:ہم واپس نہیں لینا چاہتے بلکہ ہم تو آگے چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر:اچھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری:لیکن اس سہرے کے ہر پھول کے ساتھ ایک بہت بڑے قرض کا کانٹا بھی ہے۔میری اطلاع کے مطابق کمیشن کی وجہ سے 400 ملین ڈالر کا قرض ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کا اس کے ساتھ associated ہے۔اسے ایک سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کرنے کی بات اس لئے ہوئی ہے کہ ہاؤس کی ہیلتھ کمیٹی کی صرف دو میٹنگز ہوئی ہیں باقی اس ہاؤس کی عزت،وقار اور استحقاق کو مجروح کرتے ہوئے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے اندر میٹنگز ہوتی رہی ہیں اور اس ہاؤس کو bypass کیا گیا ہے۔اگر ہم تھوڑی سی عقل کریں اور اپنے اس ہاؤس کی عزت کو منوائیں اور اسے مضبوط کریں تو ہم insist کریں کہ Legislation کے بارے میں جو بھی میٹنگز ہوں وہ اس ہاؤس کے اندر ہوا کریں اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں نہ ہوا کریں۔Legislation اس ہاؤس کے لوگوں کا کام ہے۔ہمارے جو افسران بیٹھے ہیں یہ ان کا کام نہیں ہے بلکہ ان کا کام ہماری دی ہوئی پالیسیز پر عملدرآمد کرنا ہے۔اگر انہوں نے ہی بیٹھ کر ہمیں پالیسیز دینی ہیں تو پھر ہمارے لئے یہ شرم کا مقام ہے اور ہم اس ہاؤس کو کمزور کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر!اس بل کے سلسلے میں اس ہاؤس میں بھی جو دو میٹنگز ہوئی ہیں ان میں بھی صرف ایلوپیتھ ڈاکٹروں کو بلایا گیا اور اس میٹنگ میں حکیموں کو بلایا گیا،طب والوں کو بلایا گیا،ہسپتالوں کے owners کو بلایا گیا اور نہ ہی ایمبولنس والوں کو بلایا گیا بلکہ سب stakeholders کو بلائے بغیر یہ سارا کچھ کیا گیا ہے۔اسے دوبارہ ہاؤس کمیٹی کے سپرد کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس ہاؤس کی superiority کو قائم کریں،ہم باقی ساری چیزوں سے اس ہاؤس کو افضل اور اعلیٰ کریں کہ پنجاب کی

legislation پنجاب اسمبلی کرے گی اور کوئی نہیں کرے گا۔جب پنجاب اسمبلی legislation کرے گی تو جیسا کہ اچھی legislation ہوتی ہے وہ stakeholders کو ساتھ involve کر کے کرے گی۔یہ ایک سوچنے کی بات ہے شاید اپوزیشن کی تجویز سمجھ کر آپ اسے رد تو ضرور کر دیں گے لیکن خدارا سوچئے ضرور کہ اس اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی نے اس بل پر کتنی deliberations کی اور اس اسمبلی سے باہر اس پر کتنی deliberations ہوئی؟

جناب سپیکر!ابھی ایک اور بہت اہم بل آنے والا ہے جو اس اسمبلی کے اندر discuss ہونا چاہئے وہ بل ہمارے پورے صوبہ کے لوگوں کی governance اور رہنے کے طریقے کو alter کرے گا۔ ہمارے پاس ابھی لوکل گورنمنٹ کا بل آنے والا ہے جو آنا چاہئے اور ہاؤس کی کمیٹی اسے discuss کرے، جس پر بحث و مباحثہ ہاؤس کی کمیٹی کے اندر ہو رہا ہے۔ہم نے پچھلا سسٹم فروری میں ختم کیا تھا لیکن ابھی تک اس پر کوئی پیشرفت نہیں ہوئی۔بات تھوڑی سی side پر جا رہی ہے لیکن اس کے پیچھے جو مقصد ہے وہ اس ہاؤس کو مقدس، افضل و اعلیٰ کرنے کی کوشش ہے۔خدارا اس بل کو ہاؤس کی کمیٹی کے پاس دوبارہ بھیجیں تاکہ اس بل کا فیصلہ اس کمیٹی کے اندر ہو نہ کہ ہمیں کہیں اور سے dictate کیا ہوا بل دیا جائے۔

کورم کی نشاندہی

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری یہ ایک چھوٹی سی گزارش ہے اور میرے خیال میں اس سے پہلے کہ ہم آگے چلیں ایک دفعہ کورم بھی پورا کروالیں۔ہم چاہیں گے کہ اس اہم بل کے لئے کورم پورا ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔لہذا گنتی کی جائے (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

اب ہاؤس تو in order نہیں لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کے نیچے کوئی چیز تو نہیں لگی ہوئی جو آپ کو لڑتی ہو؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! ہم نماز پڑھنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔

جناب سپیکر: جناب! 1.15 پر اذان ہوئی تھی۔اگر آپ اس طرح کرتے رہیں گے تو پھر وہ بھی اسی طرح کرتے رہیں گے۔کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ جی، محسن لغاری صاحب!آپ کی بات جاری تھی۔

مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب مصدرہ 2009

(---جاری)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!آپ نے کچھ دیر پہلے ناراضگی کا اظہار کیا تھا کہ کیا ہاؤس کی کرسیاں uncomfortable ہیں کہ معزز ممبران یہاں سے اٹھ کر باہر چلے جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود آپ دیکھ لیں کہ پھر سے لوگ باہر جا رہے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو حکم دینا پڑے کہ لابی کے دروازوں کو lock کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! میں نے کہہ دیا ہے اب اس کے بعد تو کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ آپ اپنی بات کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اس Bill کو ایک Select Committee کے سپرد کرنے کی بات کر رہا تھا تاکہ وہ کمیٹی اس Bill کو دوبارہ دیکھے، اس کو اچھی طرح thrash out کرے اور اس حوالے سے جو stakeholders ہیں ان سب کو بلا کر ان کی inputs لی جائیں۔ میری اتنی چھوٹی سی گزارش ہے، کوئی لمبی چوڑی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس Bill کے اوپر Standing Committee نے کافی غور و خوض کیا ہوا ہے اس لئے اب اسے further Select Committee کے سپرد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Health Care Bill 2009 as recommended by the Standing Committee on Health be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 25th August 2010.
>
> 1) Rana Muhammad Afzal Khan, MPA

2) Khawaja Imran Nazir, MPA
3) Mr. Joel Aamir Sohutra, MPA
4) Mrs Farah Deeba, MPA
5) Sardar Sher Ali Khan Gorchani,
Parliamentary Secretary for Colony & Consolidation
6) Mrs Rifat Sultana Dar, MPA
7) Mahar Irshad Ahmad Khan Sial, MPA
8) Dr. Amna Buttar, MPA
9) Mrs Samina Khawar Hayat, MPA
10) Dr. Faiza Asghar, MPA

(The motion was lost)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ جس وقت 'Ayes' کہتے ہیں تو وہ آہستہ کہتے ہیں اور جب 'Noes' کہتے ہیں تو وہ آپ زور سے کہتے ہیں۔ آپ ان کو ہدایات دے رہے ہیں کہ وہ 'Noes' زور سے کہیں۔ آپ حزب اقتدار کے معزز ممبران کو guide کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے، ایسا نہیں ہے۔

Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Health Care Bill, 2009 as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. There are 7 amendments in it. The first amendment is from Ch Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch Aamir Sultan Cheema, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Khan Sial, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmad Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS AMNA ULFAT: I move:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub-Clause (2), for Para (a) the following be substituted:-
>
> (a) maintain three computerized lists of all Health Care services provides at District, Division and Provincial levels;"

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub-Clause (2), for Para (a) the following be substituted:-
>
> (a) maintain three computerized lists of all Health Care services provides at District, Division and Provincial levels;"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose it.

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب نے اس کو oppose کیا ہے۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس میں کوئی اتنی لمبی چوڑی کیمسٹری نہیں ہے۔ یہ ایک بڑی simple سی بات ہے، اس سے پورا سسٹم نیچے سے لے کر اوپر تک بہتر طریقے سے organize ہو سکتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ تمام Health Care services کی lists ضلع کی سطح پر، Divisional level پر اور Provincial level پر provide کی جائیں۔ مقصد کیا ہے، یہ کہ لوگوں کو تمام services کے بارے میں آگاہی ہو سکے۔ بات یہ ہے کہ آپ ایک facility دینے جا رہے ہیں اور ان Health Care services میں آپ نے عوام کے لئے جو سہولیات رکھی ہیں ان میں کیا کیا کچھ ہے اور کہاں کہاں ہو رہا ہے اس کے لئے عوام کو proper آگاہی ہونی چاہئے؟ میں سمجھتی ہوں کہ اس میں میڈیا کو بھی شامل کر لینا چاہئے، میڈیا کے ذریعے بھی اس کی تشہیر ہونی چاہئے۔ میری اس بات سے وزیر قانون صاحب تو بالکل اتفاق نہیں کرتے۔ اس بات سے قطع نظر کہ عوام کو ملنے والی سہولیات کے بارے میں ان تک کوئی proper information پہنچنی چاہئے۔ اشتہارات کا سلسلہ اور lists کا بنانا یہ سب کروڑوں عوام تک proper طریقے سے proper knowledge پہنچانے کا ایک طریقہ ہے۔ وزیر قانون صاحب فرماتے ہیں کہ اس کا سہرا وزیر اعلیٰ صاحب کے سر ہے۔ بالکل ہم کہتے ہیں کہ سہرا ان کے سر ہے، یہ ہار بھی پہن لیں اور ہم ان کے پیچھے ڈھول بجانے کے لئے بھی تیار ہیں لیکن خدارا ہماری ان باتوں کو چھوٹا نہ سمجھا جائے۔ اس کی وجہ سے قانون کے اندر سقم رہ جاتے ہیں اور پھر لوگوں کو اپنے آپ کو بچانے کا موقع مل جاتا ہے کہ جی ہمیں تو کہا ہی نہیں گیا۔ اس ترمیم کا مقصد عوام کو بہتر سہولیات مہیا کرنا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس amendment میں computerized list کو تین جگہوں پر محفوظ کرنے کی بات کی گئی ہے اور اس میں سب سے پہلے جو لفظ رجسٹر لکھا ہوا ہے یہ انتہائی پرانا اور outdated قسم کا ہے۔ ہم registration record کی بات کر رہے ہیں جس میں پینتالیس ہزار ڈاکٹر اور ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں حکیم ہوں گے اس کے لئے نوے دن دیئے گئے ہیں کہ صرف نوے دنوں میں پنجاب میں کوئی ایک بہت بڑا miracle آئے گا، ان کے پاس اس کا software ہے،

ان کے پاس کوئی رجسٹر ہیں، ان کے پاس منشی ہیں، ان کے پاس کلرک ہیں اور نہ ہی ان کے پاس کوئی infrastructure ہے جس سے انہوں نے اس میں یہ claim کیا ہے۔ شرم کی بات یہ ہے کہ اس کو پاس کرنے کے لئے تو انہیں بڑی عجلت ہے کہ rules relax ہو گئے ہیں مگر انتظام کوئی نہ ہے۔ یہ ان لوگوں کی registration کی بات ہو رہی ہے جنہوں نے کل لوگوں کی صحت اور زندگی کا خیال کرنا ہے، یہ ان لوگوں کی بات ہو رہی ہے جو اصلی پڑھے لکھے ہیں quack نہیں جن کی حفاظت کا یہ ذمہ لے رہے ہیں۔ انہوں نے اس بل میں commit کیا ہے کہ ہم ان registered practitioners کی حفاظت کریں گے اور معیار کو بلند کریں گے مگر رجسٹر لکھنے کے لئے پرانا ترین سسٹم اور پرانا ترین لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ کام computerized lists کے بغیر نہیں ہو سکے گا اور common sense کی بات ہے کہ آپ لاکھوں کی تعداد میں registration کرنے کی بات کر رہے ہیں تو اس رجسٹر کو لکھنے کی بجائے computerized لکھیں اور ناگہانی آفات کا جو ایک زمرہ ہے اس میں اس کو تین levels پر save کریں District, Divisional & Provincial Level. آخر آپ اتنے لوگوں کو کسی sensible طریقے سے categorize کریں گے تو شاید آپ کو اپنی تمام سہولیات، training, checking & inspection کو organize کرنے کا کوئی طریقہ ملے گا اور یہ ریکارڈ گم ہونے کی صورت میں ایک counter record موجود ہوگا۔ یہ ایک بہت بڑا کام ہے کہ اگر آپ نے اس کو honestly کرنا ہے اور لوگوں کے لئے ہی کرنا ہے اور ہم نے ڈاکٹروں، حکیموں، registered لوگوں کے لئے ہی کرنا ہے اور quacks کو باہر نکالنا ہے جیسا کہ آپ نے پہلے جملے میں commitment کی ہے تو اس کو computerized کر لیں، اس کا back up بھی رکھ لیں کیونکہ اس میں جتنی بے ایمانی ہونے کا خدشہ ہوگا اس کو دور کرنا بھی گورنمنٹ کا ہی فرض ہے لہذا میں modern 21st century کی اس اسمبلی اور اس law کو بنانے والے لوگوں سے اپیل کروں گی کہ اس سسٹم کو computerized کریں اور اس کا ریکارڈ تین levels پر رکھا جائے تاکہ licensed & authentic لوگ ایک طرف آ جائیں اور جعلی ڈگریوں والے quacks weed out ہو جائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اس پر صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کمپیوٹر کا دور ہے آج ہم چھوٹے چھوٹے بچوں کو جب سکول میں داخل کراتے ہیں تو ان کو باقی education کی طرح کمپیوٹر کی

تعلیم بھی دی جاتی ہے اور یہاں پر registration کا طریقہ ایک رجسٹر بتایا جا رہا ہے یعنی سارا کچھ manually maintain کرنے کی بات ہو رہی ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ کے بچے بھی چھوٹے ہیں، جب ہم چھوٹے چھوٹے بچوں کو سکول میں داخل کراتے ہیں تو انہیں بہت چھوٹی کلاسوں سے ہی computer education start کرا دی جاتی ہے۔ کمپیوٹر کا دور ہے ہر چیز computerized ہو رہی ہے تو آج ہم اتنے بڑے Health Care Bill پر debate کر رہے ہیں اور آج بھی ہم اس کو manually adopt کر رہے ہیں اور ہم کمپیوٹر کی بجائے ایک رجسٹر پر اکتفا کر رہے ہیں تو میری نظر میں یہ غلط ہے، اگر ہم اس کی بجائے اس کو زیادہ authentic & transparent بنانا چاہتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں مزید بہتری کی گنجائش پیدا کی جائے تو اس کو کسی ایک جگہ پر نہیں بلکہ تینوں District, Division & Provincial level پر اس کی computerized lists موجود ہونی چاہئیں تاکہ کہیں بھی، کسی بھی ریکارڈ کو tamper کیا جا سکے، اس میں کوئی addition اور نہ ہی حسب منشا کوئی deletion کی جائے تو اس لئے بہتر ہوگا کہ ہم اس کو رجسٹر کی بجائے کمپیوٹر پر shift کر لیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ خدیجہ عمر! اس پر repetition نہ ہو بلکہ کوئی اگلی بات ہو۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہاں پر ریکارڈ کی بات ہو رہی ہے اور ریکارڈ بہت important ہے اس کی وجہ سے ہمارے ہاں بہت سے گھپلے ہوتے ہیں، ہمارے پاس سستی روٹی بل ایک example ہے جس طرح سے ہم نے اس کو پیش کیا اور آج ہمیں اس کے جو consequences بھگتنے پڑ رہے ہیں اس میں جو corruption اور جو حالات ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اس بل پر غور و فکر نہیں کیا اور اس کا کسی قسم کا ریکارڈ نہیں ہے اس لئے ہر جگہ پر واویلا مچ رہا ہے کہ اس میں گھپلے کر کے کمائی کی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ computerized list پر آ جائیں ناں!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں اس کا reference اس لئے دے رہی ہوں کہ ہم نے وہ بل بھی اسی طرح پاس کیا تھا تو اس بل میں بھی اس طرح کے حالات نہ پیدا ہوں کہ لوگ سڑکوں پر آ جائیں تو مہربانی کر کے اس کو دوبارہ consider کریں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز اپوزیشن ارکان نے جن خدشات کا ذکر کیا ہے ان کا بالکل خیال رکھا جائے گا لیکن یہ ساری چیزیں rules میں طے ہونی ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved is:

"That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub-Clause (2), for Para (a) the following be substituted:-

(a) maintain three computerized lists of all Health Care services provided at District, Division and provincial levels;“.

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from Ch Zahir –Ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Khan Sial, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

"That in Clause 4 of the Bill as recommend by the Standing Committee on Health in sub-Clause 2 after Para q the following new pares r and s be added:-

(r) make a Complaint Cell for public; and

(s) make a Special Anti-quackery Team."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 4 of the Bill as recommend by the Standing Committee on Health in sub-Clause 2 after Para q the following new pares r and s be added:-

(r) make a Complaint Cell for public; and

(s) make a Special Anti-Quackery Team."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose it, Sir!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس پوری چیز میں جو main stakeholder مریض ہیں اور ان کے بعد ڈاکٹر ہیں لیکن اس پورے بل میں آپ یہ دیکھیں کہ مریضوں کو بالکل نظرانداز کیا گیا ہے اگر ڈاکٹر کے خلاف مریضوں کو کوئی شکایت ہوتی ہے تو وہ کہاں جائے گا، وہ کس کے پاس جائے گا اور وہ کہاں پر شکایت درج کروائے گا؟ اس لئے Complaint Cell کا ہونا بہت ضروری ہے According to my information جو کہ مجھے پتا ہے کہ غلط نہیں ہیں اس پورے Health Care Bill کو بہتر بنانے کے لئے 400 ملین ڈالر کی investment as loan آئی ہے جس میں سے 2009 میں 100 ملین ڈالر اور پچھلے سال 150 ملین ڈالر already مل چکے ہیں اور جس دن یہ Health Care Bill منظور ہو جائے گا باقی بھی ان کو یہ سارے ڈالر وصول ہو جائیں گے۔ یہ ملین ڈالر ان لوگوں نے واپس بھی لینے ہیں، کسی نے ہمیں یہ تحفے میں نہیں دیئے اور جب ہم یہ واپس کریں گے تو اس کے لئے ہمیں بھاری interest بھی pay کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تو Complaint Cell کی بات کر رہی ہیں، آپ اس پر رہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جب ہم یہ سارا کام loan لے کر کر رہے ہیں اور ہم جو interest pay کر رہے ہیں وہ انہی ڈاکٹروں کے کلینکس کے جرمانے کے پیسے ہیں، لوگوں کے ٹیکس کے پیسے ہیں تو اس میں جو basic stakeholders ہیں، ڈاکٹروں کے کلینک پر پچاس لاکھ جرمانے کو پانچ لاکھ کر دیا گیا اور جو پچاس ہزار روپے monthly fine کرنا تھا آپ نے at once کر دیا ہے تو یہ سارے متاثرین ہیں ان کو ہی totally ignore کیا جا رہا ہے۔ ان سے جب گورنمنٹ یا ادارے کو شکایات ہوں گی تو اس کا طریق کار یہ ہو گا کہ پچاس لاکھ جرمانہ کر دو، پانچ لاکھ جرمانہ کر دو ماہانہ پچاس ہزار روپے لینے شروع کر دو۔ ہمیں جرمانے لینے آتے ہیں لیکن بدلے میں جب ان کو شکایات ہوں گی تو وہ کیا کریں گے، وہ کس کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اس کے لئے بھی تو کوئی ایسا فورم ہونا چاہئے اور کوئی Complaint Cell ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! اسی معزز ایوان میں بہت دفعہ یہ صدائیں اٹھ چکی ہیں کہ عطائیت اور quackery کے خلاف لوگوں کی بہت سی reservations بھی یہاں آ چکی ہیں جو on record ہیں۔ یہاں پر Resolution بھی پاس ہو چکی ہے لیکن ہم جو کہہ رہے ہیں کہ make a Special Anti Quackery Team تو inspection teams بنائی جا رہی ہیں جو ہسپتالوں کو visit کریں گی، جو Transplant Centres کو visit کریں گی۔ وہ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن عطائیت اور اس کے ذریعے جتنی بیماریاں پھیل رہی ہیں، جتنی problems create ہو رہی ہیں ان کو بالکل unattended چھوڑ دیا گیا ہے اس کے لئے بھی ایک special inspection team ہونی چاہئے جو اس کے خلاف action لے اور جہاں جہاں یہ لوگ موجود ہیں، جو جو بیماریاں پھیلانے کا یہ موجب بن رہے ہیں ان کی وجہ سے جو جو complications ہو رہی ہیں اس کو بھی ہمیں ignore نہیں کرنا چاہئے۔ میں ایک بات ضرور گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ Health Care Bill بہت اہم Bill ہے ہمارا اس کے ایک ایک لفظ پر غور کرنا اس لئے ضروری ہے کہ جان ہے تو جہان ہے۔ ہم صرف loan یا point scoring کے لئے نہیں بلکہ میں نہیں سمجھتی کہ آج اس معزز ایوان میں جتنے بھی معزز ممبران بیٹھے ہیں سب اس سے affect بھی ہوتے ہیں اور ہم سارے اسی Health سے مستفید بھی ہوتے ہیں تو آج پارٹی پارٹی کھیلنا چھوڑ کر اپنی پارٹی affiliation سے بالاتر ہو کر پاکستان کی عوام کے لئے کام کریں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس کا سہرا اس معزز ایوان میں بیٹھے ہر معزز ممبر کے سر ہے اور لیڈر آف دی ہاؤس ہمارے team

leaderہیں definitelyیہ creditانہی کو جائے گا لیکن آج وہ وقت ہے کہ جب ہمیں مل کر اس Billپر بحث کرنے کی ضرورت ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بات اگلی ہے لیکن فلاسفی وہی ہے کہ اگر complaint حاصل کرنے کا کوئی regularاور باقاعدہ طریقہ وضع نہیں کیا گیا جبکہ اگلی Clausesمیں بار بار لکھا گیا ہے کہ:

The Inspectors or the officers of the Commission if they have reasons to believe.

تو reasons to believe کوئی legal term نہیں ہے کیا ان کو وحی نازل ہو گی، کیا یہ کانوں کے کچے ہوں گے، کیا یہ بدلہ خوری کریں گے، کیا یہ سنی سنائی پر کارروائی کریں گے، کیا مریض کسی ڈاکٹر سے بدلہ لے گا یا کیا ڈاکٹر کسی مریض سے بدلہ لے گا؟ میں یہ کہتی ہوں کہ باقاعدہ Complaint Cell قائم کئے بغیر اس Billکی فلاسفی مکمل نہیں ہوتی۔ انہوں نے ساتھ ہی کہا ہے کہ Anti Quackery بھی ہم نے کرنی ہے مگر کہیں پر بھی quackکو پکڑنے کے لئے کوئی بھی لفظ نہیں لکھا گیا۔ An Inspection Teamبے شک رجسٹرڈ اور لائسنس کو چیک کرنے کے لئے بنا دی گئی ہے، بہت خوب اور بہت اچھا کیا گیا ہے۔ آپ نے اپنے standardsکو چیک کرنے کے لئے بڑا احسن اقدام کیا ہے لیکن وہ لاکھوں کی تعداد میں quacksاور عطائی بیٹھے ہیں تو یہ عطائیت کو کیسے ختم کریں گے، آپ Anti Quackery Teamبھی تو بنائیں؟

جناب سپیکر! آپ یقین کریں کہ اچانک گردے کے مریض بہت زیادہ گاؤں سے آنا شروع ہو گئے، کوئی پوچھے کہ صاف پانی پینے والے، صاف ہوا میں پھرنے والے، adulterated food نہ کھانے والے اور لسی پینے والے کے گردے کیوں بیٹھنے شروع ہو گئے؟ اس کے پیچھے وہ عطائی حکیم ہیں جن کے مختلف ناموں سے اشتہار لگے ہوتے ہیں جو infertilityیا بانجھ پن مردانہ اور زنانہ علاج کے معالج بنے ہوتے ہیں وہ 20/- روپے کی سنکھیا اور مرکری کو بیچتے ہیں اور لوگوں کے گردے ختم ہو جاتے ہیں۔ انسان 20/- روپے میں موت خریدتا ہے ان کو چیک کرنے کے لئے کون سی ٹیم جائے گی؟ اگر کوئی جا کر پوچھتا ہے تو وہ حکیم درخت کے نیچے بیٹھ کر کہتا ہے کہ "میں تے زہر وی ویچنا واں تسی کیوں لیندے او۔" یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اس حکومت نے کیا claimکیا ہے؟ آپ کہتے ہیں کہ یہ مخالفت برائے مخالفت ہے۔ اس چیز کی مخالفت ہم کر رہے ہیں۔ ایک ایک بندے کو بلا لیں، ہر گاؤں میں چلے

جائیں اور ہر گھر میں چلے جائیں اگر mismanagement ہو رہی ہے تو عطائیت پر ہو رہی ہے اور اس بل میں ایک بھی لفظ کسی بھی عطائی کے خلاف اس کو چیک کرنے کے لئے نہیں ہے۔اس کے جرمانے کے لئے لکھا ہوا ہے لیکن میں آپ کو ایک اور بات بتاتی ہوں کہ پچھلے بل میں انہوں نے کہا کہ اگر لائسنسی اور رجسٹرڈ ڈلوگ جو کمیشن کے under ہوں گے انہوں نے بات نہ مانی تو پچاس ہزار روپیہ daily جرمانہ کیا جائے گا، جواب once only کیا ہے؟ میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ اگر کوئی عطائی یا quack پکڑا جائے تو اس سے تین سو روپے daily لیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! میری ایک بات سن لیں۔آپ نے بھی 206 پڑھا ہو گا۔اس کے اندر چونکہ matter بڑا clear ہے۔آپ نے جو amendment دی ہے اس میں Complaint Cell اور anti Quackery Team کی بات کی گئی ہے۔انہوں نے آپ سے پہلے جو points لے لئے ہیں وہ آپ کے points سے relevant ہیں۔جہاں پر repetition آتی ہے اور جہاں پر بار بار بات ہوتی ہے تو وہاں پر Chair کے پاس 203 کے تحت اختیار ہے اور پھر 206 کے تحت sense of the House لے کر time limit کرنے کا اختیار ہے۔میری آپ سے صرف یہ request ہے کہ آپ نے بہت بات کر لی ہے۔اس پر بات وہی ہے جو انہوں نے کی ہے اور آپ آگے لے کر جا رہی ہیں۔اب اس کی repetition نہیں آنی چاہئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ quackery کو کیسے چیک کریں گے؟ آپ time limit کر کے ہزاروں لوگوں کو موت کے منہ میں دھکا دے رہے ہیں۔آپ اپنے اس claim کو time limit کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔میں نے rules کو دیکھنا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اگر آپ نے inspection teams بنائی ہیں تو ہماری demand ہے کہ anti quackery team کہتے ہوئے کیا حکومت ڈرتی ہے، کیا ان کی سیاست back foot پر جاتی ہے اور کیا ان کے پر جلتے ہیں، میں پھر کہوں گی کہ جلد بازی میں a hasty legislation is bad legislation, There is nothing about quackery in this وزیر قانون صاحب کو نیند آ رہی ہے اور جماہیاں لے رہے ہیں اس لئے کہ انہیں تو بہت بڑے بڑے اور انگلستان کے اچھے اچھے ڈاکٹر میسر ہیں لیکن جو quacks ہیں ان کے لئے Anti Quackery Team بنانے کی اس میں کوئی بات نہیں کی گئی۔اس میں تبدیلی کے لئے میں appeal کروں گی، دردمندانہ appeal

کروں گی کہ عطائیت سے اس طرح جان نہیں چھوٹے گی۔ آپ نے اپنے qualified لوگوں پر بہت سزائیں اور بہت بڑا کمیشن بنالیا ہے لیکن عطائیوں کے لئے اس میں کچھ نہیں رکھا، یہ ناانصافی ہے، یہ غلط ہے، اس بل کو واپس لیں، میں آپ کو بار بار کہہ رہی ہوں آپ اس کو بہت بھاری طرح pay کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کسی بھی ترقی یافتہ ملک کو دیکھ لیں وہاں پر اگر good governance ہوتی ہے تو اس کے پیچھے وجوہات کیا ہوتی ہیں کہ عوام کو صحیح طریقے سے سہولیات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ اس کے پیچھے سسٹم کیا ہوتا ہے؟ وہ یہی سسٹم ہے کہ حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کی شکایات بھی سنے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات ہو چکی ہے۔ آپ اس سے آگے بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ ان جعلی لوگوں کو پکڑنا بھی حکومت کی ذمہ داری ہے اور یہی good governance ہے۔ آج اگر ہم بڑی بڑی ترقی یافتہ اقوام کی مثالیں دیتے ہیں کہ اگر وہاں پر کسی کا غلط علاج ہو جاتا ہے تو فوری طور پر مریض sue کر سکتا ہے، وہ فوری طور پر اپنی شکایت اعلیٰ حکام تک پہنچا سکتا ہے۔ وہ کس طرح سے ممکن ہے؟ یہی شکایات سیل ہیں جن کی نشاندہی اس ترمیم میں کی گئی ہے، یہی ٹیمیں ہیں جو quacks کو پکڑنے کے لئے تیار کی جاتی ہیں۔ اس ترمیم کو صرف اس طرح نہ دیکھا جائے کہ یہ لوگ اپنے نمبر بنانے کے لئے ایسا کر رہے ہیں خدارا اس کے پیچھے جو فلاسفی ہے اس کو سمجھا جائے۔ ہم good governance کبھی بھی نہیں لا سکیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! repetition ہو رہی ہے۔ آپ کا point اچھا ہے مزید کوئی نئی بات ہے تو وہ کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس کے پیچھے جو logics ہیں وہ بھی آپ کو بتانا ضروری ہیں۔ وہ یہی ہیں کہ جب ہم ترقی یافتہ اقوام کا ذکر کرتے ہیں کہ امریکہ میں ایسا نہیں ہوتا، یورپ میں ایسا نہیں ہوتا تو اس کے پیچھے وجوہات کیا ہیں؟ صرف اس میں یہی بات ہے کہ وہاں پر شکایات سیل قائم ہیں اور عوام کے پاس شکایت کرنے کے آسان ترین ذرائع موجود ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میں یہ عرض کروں گا کہ دنیا کی developed democracies میں Bill کئی کئی مہینے debate ہوتے ہیں اور پانچ منٹ میں ہی آپ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، صبر کی بات نہیں ہے law is very much clear اور آپ ماشاءاللہ خود rules کو follow کرنے والے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سحر انگیز مباحثے کا کیا مطلب ہے؟ بڑی parliamentary democracies کے اندر یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کو filibuster کہا جاتا ہے جس میں لوگ Telephone Directory پڑھنا شروع کر دیتے ہیں جس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا، ان کو کوئی قدغن نہیں ہوتی اور انہیں کوئی چُپ نہیں کراتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، پھر مل کر یہ قدغن ختم کروادیں، مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ شاید آپ کو جلدی ہو گی تاکہ جلدی جلدی یہ Bill پاس ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے بالکل کوئی جلدی نہیں ہے۔آپ جتنی مرضی بات کریں لیکن repetition نہ ہو۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اس میں کوئی جلدی کی بات ہے اور نہ نیند آنے کی بات ہے لیکن بات صرف بوریت اور افسوس کی ہے کہ یہ لوگ amendments لے کر آئے ہیں لیکن انہوں نے اس Bill کو پڑھا تک نہیں ہے۔ میں ان سے یہ عرض کرتا ہوں کہ Bill کی کاپی اگر ان کے پاس ہے تو یہ Clause 4 کی sub Clause (7) پڑھیں۔

(7) Notwithstanding anything contained in any other law, the Commission may:

(a) on a complaint by any aggrieved person;

(b) on a complaint by any aggrieved doctor; or

and shall:

(c) on a reference by the Government or the Provincial Assembly of the Punjab; or

(d) on a motion of the Supreme Court of Pakistan or the Lahore High Court made during the course of any proceedings before it.

Undertake investigation into allegations of mal administration….

جناب سپیکر! اب اس سے بڑا طریق کار ان کو اور کون سا چاہئے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ بتائیں کہ یہ کہاں پر لکھا ہوا ہے اور یہ complaints کہاں آئیں گی؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ ٹھیک نہیں کہہ رہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اب یہ کھڑے کیوں ہو گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: This is no way آپ کی باری تھی بول چکے۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب ان کی حالت یہ ہے کہ انہوں نے یہ Bill پڑھا ہی نہیں ہے۔ اب اس بل میں اس سے زیادہ comprehensive complaint, procedure اور mechanism کیا دیا جا سکتا ہے؟ باقی جہاں پر ہسپتال میں ایک complaint cell قائم ہو گا اور وہاں پر Complaint Cell لکھا جائے گا تو یہ rules کی بات ہے، Act کی بات نہیں ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub Clause (2), after Para (q), the following new pares (r) and (s) be added:-

(r) make a Complaint Cell for public; and

(s) make a Special anti-quackery Team."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The third amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamir Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram

Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

(اس مرحلہ پر وزیر اعلیٰ ایوان میں تشریف لائے)

MRS. SAMINA KHAWAR HAYAT: Thank you. Sir, I move:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub Clause (5), after the word "manner", the expression "and lay the report before the Provincial Assembly of the Punjab" be inserted."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub Clause (5), after the word "manner", the expression "and lay the report before the Provincial Assembly of the Punjab" be inserted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! There nothing to oppose جیسا کہ Bill میں کہا گیا ہے اور دیکھئے کہ رانا صاحب نے ابھی کچھ دیر پہلے کہا کہ پڑھ کر آنا چاہئے تھا۔ اگر یہ Clause 4 پڑھ لیتے تو شاید یہ oppose کرتے ہوئے، ہچکچا جاتے جسے میں آپ کو پڑھ کر سنا دیتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وہ پڑھا گیا ہے بس آپ reason بتادیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ کو Bill پڑھ کر بتانا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا، ٹھیک ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! Rules آپ کے سامنے ہیں and I have to obey the Rules جیسا کہ Bill کی Clause 4 میں کہا گیا ہے کہ:

4. (5) Subject to sub-section (6), the Commission shall conduct third party evaluation through independent performance audit of Health Care establishments in the private sector other than tertiary Care hospitals.

بالکل ٹھیک ہے، ہم بھی یہی چاہتے ہیں اور انہوں نے بہت اچھا لکھا ہے. enough face manner اس کے بعد کمیشن جو رپورٹ تیار کرتی ہے اگر اسے اسمبلی میں لے آئے تو اس میں کیا قباحت ہے؟ اسمبلی جو ایک مقدس ایوان ہے جہاں پر ہم سب respectable ممبران بیٹھتے ہیں تو ہمارے سامنے وہ رپورٹ پیش کرنے میں کیا قباحت ہے اور کیوں اس کو oppose کیا جائے؟ اس ہاؤس میں وزیر اعلیٰ صاحب اور ایوان کے معزز ممبران موجود ہوتے ہیں تو میں conclude کرتے ہوئے صرف یہ کہوں گی کہ اس مقدس ایوان میں بھی کمیشن کی رپورٹ پیش ہونی چاہئے۔ شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس ترمیم سے پچھلی والی ترمیم پر بات کرنے کی آپ اجازت دے دیں کیونکہ اس وقت میں بول نہیں سکا تھا۔ ایک تو لاء منسٹر صاحب کی بات کا جواب دینے کا موقع نہیں ملتا، وہ طنز کرتے ہیں اور مجھے تو کئی دفعہ ایسے لگتا ہے جیسے شاید میں کسی تھیٹر میں آیا ہوں جہاں جگت بازی کا مقابلہ ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنے rules کو دیکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مہربانی کر کے اگر ان چیزوں سے نکل کر صحیح issue پر چلیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: لہذا آپ سے گزارش ہے کہ اگر اگلی دفعہ ایسی کوئی بات ہو تو آپ اس کی اصلاح کروا دیجئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں بالکل دیکھ لوں گا۔ آپ ترمیم پر بات کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس ترمیم کو دینے کا مقصد یہ ہے جیسا کہ ہم بار بار کہتے ہیں کہ ہم نے ان Parliaments کو strengthen کرنا، اختیارات دینا اور ان کو policy making and decision making کے اندر involve کرنا ہے۔ اس پورے Bill کے اندر اسمبلی کا کوئی role ہی نہیں دیا گیا کیونکہ ان ساری چیزوں کی رپورٹ تو بنتی ہے لہذا اگر اسے اسمبلی میں بھی lay کر دیا جائے تو میرے خیال میں اس میں کوئی قباحت نہیں ہونی چاہئے۔ صرف اس لئے کہ یہ اپوزیشن نے کہا ہے تو اس کو "نہ" کر دینا ہے۔ ہم نئی روایتیں قائم کریں تاکہ اگر اپوزیشن کی طرف سے بھی کوئی positive مشورہ آئے تو اس کو incorporate کر لیا جائے۔ وزیر اعلیٰ صاحب یہاں پر بیٹھے ہیں تو میں ان کا شکریہ ادا کروں گا کہ میری بجٹ کی تقریر میں سے میرے مشوروں کو incorporate کیا گیا تھا۔ ہمیں اپنے دل بڑے کرنے کی ضرورت ہے، ہم مخالفت برائے مخالفت اور اپوزیشن دشمن کے نقطہ نظر سے نکلیں۔ میرے خیال میں اس کی رپورٹ اسمبلی کے سامنے پیش ہونے میں میرے سارے بہن بھائی منصفی کے ساتھ سوچیں تو کوئی برائی نہیں ہے لہذا میں سب سے اپیل کروں گا کہ اس میں ہمارے ساتھ ووٹ دیں۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں بھی اس پر بات کروں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس میں بڑی simple سی بات ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ اسے اسمبلی میں lay کر دیا جائے لیکن اب آپ اس میں نئی بات کیا کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جب آپ کہتے ہیں کہ اس پر debate کرنی ہے تو اس کے اندر بہت ساری باتوں کو define کرنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ اس پر بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: اس کے اوپر دلیل کے ساتھ بات کرنا بہت ضروری ہے۔ یہ point ایک ہی ہے آگے بے شک اسے آپ ایک جملے میں بیان کر دیں، ایک لائن بنالیں، اس کی summary بنالیں، اس پر پورا پیراگراف لکھ لیں یا اس پر پورا مضمون لکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپRule 203 پڑھ لیں پھر اس کے مطابق اس پر بات کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جبdebate کی بات آتی ہے تو اس میں یہ ساری چیزیں آ جاتی ہیں۔ یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ One line discussion.

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ نےRule 203 پڑھا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جبdiscussion ہوتی ہے تو اس میں ایک ہی نکتے پر آپ دلائل کے ساتھ بات کرتے ہیں۔ یہ معزز ایوان ہے، وزیر اعلیٰ صاحب بھی تشریف فرما ہیں اور اوپر میڈیا بھی دیکھ رہا ہے تو جب ہم ایک جمہوری سسٹم کی بات کرتے ہیں اور جمہوریت کوstrengthen کرنے کی بات کرتے ہیں تو اس کے لئے ہمارے رویے بھی جمہوری ہونے چاہئیں۔ جمہوری رویوں کی نشاندہی اسی وقت ہو گی جب ہم اس ایوان کے تقدس کو سب سے زیادہ اہم سمجھتے ہوئے اسClause کو اسBill کا حصہ بنائیں گے کہ یہ رپورٹ ایوان میں آنی چاہئے اور معزز ممبران جو کہ جمہوری عمل کے نتیجے میں اسمبلی میں پہنچے ہیں تب ہی ہمارے ذہن کی عکاسی ہو گی کہ ہم پورے سسٹم میں جمہوری عمل کو اجاگر کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بہت شکریہThis is repetition again جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ایکprocedural issue ہے اور اس کی منظوری وزیر اعلیٰ نے ہی دینی ہوتی ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub Clause (5), after the word "manner", the expression "and lay the report before the Provincial Assembly of the Punjab" be inserted."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The fourth amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari….

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اسے ہمwithdraw کرتے ہیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Thank you. This amendment has been withdrawn. The 5th amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, and Ch. Moonis Elahi, Col (R) Muhammad Abbas Chaudhary. Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamar Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR. SAMIA AMJAD: I move:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub Clause (8), for the expression, "the competent forum", the expression "the High Court" be substituted.

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub Clause (8), for the expression, "the competent forum", the expression “the High Court" be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اگر آپ Clause پڑھنے کی اجازت دیں تو اس میں لکھا ہے کہ:

The commission shall take cognizance of any case of harassment of Health Care service provider or damage to a Health Care establishment and may refer such a case to the Competent Authority.

ابھی میڈیا پر تازہ تازہ ایک نرس کا چھت سے گرنا اور ڈاکٹر کی ٹانگ کا ٹوٹنا اور یہ ساری چیزیں سامنے آئی ہیں جو harassment میں تھیں۔ Work place harassment کے بارے میں بڑا کچھ لکھا گیا ہے مگر یہ harassment اس حد تک آگے کسی time چلی جاتی ہے جس میں نہ صرف Health Care کی جگہوں پر مریضوں پر تشدد، ورکرز اور نرسوں پر بھی تشدد۔۔۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب کو کہیں کہ وہ میری طرف توجہ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بل کو لاء منسٹر صاحب دیکھ رہے ہیں اور انہوں نے ہی جواب دینا ہے اس لئے آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اگر وزیر اعلیٰ موجود ہیں تو میں ان سے اس لئے بات کرنا چاہتی ہوں کہ ابھی ایک نرس کا واقعہ ہوا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ اس بل سے متعلقہ رہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں harassment کی بات کر رہی ہوں اور اس حوالے سے آپ سب لوگوں کی توجہ اس طرف دلوا رہی ہوں کہ ڈاکٹروں نے یہ Clause اس لئے شامل کی تھی کہ work place harassment جس میں نرسوں کا harassment، ڈاکٹروں کا harassment اور مریضوں کا harassment جو ایک شدید اور بہت high level پر چلا جاتا ہے اور وہ واقعہ بھی یاد کروانا چاہتی ہوں کہ جب ایک قیدی کو جناح ہسپتال میں رکھا گیا تھا تو دہشت گرد وہاں داخل ہو گئے تھے تو اس harassment کی بات بھی کرنا چاہتی ہوں۔ جب جرائم Health Care Provision یعنی سرکاری ہسپتالوں میں بھی ہو رہے ہیں تو پھر ان کی شنوائی اس طرح، جی نہیں، ہائیکورٹ میں جانا ضروری ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک کمیشن اپنے بارے میں شکایت کو خود ہی سنتا رہے؟ ہائیکورٹ میں اتنے بڑے بڑے جرائم تک بات جا پہنچتی ہے تو چھوٹی موٹی بات کو بھی categorize کیا جا سکتا ہے لیکن میں آپ کو بتاؤں کہ کل سٹی 42 ٹی وی چینل پر بھی نیشنل ہسپتال کے ڈاکٹر سرور نے کہا تھا کہ

جب بھی harassment ہوتی ہے تو اس کے proper forum میں مجسٹریٹ بھی آئے، پولیس بھی آئی اور ہائیکورٹ بھی آئی تو اسے اس میں کیوں limit کیا جا رہا ہے؟ لوگ مر جاتے ہیں اور بڑے بڑے پرائیویٹ ہسپتالوں کے نام آتے ہیں، وسیم اکرم کی بیوی کی بھی بات کروں گی اور عائلہ بچی کے case کی بھی بات کروں گی کہ اس میں صرف ایک Competent Authority کہہ کر کمیشن کے اندر harassment of Doctor, harassment of patient, harassment of Nurses, working staff, prisoners وغیرہ آتے ہیں۔

یہ انتہائی اہم بات ہے اور ایک Competent Authority مجھے تو سمجھ نہیں آئی کہ اس کمیشن کو کتنا بڑا اور کتنا طاقتور آپ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ خود ہی شکایات سنے گا اور خود ہی اس قسم کی مار دھاڑ، دہشتگردی، suicide, rape سب کچھ خود سن لے گا۔ No sir ہائیکورٹ کے کردار کو اس میں ignore نہیں کر سکتے۔ اس بل کی یہ Clause delete کریں تاکہ existing Law prevail کرے۔ آپ اس بل میں کوئی change نہیں کر سکتے۔ آپ کیسے کہتے ہیں کہ اس کمیشن میں ہائیکورٹ جتنے qualified لوگ موجود ہوں گے اور ایک ایسا aggrieved person جس کی عزت لٹ جائے، ایک ایسا دہشت گرد جس کو ماریں یا بھگا دیں، ایک ایسی نرس جو ساری زندگی پڑھنے کے بعد چھت سے گر جائے اور ایسے مریض جسے ڈاکٹر یا نرس کی بے توجہی سے موت آ جائے، ایسے پرائیویٹ ہسپتال، ایسے حکیم، ایسے سارے Transplant Centres scaring کر دیتے ہیں۔ انہیں نہ دیکھنے کے لئے harassment in the place کے لئے مجھے تو سمجھ نہیں آئی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے کسی ملک کی مثال دے دیں جہاں پر یہ براہ راست مجاز اتھارٹی ہائیکورٹ ہوتی ہے۔ دنیا کی کوئی ایک مثال دے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! خدا کے واسطے یہ بات مت کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ ایسے سوالات نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں irrelevancy کی بات ہے، 203 کو kindly دیکھیں کہ جب Irrelevancy آئے گی تو I can interfere

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جو irrelevancy آئے I respect the Chair ٹھیک ہے مگر میں صرف اتنا کہنا چاہتی ہوں کہ یہ Clause ایک ایسی power کو ignore کر رہی ہے۔ یہاں اس کی وجہ سے ان مجرموں کو ایک شیلٹر مل سکتا ہے جب proper قانون اور چینلز، پولیس اور ہر چیز موجود ہے تو harassment کے cases کو کمیشن کا take up کرنا، لامنسٹر صاحب کہتے ہیں کہ ڈاکٹر سامیہ فلاں Clause بھی پڑھ لینی تھی تو کیا انہوں نے time دیا ہے؟ شام کو سات بجے یہ اسمبلی میں بل لاتے ہیں اور rules relax کر کے آدھے دن میں پاس کروانے کی کوشش کرتے ہیں اور aspect کرتے ہیں کہ ایک یاد و بندے بیٹھ کر ترامیم بھی لکھ لیں، بل بھی پڑھ لیں اور باقی سب کچھ بھی کر لیں مگر یہ کس قسم کا انصاف ہے؟ یہ وہ قانون ہے جس سے لوگ مر رہے ہیں اور یہ ساری باتیں irrelevant نہیں ہیں۔ یہ وہ باتیں ہیں جو روز مشتہر ہوتی ہیں، جو ہم پڑھے لکھے رجسٹرڈ، حکیم، طبیب، ڈاکٹرز اور goodwill کے لوگ ہیں اور آپ کے پڑھے لکھے جن پر لاکھوں روپے خرچ کئے ہیں، ان کے خلاف یہ بل لانا کہ harassment ہو گئی "تے کوئی گل نہیں اسیں آپے ای شکایت سن لاں گے"۔ No sir no یہ شکایت یہاں نہیں سنے گا اور یہ ترمیم غلط ہے۔ میں اس پر جتنی آواز اٹھاؤں وہ کم ہے۔ لاکھوں خاندان تباہ ہو رہے ہیں۔ یہ harassment کسی بھی طرح ہو، چاہے وہ پروفیشنل ہو تو اس کے لئے کوئی Competent Authority, proper channel ہائیکورٹ، مجسٹریٹس اور Lawyers سنیں گے so help you God ورنہ آپ تیار ہو جائیں کہ آج پنجاب اسمبلی کے باہر جس جلوس کو آپ نے واپس بھیجا ہے وہ صبح اس سے ہزار گنا زیادہ آئے گا اور ڈاکٹر اسد اشرف کی سازش کامیاب نہیں ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! جب harassment کی بات ہوتی ہے تو اس کے اندر تمسخر اڑانا اور ہوٹنگ کرنا بھی شامل ہے اور میں اس Clause پر بات کرتے ہوئے آپ سے یہ کہنا چاہوں گی کہ آج الحمدللہ ہماری عدلیہ آزاد ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہماری عدلیہ آزاد فیصلے کر رہی ہیں جبکہ یہاں کمیشن کی بات کی گئی ہے تو کمیشن پر لوگ اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ Same department کے same کمیشن پر وہاں کی انتظامیہ بھی اثر انداز ہو سکتی ہے، وہاں پر لابنگ بھی اثر انداز ہو سکتی ہے اور مشترکہ جرائم کرنے والے لوگوں کی ٹیم بھی اس پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ اکثر departments میں آپ نے دیکھا ہو گا کہ آج کل مافیا بن جاتے ہیں تو مختلف departments اور مختلف شعبوں میں بڑے بڑے

اداروں کے اوپر وہ مافیا اور لابی والے اثر انداز ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم اگر آزاد عدلیہ کی بات کرتے ہیں، اگر ہم ہائیکورٹ کی بات کرتے ہیں تو صرف اس لئے کر رہے ہیں کہ اس آزاد عدلیہ پر کوئی اثر انداز نہیں ہو سکے گا۔ ہمیں عدلیہ کو ہی سب سے important complaint کرنے والا ادارہ سمجھنا چاہئے اور کمیشن کی بجائے ہم نے ہائیکورٹ کو اس لئے address کرنے کی بات کی ہے اور ہم کہہ رہے ہیں کہ اسے اس میں شامل کر لیں کہ آزاد عدلیہ کے اوپر ہر وقت rest ہے۔ آپ بھی یہی کہتے ہیں اور پوری اسمبلی بھی یہی کہتی ہے جبکہ عوام بھی یہی کہتی ہے اور ہم بھی اسی لئے یہاں پر اسے address کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں conclude یہ کروں گی کہ کمیشن میں بجائے "مک مکا" ہو تو کیوں نہ ہماری عدلیہ جو کہ آزاد ہے اور ہمیں اس پر بھروسہ بھی ہے تو بات براہ راست ادھر جانی چاہئے اور "مک مکا" ختم ہونا چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! اپوزیشن کے ممبران کا بھی بہت شکریہ کہ انہوں نے عدلیہ کو آزاد تسلیم کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اور انہیں ان طاقتوں کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ جنہوں نے اس آزاد عدلیہ کے وجود کو ممکن بنایا۔

اس میں بالکل عدلیہ کا role ہے، جو Health Care Commission ہے وہ جو بھی فیصلہ کرے گا اس کے بعد سیشن کورٹ کو review کرنے اور اپیل سننے کا اختیار حاصل ہے۔ سیشن کورٹ کے فیصلے پر اپیل سننے کا ہائیکورٹ کو اختیار حاصل ہے۔ اگر ہم اس کو direct ہائیکورٹ بھیج دیں گے تو پھر ایک applet forum کم ہو جائے گا۔ ہم نے چاہا کہ جس کسی کو کوئی grievance ہو اسے زیادہ forum available ہونے چاہئیں اس لئے first appeal سیشن کورٹ میں ہو گی اور second ہائیکورٹ میں ہو گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in sub-Clause 8 for the

expression "the competent forum", the expression "High Court" be substituted."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The 6th amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Chaudhary, Mrs. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi and Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary. Any mover may move it.

MRS KHADIJA UMAR: Sir, I move:

"That in Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in sub-Clause 9 after the word "prescription" the expression "and shall establish special cell for control of such drugs" be inserted."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in sub-Clause 9 after the word "prescription" the expression "and shall establish special cell for control of such drugs" be inserted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس میں ادویات کی آزادانہ فروخت کو کنٹرول کرنے کے لئے ہمیں آج پورے ادارے کی ضرورت ہے کیونکہ اس کی وجہ سے آپ نے دیکھا ہوگا کہ بہت سے لوگوں کی اموات ہوئی ہیں۔ یہاں پر غلط اور جعلی ادویات بے تحاشا بکتی ہیں۔ Specially جو expired medicines میڈیکل سٹوروں کے علاوہ جو لوگ بیچ رہے ہیں اس کی وجہ سے انسانی اموات ہو رہی ہیں اور بہت زیادہ برا اثر پڑ رہا ہے اس کے لئے ہم suggest کر رہے ہیں کہ ایک پورا ادارہ ہونا چاہئے، ایک پورا سیل ہونا چاہئے جو بغیر prescription کے ادویات کو بالکل allow نہ کرے۔ اس کے لئے ایک سیل بننا بہت important ہے اس لئے مہربانی کر کے یہ بہت important amendment ہے اس کو شامل کیا جائے کیونکہ یہ انسانی جانوں کا سوال ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب عالی! International rule یہ ہے کہ over the countered drugs کی سیل کی لسٹیں بنائی جاتی ہیں اور سپیشل کچھ ایسی دوائیاں ہوتی ہیں جن کی over the counter sale اجازت ہوتی ہے۔ میں آپ کو بات بتانا چاہتی ہوں کہ premature labour میں جب خاتون ساتویں یا آٹھویں مہینے میں چلی جاتی ہے تو اس کے لئے جو دوائی استعمال ہوتی ہے وہ Vento line 2 mg ہے۔ جب یہ prescription دکان پر جاتی ہے تو دکاندار کہتا ہے کہ "ڈاکٹر نوں پتا نئی لگیا ایہہ تے دمے دی دوائی اے" یہ ایک ایسی basic example میں نے آپ کو دی ہے کہ جس سے ایک نوزائیدہ بچے کو پیدا کرنے کے لئے یا اس کی ماں کے risk کو ختم کرنے کے لئے ایک پڑھے لکھے general practitioner نے لکھا اور ایک جاہل سٹور کیپر نے over the counter sale یا prescription پھاڑ کر، پھینک کر، quackery کی ایک شاندار مثال قائم کر کے یہ کیا۔ اس میں جب آپ over the counter sale کی بات کر رہے ہیں تو بے شک ایک بہت اہم، بہت ہی ضروری issue اور ایک quality control medicine کی بات کر رہے ہیں۔ میں اس حکومت کو again داد دیتی ہوں کہ وہ اس drug sale کو اس بل اور ہیلتھ کے سسٹم میں لائے۔ مگر اس کے لئے again ایک چھوٹی سی کلاز کافی نہیں ہے۔ Drugs جو بکتی ہیں آپ خود تصور کریں کہ پنجاب کے چپے چپے پر کتنی دکانیں ہیں۔ آپ یہ دیکھیں کہ جس نے بھی ڈرگ سٹور کھولا، جس نے بھی میڈیکل سٹور کھولا اس نے سمجھا کہ میں تو ڈاکٹر بن گیا۔ وہ ایک authentic طبیب، حکیم یا ڈاکٹر کی prescription کو پھاڑ کر پھینکنا over the counter sale نہ کوئی چیک کرنے کا طریقہ ہے،

کوئی rule موجود ہے، کوئی سیل موجود ہے، کوئی انسپکشن ٹیم موجود ہے اور نہ ہی کوئی public awareness programme موجود ہے۔ وہ صرف یہ کہہ دیتے ہیں کہ "ڈاکٹر نوں نئی پتا لگیا، نوی، نوی ڈاکٹر بنی اے۔ ایہہ تے دمے دی دوائی اے"

جناب عالی! یہ over the counter sale میں اس پنجاب کی دوائیوں کے تخمینے کا اگر آپ محتاط اندازہ بھی imagine کریں تو میرا خیال ہے کہ میرے بہت معزز میاں محمد شہباز شریف چیف منسٹر پنجاب اس چیز کو identify کر سکیں گے کہ یہ اربوں روپے کا زہر ہے جو ہم over the counter sale کرتے ہیں اس کے لئے اس میں ایک شق تو شامل ہے لیکن اگر پورا سیل Drugs Control Cell کے نام سے اس میں add کر دیا جائے گا تو اس بل کو چار چاند لگ جائیں گے۔ اس کو آپ "No" کہہ کر اس کو delete تو کر دیں گے لیکن یہ bad sense کی بات نہیں اور تنقید برائے تنقید نہیں ہے۔ Over the counter drug sale کی طرف توجہ دینا ضروری ہے کیونکہ اس میں سمگلنگ بھی ہے، mitto drugs بھی ہیں اور وہ ادویات بھی ہیں جس سے بچے اپاہج پیدا ہوتے ہیں۔ ILO کی رپورٹ ہے کہ دس فیصد بچے پاکستان میں اپاہج ہیں۔ دس فیصد کا مطلب ہے کہ ہر سو لوگوں میں congenital malformation دس فیصد ہے۔ اس کی main وجہ یہ ہے کہ جو abortion کے لئے دوائی کھائی جاتی ہے یا پہلے تین ماہ میں ماؤں کو یہ سٹور کیپر over the counter drugs sale کر دیتے ہیں اس کی وجہ سے یہ اپاہج بچے پیدا ہوتے ہیں جن کا بعد میں مزاروں کے علاوہ اور کوئی والی وارث نہیں، کوئی سسٹم نہیں یا ہمارا سسٹم اس میں بھی کمزور ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب عالی! یہ drugs system وہ زہر ہے جیسا کہ میں نے تھوڑی دیر پہلے کہا کہ گردے فیل ہوتے ہیں، یہ وہ drug system ہے جس سے دماغ کی رگیں پھٹتی ہیں اور یہ وہ drug system ہے جس میں اربوں روپے کا خورد بُرد ہو رہا ہے۔ میں اس پر کیسے چھوٹی تقریر کروں، میں آپ کو اپنے دل کی یہ بات کیسے سمجھاؤں کہ ایک لفظ "Cell" لکھنے سے آپ کتنی بڑی خدمت اس پنجاب کی کر دیں گے۔ کیا یہاں سب ممبران ایک رانا ثناء اللہ کے ہاتھ دکھانے پر "ہاں" یا "ناں" کرنے کے لئے بیٹھے ہیں؟ نہیں، آپ تمام لوگ backward areas سے آئے ہیں۔ اگر میری بات کسی کے دل میں آتی ہے تو یہ میری اپیل ہے کہ اگر آج کے بعد اس Health Care Bill کے بعد مجھے کبھی بھی اس دنیا میں اگر بولنے کا موقع نہ بھی ملے تو مجھے شکایت نہ ہو گی کیونکہ 9 سال سے میں یہ جان رہی ہوں، ان باتوں کو کرنے کے لئے آج اس ایوان میں انگریز کا سسٹم پھاڑ پھینک کر پاکستانی ڈاکٹرز، پاکستانی ہیلتھ

کیئر سسٹم کے لوگوں نے یہ چیز پیش کی ہے۔ کیا عجلت ہے، کیا جلدی ہے اور کیوں نہیں یہ باتیں مانی جا سکتیں؟ خدارا آپ لوگ اس کو اس طرح بلڈوزمت کریں، اس کو اس طرح brute force میں نہ لے جائیں۔ شہباز شریف نے ہیلتھ کے پورے ڈیپارٹمنٹ کو اپنے پاس رکھا I admire him for that اس لئے کہ وہ یہ چاہتے تھے کہ یہ جو ہیلتھ کے نام پر، مسیحائی کے نام پر ظلم اور جرم ہو رہا ہے اس کو روکا جائے لیکن یہ limited Bill کی جو limitations ہیں اس میں چند لفظ بدلنے سے صرف اور صرف یہاں کی نیک نامی ہو گی۔ آج میں اپوزیشن کی ہوں نہ کہیں اور کی۔ میں ایک ڈاکٹر ہوں، مریضوں کی بات کر رہی ہوں اور اس ایوان سے بات کر رہی ہوں۔ آپ ان باتوں کو سمجھیں۔ Over the counter sale کو روکنا۔ آپ دنیا میں کسی بھی جگہ پر چلے جائیں آپ کو پتا چلے گا کہ اس زہر کو بغیر expert، جعلی ڈگریوں اور quacks بیچنے والے سٹور کیپر اور سٹوروں کے مالک جو ظلم ڈھا رہے ہیں اس ظلم کو آپ اس ایک لفظ سے ختم کر سکتے ہیں، یہ آپ کی سبکی نہ ہو گی بلکہ یہ آپ کی بڑائی ہو گی اور آپ کے سہرے میں ایک اور پھول لگ جائے گا اور اس میں سے ایک کانٹا بھی نکل جائے گا۔ میں آپ سے دوبارہ اپیل کرتی ہوں کہ اس کو آئیں بائیں شائیں نہ کریں اور سوچیں کہ over the counter drugs sale کو روکنے سے اور ایک ٹیم بنانے سے اور check and balance کرنے سے، ان کو پکڑنے سے، ان کی complaint لکھنے سے اور ان کو بند کرنے سے کیا آپ اس ملک کی کتنی بڑی خدمت کر جائیں گے اور اس کی جزا انشاءاللہ اگلے جہاں میں بھی ملے گی مگر آپ سوچیں تو تب بات ہے، آپ لوگ سوچیں کہ اس وقت آپ کی ہاں اور ناں میں بہت بڑا کام ہونے چلا ہے۔ میں دوبارہ اور بار بار یہ کہتی ہوں کہ ادھر non serious گفتگو اور اس طرح کے ہنسنے والے لوگوں کو یہاں بیٹھنے کا کیا حق ہے کہ جنہیں یہ نہیں پتا کہ زہر کیسے بک رہا ہے، سنکھیا کیسے بک رہی ہے اور یہ ساری چیزیں کس طرح اس عوام کو لے کر ڈوب رہی ہیں؟ ہر ہنسنے والا اس بات پر اس ایوان میں سب سے بڑا ناانصاف اور below the standard شخص ہے جو اس بات پر ہنس رہا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، محترمہ! ابھی کچھ رہ گیا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا خیال ہے۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:.During legislation, no point of order, please تشریف رکھیں۔جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!یہ میرا استحقاق ہے کہ میں اس پر بات کر سکتی ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:repetition نہیں ہونی چاہئے اوراس پر علیحدہ بات ہونی چاہئے۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!میرے جملے یقیناًاس سے الگ ہوں گے اور کوئی جملہ ان سے match نہیں کرے گا۔میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ پوری دنیا میں جتنے بھی ترقی یافتہ ممالک ہیں آپ دیکھ لیں کہ بغیر authorized doctor کے یا authorized حکیم اور یا کوئی وہاں پر صحت کی سہولیات دینے والے ادارے ہیں ان کی prescription کے بغیر کوئی ڈیپارٹمنٹ اور کوئی بھی میڈیکل سٹور دوائی فراہم نہیں کرتا اور ہمارے ہاں ہو کیا رہا ہے کہ خود ساختہ دوائیاں آرام سے دستیاب ہیں اور ہر جگہ دستیاب ہیں اور جعلی ادویات ہر جگہ دستیاب ہیں۔اگر قانون کے اس مسودہ میں ایک لفظ شامل کر لیا جائے کہ ایک کنٹرول سیل بنا دیا جائے تو اس سے اس Bill کی بھی پوزیشن زیادہ مستحکم ہوتی ہے اور اس سے قانون کے اندر کوئی سقم نہیں رہتا اور کل کو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ چیز اس میں شامل نہیں تھی اس لئے ہم اس پر جوابدہ نہیں ہیں۔ہم نے ان چیزوں کا بھی تو خیال رکھنا ہے اور ہم ان چھوٹی چھوٹی کلاز کو اس میں شامل اس لئے کرنا چاہتے ہیں کہ اس کے اندر فرار کے راستے اور چور دروازے بند ہو جائیں۔یہ دیکھا جائے تو آپ کی مدد ہے اس Bill کے اندر ہماری ایک کاوش ہے اور ایک وہ چیز شامل کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں جس سے اس میں زیادہ بہتری پیدا ہو جائے تو میری آپ سے یہ التماس ہے کہ آپ ناراض نہ ہوا کریں۔ہمیں بات کرنے دیا کریں۔یہ ہمارا حق ہے اور بحث کے اندر repetition کا لفظ ضرور استعمال کریں کیونکہ آپ Custodian of the House ہیں لیکن خدارا ہم یہی تو کر سکتے ہیں اور ہم کیا کر سکتے ہیں باقی تو آپ ہی جنگل کے بادشاہ ہیں جو مرضی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، بہت شکریہ۔ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!ایک تو ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہیں آج اس بات کی سمجھ آگئی ہے اور انہوں نے اس بات کی تعریف کی ہے کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے پاس کیونکر رکھا تھا کہ اس میں یہ یہ بہتری آجائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

دراصل ان کو ہر بات کی سمجھ بہت دیر سے آتی ہے اور کاش یہ سمجھ ظہورالٰہی روڈ پر بیٹھے ان کے چودھری صاحب کو بھی آ جائے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں،no personal attack میں نے کہہ دیا ہے۔اب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!انہوں نے جتنی بحث کی ہے اس میں انہوں نے prescription پر بات کی ہے تو میں یہ کلاز نمبر4 کی سب کلاز نمبر9 ہے اسے پڑھتا ہوں کہ:

The condition shall take measures and device a strategy to counter sale of drugs with out prescription.

یہ چیز تو already درج ہے اور اس سے متعلق باقی چیز کی تفصیل rules میں آ جائے گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے پرویزالٰہی زندہ باد کے نعرے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،آپ تشریف رکھیں۔

The amendment moved and the question is:

"That in Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in sub-Clause 9 after the word "prescription", the expression "and shall establish a special cell for control of such drugs" be inserted."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The 7th amendment is from Ch Zahir-ud-din Khan, Mr Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs

Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

اس سے پہلے میں کہوں گا کہ کسی کے متعلق کوئی یہاں پر personal comment نہ دیا جائے۔ ہم اس وقت legislation کر رہے ہیں۔ جی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ تمام پارٹیوں کی leadership کا احترام کرنا ہم سب معزز ممبران کا فرض ہے، آپ مہربانی کرکے جو الفاظ معزز لاء منسٹر صاحب نے use کئے ہیں ان کو expunge کرادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ پھر میں اس کو دیکھتا ہوں آپ بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس میں Chair کی Ruling آئی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Ruling فوری نہیں دی جاتی وہ ابھی میں کرلوں گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ let me go through. میں ابھی دیکھتا ہوں، آپ بات کریں۔

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

> "That in Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in sub-Clause-10 for the expression "may exercise the same powers as vested in", the expression "shall refer the case to" be substituted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in sub-Clause-10 for the expression "may exercise the same powers as vested in", the expression "shall refer the case to" be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس میں جو اختیارات کمیشن کو دیئے گئے ہیں اور اس میں یہ لکھا ہوا ہے may exercise the powers. سول کورٹ کی powers وہ use کر سکتا ہے جبکہ ہم یہ

کہہ رہے ہیں کہ وہ سول کورٹ کو refer کرے کیونکہ سب سے بڑی بات یہ ہے جو انہوں نے خود ہی اس Bill میں کمیشن اور اس کے ممبرز کا ذکر کیا ہوا ہے اس میں ایک
Secretary to the Government Health Department and Vice-chancellor of the Health sector are representatives of the Pakistan Medical Association and representatives of the Private Health Care establishment.

اس کے بعد representative general practitioner اور ایک representative Council of Tib اور ایک representative Council of Homeopathic کا ہے اور although ساتھ یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ nominated by the government. لیکن اس میں کوئی بھی ایسا پروفیشنل بندہ موجود نہیں ہے جس کے پاس یہ expertise ہوں کہ اس بندے کا کیس کس طرح سے trial کرنا ہے اور کس طرح سے document compile کرنے ہیں اور پھر اس میں evidences collect کرنے کی بات بھی ہو رہی ہے، اس کے بعد affidavit کی بات بھی ہو رہی ہے تو یہ جو ساری expertise ہیں میں نہیں سمجھتی کہ ان میں سے کسی بھی ایک بندے کے پاس ہیں تو جب تک right person at the right place نہیں ہو گا اور جو صحیح کام صحیح محکمہ کے پاس نہیں ہو گا تب تک کوئی بھی جو کام ہے اس کے بہتر رزلٹ حاصل نہیں کر سکتے تو جو کورٹ کا کام ہے وہ کورٹ کو کر لینے دیں۔ عدلیہ آپ نے آزاد کرائی ہے اور اس کا سہرا آپ کے سر پر ہے اور ہم آپ کے followers ہیں جو اس بات کو admit کرتے ہیں کہ آج جوڈیشنری آزاد ہے تو پھر آج کیوں اس جوڈیشری پر اعتماد نہیں رہا، میں اس سے کیا سمجھوں؟ عدلیہ کی تنخواہوں میں اضافہ ہوا، بہت اچھی بات ہے پھر ان کو وہ کام بھی کر لینے دینے چاہئیں جو ان سے related ہیں۔ اگر مجھ سے کوئی کہے گا کہ اس مریض کو ٹیکہ لگا دو تو میں نہیں کر پاؤں گی اور اگر میں زبردستی کرنے کی کوشش کروں گی تو اس کے results negative ہوں گے۔ اسی طرح سے ہیلتھ کیئر کی کمیشن ہے۔ (قطع کلامیاں)

MR. DEPUTY SPEAKER: No cross talk please.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں Chair سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ یہاں legislation ہو رہی ہے اور معزز ممبرز اگر یہ cross talk بند کر دیں کہ for the simple reason Leader of the House یہاں پر موجود ہیں تو یہ اچھی بات ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں نے بات کر دی ہے اور اب آپ بات کریں۔ میرا خیال ہے کہ آپ کی بات مکمل ہو گئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتی تھی کہ بہتر ہے کہ جو عدلیہ سے related معاملات ہیں ان میں عدلیہ کی expertise use کی جائیں تاکہ ہم واقعی اس کو ایک ایسا Bill بنا سکیں کیونکہ جب ہم internet پر بیٹھتے ہیں اور دوسرے ممالک کی legislation دیکھتے ہیں تو ہم اس سے impress ہوتے ہیں کہ ہاں ان ملکوں میں اچھے قوانین موجود ہیں۔ کل کو امریکہ میں بیٹھا ہوا بندہ اگر internet پر بیٹھے گا اور پاکستان کا ہیلتھ کیئر بل جو آنا فانا منظور اگر کرا دیا جائے گا تو اسے دیکھے گا تو شاید یہ چیزیں وہ بھی feel کرے گا کہ اس میں کیا کیا lacunas ہیں اور کہاں کہاں کوتاہیاں چھوڑ دی گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر بہت شکریہ۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اسی کو آگے بڑھاتے ہوئے جب ہم اس بل کو دیکھتے ہیں تو اس میں کلاز 12 یہ کہتی ہے کہ:

> The Commission may authorize members of the staff to administer oaths and to attest various affidavits, affirmations or declarations which shall be admitted in evidence in all proceedings under this Act without proof of the signature or seal or official character of such person.

اور اگر ہم اوپر والے میں دیکھتے ہیں تو کورٹ summon کرے گا۔

This commission shall have

(a) summoning and enforcing the attendance of any person and examining him on oath;

(b) compelling the production of documents;

(c) receiving evidence on affidavits; and

(d) issuing commission for the examination of witnesses.

یہ کورٹ والی چیزیں وہ کرے گا۔یہی کمیشن کسی کو accuse کرے گا۔"کسے وکیل کریں، کس سے منصفی چاہیں؟"مطلب یہ کمیشن ہی سارا کچھ بنا ہے اس لئے یہ چیز کورٹ کے پاس ہونی چاہئے۔میری پھر سے یہ گزارش ہے، میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ یہ عجلت میں کیا جا رہا ہے، دو چار دن اگر ہمیں اس پر اور دے دیئے جائیں،ابھی تو ہم دیکھ نہیں سکے اتنی جلدی جلدی آیا ہے اور اس میں ہمیں اتنی ساری کمزوریاں نظر آ رہی ہیں تو گزارش یہ ہے کہ ہماری اس بات کو غور سے سُنا جائے کوئی فرق نہیں پڑتا۔اگر یہ Monday یا Wednesday کو پاس ہو جائے گا جہاں اتنے دِن گزر گئے کچھ دِن اور بھی گزر جائیں اس کو بہت carefully دیکھنے کی ضرورت ہے۔.Thank you

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی،ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!اس کمیشن میں، جہاں تک تمام Clauses کو میں پڑھ چکی ہوں اور سمجھ سکی ہوں اس میں check and balance یا جواب دہی کا ایک ایسا سسٹم بنایا جا رہا ہے جس میں کمشنر یا اس کے آفیسرز یا اس کے inspections جو کوئی بھی ہوں گے وہ ہیلتھ کے سسٹم کے اندر جائیں گے اور وہاں پر الزام بھی خود لگائیں گے اور پچھلی دفعہ تو لکھا تھا کہ وارنٹ کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ابھی بھی شاید وارنٹ کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ بغیر وارنٹ پرائیویٹ پراپرٹی میں بھی گھس جائیں گے، خود ہی وہاں سے لاکھوں کی چیزیں اٹھا کر لے آئیں گے،لاکھوں کی مشینیں ہوں medico legal, blood یا semen کے samples ہوں ان ساری چیزوں کو بھی خود ہی اُٹھا لائیں گے، خود ہی decide کر لیں گے کہ اس ڈاکٹر نے ٹھیک لکھا ہے، غلط لکھا ہے، خود ہی وہ سب کچھ کر لیں گے۔اس کے بعد اب جب یہ آپ Clause درمیان میں شامل کرتے ہیں تو پھر چلو اگر آپ نے غلط لوگوں کو پکڑا ہے تو وہ لوگ ہی ہیں آپ منصفی بھی خود کریں گے، oath بھی خود کریں گے، summon بھی خود کریں گے اس کے affidavit بھی خود لیں گے ؟یہ دنیا میں کہاں ہوتا ہے کہ گورنمنٹ میں check and balance system نہ ہو، کمیشن بنے، جم جم بنے لیکن کمیشن پر بھی کوئی check and balance رکھنا ہے یا نہیں؟پہلے Ombudsman کا کچھ سہارا تھا لیکن اگر آپ اس کو پڑھیں تو کمیشن کے تمام افسران کو یہ indemnity دی گئی ہے کہ اگر انہوں نے کچھ گڑبڑ کی تو کمیشن خود سُن لے گا لیکن اگر ڈاکٹر یا Health Care provider سے کچھ ہوا تو وہ ہائیکورٹ میں جائے گا اگر پکڑ دھکڑ کرنے والا، پچاس ہزار فیس اور lawyers کی چاندی کر کے ہائیکورٹ میں جانا ہے اور پھر ادھر یہ بھی لکھ دیا گیا ہے کہ سارے cases, oath and summon ہم خود کریں گے۔کیا اس بل کو لکھتے وقت کچھ غور کیا گیا

ہے یا نہیں ؟آپ یہ سارا کچھ لوگوں پر لاگو کرنے چلے ہیں within 90 days لوگوں کو پتا بھی نہیں ہے۔آج بل پاس ہو گا 90 days میں لاگو ہو جائے گا جس مرضی نیشنل ہسپتال کو بند کریں، شہباز شریف ہسپتال کو check کریں، عمران خان کے شوکت خانم کو check کریں جہاں مرضی جائیں شکایت بھی خود کریں پکڑیں بھی خود اور ان بڑے بڑے ہسپتالوں کی شنوائی بھی خود جج کرے گا۔

I put this question to you from the side of the whole "awaam" of the Punjab.

یہ کہاں کا انصاف ہے، یہ کیا چیز ہے، یہ کس کو protect کیا جا رہا ہے؟ مجھ جیسے، حکیموں جیسے ہیئر ٹرانسپلانٹ جیسے غریب کلینک رکھنے والوں کو تو کوئی رول دیا نہ، یہ جج بھی اس لئے ہے کہ بڑے بڑے لوگوں کی بڑی بڑی drugs companies, factories اور ہسپتالوں کو خود سُنا جائے۔ اگر ہم مسلمان ہیں، اگر ہم سچ بولنے سے نہیں ڈرتے، اگر انصاف کا بول بالا ہے، اگر اس حکومت کا یہ دعویٰ ہے کہ judiciary آزاد ہے تو اس آزاد judiciary پر یہ ہتھکنڈا کیوں اور اس کوڑے کو Health Care Commission کے ہاتھ میں پکڑانے سے پہلے آپ نے سوچا ہے کہ آج آپ لوگوں کی حکومت ہے، کل شاید کسی اور کی ہو گی پھر کیا بنے گا، پھر کیا ہو گا؟

معزز ممبران حزب اقتدار: ہماری حکومت ہو گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: بے شک آپ ہی لوگ آ جائیں مجھے اس چیز پر اعتراض نہیں ہے۔

خواجہ عمران نذیر: آمین، آمین۔

جناب ڈپٹی سپیکر: .No cross talk ڈاکٹر صاحبہ !Chair سے مخاطب ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب عالی !آپ خود lawyer ہیں، آپ اس وقت ڈپٹی سپیکر جسٹس کی highest Chair پر بیٹھے ہیں۔ آپ خود سوچیں کہ کیا آپ ایک کمیشن کو ,civil courts, procedure summon, prosecute, oath, affidavit, issuing commission لوگوں کے ہسپتالوں میں گھُس کر ریکارڈ گھسیٹ کرلے آنا، مشینیں نکال کرلے آنا، medico legal cases کے ریکارڈز اور semen and blood samples اٹھا کرلے آنا، یہ سب کچھ آپ کریں، کورٹ کی کوئی ضرورت نہیں۔

The Commission may exercise the same powers as are vested in a civil court under the Code of Civil Procedure, 1908 (V of 1908), in respect of the following matters.

Clauses 10, 11 and 12 وہ ہیں جو انصاف کی تمام دھجیوں کو بکھیر رہی ہیں۔ political claim کہ judiciary آزاد ہے اور یہ آپ کی coalition Government کا بلند و بانگ دعویٰ کہ ہم judiciary پر trust کرتے ہیں، آپ لوگ نہیں کرتے آپ لوگوں نے یہ vested، آپ منصف بھی خود بننا چاہتے ہیں۔ یہ Clause غلط ہے، یہ غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے کہ میری short بات ہوتی ہے اور کافی چبھنے والی بھی ہوتی ہے۔ اصل میں ہر بات کمیشن پر ڈال دینا، کمیشن نہ ہو گیا یہ تو ہمارے خادم اعلیٰ صاحب ہو گئے، آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ بھی ان کے پاس ہے، سی اینڈ ڈبلیو بھی ان کے پاس ہے، ایجوکیشن بھی ان کے پاس ہے، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ریڑھ کی ہڈی بھی ان کے ہاتھ میں ہے تو جب ایک بندے کے اوپر اتنی زیادہ تکلیفیں، اتنا زیادہ بوجھ ڈال دیا جائے گا تو پھر اس طرح کے بل آئیں گے اور آپ لوگ منظور کر لیں گے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز کمیشن پر مت ڈالیں جیسے کہ ہر چیز ہم نے اپنے خادم اعلیٰ صاحب کے اوپر اتنی important and valuable ministries ڈالی ہوئی ہیں۔ وہ بے چارے بھی انسان ہیں، تھک جاتے ہیں، ان کو بھی نیند کی ضرورت ہے، ان کو بھی ہیلتھ کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں Health Care Bill ایسا بنائیں کہ جن میں ان کی بھی Health کا خیال رکھا جائے، ہر چیز کمیشن پر مت ڈالی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایک تو میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ محترم اپوزیشن کے ممبران جب وہ خود ہی specific بات کرتے ہیں تو پھر جب اس کا جواب دیا جاتا ہے تو پھر اس پر ان کو اعتراض ہوتا ہے۔ اب معزز ممبر نے خود یہ بات کہی ہے کہ محترم وزیر اعلیٰ صاحب تھک جاتے ہیں تو میں انہیں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ وہ بالکل نہیں تھکتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اور یہ محترم ممبران جنہوں نے اپوزیشن سے بات کی ایک تو وہ بار بار اپنی بات کو repeat کر رہے ہیں اور دوسرا وہ کمیشن اور گورنمنٹ کو confuse کر رہے ہیں۔ کمیشن ایک independent body

ہے اور وہ independently اپنا کام کرے گا، گورنمنٹ صرف اسے complaint کر سکے گی۔ اگر گورنمنٹ کو بھی کسی جگہ پر شکایت ہو گی تو گورنمنٹ صرف complaint کرے گی اور اسے سول کورٹ کے اختیارات نہیں دیئے جا رہے بلکہ اسے Code of Civil Procedure کے تحت اختیارات دیئے جا رہے ہیں کہ جب انہوں نے معاملات کی انکوائری کرنی ہے، کسی کو طلب کرنا ہے، کوئی evidence ریکارڈ کرنا ہے تو اس کے تحت ان کو یہ اختیارات ضروری ہیں لیکن کمیشن جو بھی کرے گا ایک independent ادارے کے طور پر کرے گا اور جب وہ سارا کچھ کر چکے گا جیسے انہوں نے کہا کہ وہ یہ بھی کرے گا، وہ بھی کرے گا تو پھر اس کے بعد اس کا فیصلہ subject to the applet authority of the judiciary ہو گا، وہی judiciary جس کی آزادی کا سچ جو ہے آج ان لوگوں کے سر کے اوپر چڑھ کر بھی بول رہا ہے جو اس judiciary کو ہتھکڑیاں پہناتے رہے اور اس کو غلام بنانے کی کوشش کرتے رہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے شیم، شیم کی آوازیں)

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub-Clause (10), for the expression "may exercise the same powers as vested in" the expression "shall refer the case to" be substituted."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE -5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it .The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch.

Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ point out کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔

Please whatever it is you cannot move a point of order.

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب! تشریف رکھیں۔ House کی consent سے کیا گیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir, I move;

> "That in Clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in sub-Clause 3 after the word "private sector", the word “in the field of Health" be inserted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in sub-Clause 3 after the word "private sector", the word "in the field of Health" be inserted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! Clause 5 جو ہے یہ Constitution of the Board سے related ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ بورڈ نو لوگوں پر مشتمل ہو گا جس میں سے سات لوگ جو nominated on the recommendation of the Committee ہیں ابھی جیسے پہلے بات ہو رہی تھی کہ:

Right person at the right place is very important.

اگر judiciary ہے تو اس کو بھی وہ بندہ head کرے گا جو اس سے related ہو گا۔ اسی طرح فوج کی کمانڈ فوجی کرتے ہیں obviously پارلیمنٹ کو سیاست دان ہی lead کرتے ہیں اور وہی اس کی کمانڈ کرتے ہیں۔ اسی طرح وکلاء کی کمانڈ بھی کوئی وکیل ہی کرے گا definitely کوئی ڈاکٹر جا کر وکیلوں کی کمانڈ تو نہیں کرے گا۔ جب ہم ایک Health Care Commission کی بات کر رہے ہیں اور ہم ایک بورڈ constitute کر رہے ہیں تو how can کہ کوئی اور بندہ جو کسی اور field کا ہو چاہے وہ private sector سے ہو یا public sector سے ہو وہ ڈاکٹروں کی کمانڈ کرنا شروع کر دے تو اسی طرح مجھے یہ بات بالکل irrelevant لگ رہی ہے جو اس بل میں شامل کی گئی ہے اسی لئے یہ درخواست کی جا رہی ہے اور ہم نے propose amendment کی ہے کہ بے شک اس کا پندرہ سال کا تجربہ ہو لیکن at least related field کا ہونا چاہئے، Health care اس کی field ضرور ہونی چاہئے۔ میں یہ بھی نہیں کہتی کہ اس کا سرکاری ہسپتال سے پندرہ سال کا تجربہ ہو یا private sector سے ہو Health Care ایک بہت بڑا field ہے جس بھی بندے کے پاس اس سے related تجربہ ہے وہ اس کا کمشنر بن سکتا ہے لیکن ایک irrelevant بندے کو صرف ڈاکٹروں کی صدارت کرنے کے لئے بٹھا دیا جائے اور مریضوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لئے بٹھا دیا جائے تو میں نہیں سمجھتی کہ یہ justified ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ! آپ آئندہ سے محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کو پہلے ٹائم دے دیا کریں کیونکہ جب وہ کھڑی ہوتی ہیں تو وہ پھر repetition آ جاتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اس میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس پورے بل کا جو دل ہے، جو رُوح ہے وہ ان Clauses میں موجود ہے۔ یعنی کمشنر کو بنانے کا یا کمیشن کو بنانے کا جو طریق کار ہے وہ اس میں درج ہے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ Bar کا Head ایک ڈاکٹر بن جائے، میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ پولیس کا head بھی ایک ڈاکٹر لگ جائے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ judiciary کا Head بھی ایک

ڈاکٹر لگ جائے یا کوئی بھی اور لگ جائے۔Anybody ہو،financing کا ہو،accounting کا ہو، وہ جا کر اوپر Head لگ جائے اور وہ جا کر کمیشن بنائے۔

جناب والا! یہ وہ جگہ ہے جہاں آپ Health Care کے سمجھنے والے پڑھے لکھے اور تجربہ کار لوگوں کو آواز دے رہے ہیں۔ جب پچھلا بل آیا تھا اور اس پر سات مہینے بہت واویلا بھی ہوا اور میں نے بھی اس کو بڑا oppose کیا اس میں بات ہی یہی تھی۔ آپ کمشنر کو جب لگانا چاہتے ہیں وہ بہت معزز اور مدبر لوگ ہوں گے وہ ہمارے اس پنجاب کی cream ہوگی جو اس ادارے کو Head کرے گی اور وہ کمشنر ہوں گے۔ مجھے تو سمجھ ہی نہیں آئی کہ اس کمیشن میں جو کہ ایک Health Care Commission ہے اس میں anybody یا ادھر ادھر کے field سے لوگوں کو Commissioner notify کرنے کا جو process بنایا گیا ہے وہ کیوں کیا گیا ہے؟ آپ اسی بل میں اگلی کلاز پڑھیں، کلاز 5 میں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ:

> Government shall nominate a former Judge of the Lahore High Court and financial expert as Commissioner.

یعنی نو میں سے دو، کمشنرز میں سے ایک تو لاہور ہائیکورٹ کا ریٹائرڈ جج جس کا پندرہ سال تجربہ ہو وہ تو کمشنر بن گیا اور دوسرا کمشنر فنانس کا جو پندرہ سال کے تجربے کے ساتھ ریٹائرڈ ہوا وہ بھی بن گیا۔ باقی کے سات کمشنر تو ڈاکٹر بنا دیں یا Health related field سے بنا دیں۔ آپ کی Clause کہتی ہے کہ

> A person shall not to be eligible to be nominated as Commissioner unless he has a minimum of experience in public or private sector.

یہ لکھ کر آپ نے اسے open کر دیا۔ آپ public and private sector کی بات کر رہے ہیں آپ Health sector کی بات کریں۔ کیا private sector کے Irrigation, Agriculture, Lawyers, Judges سب کو ہیلتھ کے اوپر لگانا کیوں مقصود ہے؟ آپ ان کمشنروں میں کیسے یہ excellence لائیں گے اور ان میں سے ایک Chief Executive Officer بھی بننا ہے۔ اس بات کا ایک بہت بڑا question mark ہے۔ فال نکالنے والا طوطا کہتا ہے کہ نام (پ) سے شروع ہوگا اور وہ پرویز مشرف نہیں ہے ڈرے کوئی نہ، ابھی یہ سارے ڈر جائیں گے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اگر آپ نے خود ہی specific فیصلے کر لئے ہیں تو یہ اس کی طرف point کر رہا ہے اس سے malafide کا

شک پڑ سکتا ہے۔کمشنر زانتہائی محترم اور ایسے اُجلے لوگ ہونے چاہئیں جن کی طرف کسی کو انگلی اٹھانے کی جرأت نہ ہو۔آپ پنجاب کے ہیلتھ سسٹم کی،اربوں روپے کے سسٹم کی بات کر رہے ہیں جس سے یہ Commissioner international level پر لے جانے کی بات کر رہا ہے international level پر donors ہیں اور ایسے پروگرام ہیں جن میں Hepatitis, AIDS جیسے سب پروگرام آتے ہیں۔Health Care System میں ابھی انہوں نے کیری لوگر بل کے ذریعے Mother and Child Health میں جیکب آباد میں ہسپتال upgrade کیا ہے۔یہ وہ راستہ ہے جس میں Health Care کو اگر اس وقت صحیح طریقے سے head کرنے کا انتظام نہ کیا گیا تو یہ بہت بڑی زیادتی ہو گی۔

جناب والا!میں ہارنے کے لئے تو تیار ہوں لیکن بات میں پوری کروں گی۔بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی،بات رسوائی کی طرف جائے گی۔چیف ایگزیکٹو آفیسر بھی انہی 9 کمشنروں میں سے آنا ہے۔نو کمشنروں نے اربوں روپے کے اس پراجیکٹ کو چلانا ہے مگر ڈاکٹروں پر اعتبار نہیں۔یہ وہ ڈاکٹر ہیں جو پیچیدہ سے پیچیدہ آپریشن کرتے ہیں اور best in the World مانے جاتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ یہ لنگڑا،کمر ٹوٹا ہوا Health system کبھی بھی ٹھیک نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم اپنے experts پر trust کرنے کو تیار نہیں۔آج ایم بی بی ایس ڈاکٹر کو باہر جانے سے روکنے کے لئے کوئی rule نہیں ہے۔آج general practitioner کو پڑھانے کے لئے یا گورنمنٹ کے کسی بھی formal programme میں لانے کے لئے کوئی انتظام نہیں۔AIDS کون ٹھیک کرے گا ؟ درزی اور حکیم ٹھیک کریں گے؟Hepatitis C کون ٹھیک کرے گا،دوسرے لوگ؟اس لئے کہ rules بنانے والوں کو سمجھ ہی نہ تھی۔Lady Health Worker Programme شروع ہوا لیکن اس میں آٹھویں جماعت فیل خواتین کو rural areas میں بھرتی کیا گیا اور وہ لوگوں کو بتاتی رہیں کہ نالیوں میں کینسر گھر گھر پھیل رہا ہے۔یہ تو حال ہے اس سسٹم کا اور پھر جب آپ اس کے head بنانے میں ایسے لوگوں کو شامل کرنے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں جو کہ Public،Administration سے،Health sector سے،Health،related field سے ہیں،This is must میں تو یہ claim نہیں کرتی کہ میں اس فوج کو ٹھیک کر دوں گی۔جناب!پھر بھی ہاؤس in order نہیں ہے جس سے آپ جھوٹ بول بول کر یہ سارے کام کرواتے ہیں وہ نہیں سن رہا۔شہباز صاحب!چھوڑیں ان لوگوں کو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ڈاکٹر صاحبہ!آپ Chair کو مخاطب کریں۔آپ decorum of the House کا خیال کریں۔پلیز آپ Chair کو مخاطب کریں۔اب repetition ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ اپنے احساس اور جذبات کو آپ کی وساطت سے شہباز شریف کے سامنے پیش کرتی ہوں، آپ کی وساطت سے ہاؤس in order لانا چاہتی ہوں کہ جناب! یہ خوشامدیں سننا بڑا آسان کام ہے، criticism بھی تو سن لو۔ آپ ایک بہت بڑی غلطی کرنے چلے ہیں۔ جب ایک بچہ ایف ایس سی کرتا ہے تو وہ گھر میں سب سے لائق ہوتا ہے، جب وہ میڈیکل کالج میں جاتا ہے تو وہ highest merit holder ہوتا ہے جب وہ آپ کے institutions میں کام کرتا ہے اور پوسٹ گریجویشن کرتا ہے تو وہ پوری دنیا میں best doctor مانا جاتا ہے۔ اگر وہ باہر کے ملکوں کا نظام چلانے کے لئے ٹھیک ہے تو پھر پاکستان یا پنجاب کو کیا تکلیف ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ بار بار یہی بات دہرا رہی ہیں۔ آپ خود دیکھیں کہ اس پر آپ نے کتنا ٹائم لیا ہے لہذا اب آپ اسے wind up کریں۔ شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں بہت ادب سے wind up بھی کرتی ہوں لیکن bottom line یہ ہے کہ ہم سب کو سفارشوں، من پسند اور اقرباء پروری سے نکل کر criticism کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کمیشن کو right peoples کے حوالے کرنا ہوگا، make the right peoples do the right thing ہم بکاؤ نہیں کہ اچھی تنخواہوں پر جا کر یہودیوں کے کام کریں اور اس مسلمان ملک کو ڈبو دیں۔۔۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Dr. Sahiba! This is irrelevant.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یقیناً میں repetition نہیں کروں گی بلکہ میں وہ بات کروں گی جو ابھی تک کسی نے نہیں کی۔ میں صرف تین لائنیں بولوں گی:

جس کا کام اسی کو ساجے
نہ کوئی ان کی زباں نہ کوئی ان کا اصول
سگ سے دودھ کے جھرنے کی توقع ہے فضول
شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو شعر پڑھا ہے کہ "نہ کوئی ان کی زبان نہ کوئی ان کا اصول" یہ آگے اپنے ان لیڈران کا نام بھی لے دیتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ پلیز۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔ Order in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ہیلتھ کمیشن کوئی ایسا ادارہ نہیں ہے کہ یہ صرف اور صرف ڈاکٹروں کے لئے بنایا جارہا ہے بلکہ اس میں تمام segment of societies کا stack ہوگا کیونکہ کسی نہ کسی وقت سبھی کو ضرورت پڑتی ہے کہ وہ جائے اور ہیلتھ کیئر سنٹر سے اپنا علاج کروائے اس لئے اس کلاز کو اس طرح open رکھا گیا ہے کہ تمام segment of society سے جو تجربہ کار لوگ ہیں، جن کا ایڈمنسٹریشن میں تجربہ ہے، جن کا inquires میں تجربہ ہے کیونکہ کمیشن کا کام اسی سے متعلقہ ہے تو تمام لوگوں کو یہاں پر لایا جاسکے، اس میں رکھا جاسکے اور ایک سات رکنی کمیٹی ہوگی اس میں کم و بیش سارے ڈاکٹر ہیں جنھوں نے ان لوگوں کا تعین کرنا ہے اور یہ اسی مقصد کے لئے ہے کہ right thing right peoples تک پہنچے تاکہ عوام کو بہتر علاج کی سہولت میسر ہو۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub- Clause (3), after the words private sector", the words "in the field of Health" be inserted."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-6

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-7

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-8

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-9

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration there is an amendment in it. The amendment is from Ch Zahir-ud-Din khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col (Retd)Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Sial, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS KHADIJA UMAR: Sir, I move;

"That in Clause 9 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health, in sub Clause (1), Para (n) be deleted and the subsequent pares be renumbered accordingly."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 9 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health, in sub Clause (1), Para (n) be deleted and the subsequent pares be renumbered accordingly."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir , I oppose it .

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں اپنی اس کلاز پر بات کرنے سے پہلے آپ سے پھر request کروں گی کہ لاء منسٹر صاحب وزیر اعلیٰ صاحب کی موجودگی میں point scoring کے لئے ہمیشہ غلط بات کرتے ہیں، یہ چیف منسٹر صاحب کے لئے بھی اچھا نہیں ہے۔جب ہم یہاں سے آوازیں کستے ہیں تو یہ ان کے لئے embarrassment کا باعث بنتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے پہلے بات کر دی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: مہربانی فرما کر یہ آئندہ ان کے سامنے point scoring نہ کریں اور علیحدہ سے جا کر صفائیاں پیش کیا کریں۔یہ ان کے لئے بھی embarrassing ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔اب آپ ترمیم پر آ جائیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم نے اس ترمیم میں یہ کہا ہے کہ جب ہم انصاف کی بات کرتے ہیں لیکن ہم نے یہاں پھر انصاف کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔جب ایک کمیشن سے متعلقہ شکایات ہیں تو انہیں resolve بھی وہی کمیشن کرے گا۔آپ کو بہتر پتا ہے کہ ہر ادارے میں کہیں نہ کہیں lobbing اور favouritism ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ پھر وہاں پر انصاف سے فیصلہ نہیں ہو سکتا۔اس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ڈاکٹروں کی شکایت ہائیکورٹ کے سامنے سنی جاتی ہیں لیکن یہ کمیشن کیسے انصاف کر سکے گا؟ یہ بہت ضروری ہے بجائے اس کے کہ کمیشن اپنی شکایات خود ہی سنے تو وہ کبھی بھی صحیح فیصلہ نہیں کرے گا۔ان کے فیصلے biased ہوں گے کیونکہ وہ کسی نہ کسی کو favour کر دے گا۔چونکہ ہمارے اداروں میں favouritism اور point scoring کا بہت رواج ہے اس لئے بہتر یہی ہو گا کہ یہ

معاملات کورٹ کے سامنے ہی پیش کئے جائیں اس لئے مہربانی فرما کر اس ترمیم کو شامل کیا جائے کہ بجائے اس کے کہ کمیشن خود یہ مسائل resolve کرے بلکہ کورٹ اس کا فیصلہ کرے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے ایک confusion نظر آئی تھی شاید لاء منسٹر صاحب اس پر enlighten کر سکیں۔ ہم کہتے ہیں کہ functions and powers of the Board پھر جب ہم Board کی definition میں دیکھتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ Board means the Board of Commissioners constituted under section 5 اور جب under section 5 دیکھتے ہیں تو section 5 میں ہے کہ constitution of the Board اس طرح ہو گی تو سارے وہی لوگ ہیں۔ یہ تو وہی لوگ ہیں جو اپنے آپ کو کر رہے ہیں، یہ ساری repetition ہو رہی ہے اگر اسے delete کر دیا جائے تو میرے خیال میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کہ وہ اپنے آپ کو خود ہی address کرے، خود ہی اپنے matters دیکھے اور سارا کچھ خود ہی کرے۔ اگر میں سمجھ نہیں رہا تو مجھے clarify کر دیں اور اگر میں صحیح سمجھ رہا ہوں تو مہربانی کر کے اس پر ہمارے ساتھ ووٹ کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اس پر صرف ایک ہی جملہ کہوں گی کہ یہ کہیں نہیں ہوتا کہ آپ اپنی شکایت خود ہی سن لیں۔ ہم یہ بات پہلے کر چکے ہیں اس لئے بالکل اسے repeat نہیں کروں گی لیکن یہ بڑا important ہے کہ جہاں پر بھی check and balance کی ضرورت ہوتی ہے وہاں کوئی نہ کوئی صلح صفائی کروانے کے لئے پوری بات ہونی چاہئے۔

> The Commission can't handle and redress any complaint about the Commission itself.

اب بورڈ کمیشن کا حصہ ہے How can it redress and handle any complaint اور اگر کوئی ڈاکٹر یا جو بھی پکڑا گیا ہے اس نے complaint کرنی ہے تو وہ پچاس ہزار روپیہ فیس دے کر ہائیکورٹ جائے اور اگر کمیشن کے خلاف کوئی شکایت ہے تو کمیشن خود ہی سن لے گا۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ میری گزارش ہے کہ اسے delete کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ board کمیشن کا ایک independent ادارہ ہے یعنی within Commission جو self accountability ہے یہ اس کے لئے ہے لیکن اس board کے اختیار کے بعد سیشن کورٹ یا ہائیکورٹ میں جو appeal کا حق ہے وہ away نہیں ہوتا۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That Clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub-Clause (1), Para (n) be deleted and the subsequent pares be renumbered accordingly."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-10

MR DEPUTY SPEKAER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Khan Sial, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmad Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat

Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS AMNA ULFAT: I move:

> "That in Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub-Clause (1), Para (g) be deleted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub-Clause (1), Para (g) be deleted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب نے اس کو oppose کیا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے اسے کیوں oppose کیا ہے، وجہ بتائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب آپ کو اس کی وجہ بتائیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں تو کہتی ہوں کہ اس Clause کو بالکل delete کر دینا چاہئے۔ ہمیں ایسے تمام لوگوں کو بھی delete کر دینا چاہئے کہ جنہیں ہم اپنی احساس کمتری کی وجہ سے باہر سے لا کر اپنے سر پر بٹھا لیتے ہیں۔ آج بھی ہم گوری چمڑی والوں سے اتنے متاثر ہیں کہ وہ ہمارے سر پر کھڑے ہو کر اپنی مرضی کے معاہدے اس انداز سے کر جاتے ہیں کہ جیسے gun point پر کوئی معاہدہ کیا جاتا ہے۔ ان گوری چمڑیوں کے complex سے ہمیں باہر نکلنا ہوگا۔ کیا ہمارے پاس اعلیٰ دماغ نہیں ہیں، کیا ہمارے پاس قابل لوگوں کی کوئی کمی ہے؟ یہ وہی لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنی Consultancy Fee کے عوض لاکھوں ڈالر لئے ہیں۔ اس کے بعد کیا ہوا، ہمارے ڈاکٹروں اور ہمارے اپوزیشن کے ساتھیوں نے ان کے مسودے کو reject کر دیا۔ میں ڈاکٹر سامیہ امجد کو خراج تحسین پیش کروں گی کہ انہوں نے وہ سارے مسودے اٹھا کر، پھاڑ کر ردی کی ٹوکری کی نذر کر دیئے۔ ہمارے پاس کیا اعلیٰ دماغوں کی کمی ہے کہ ہم ہمیشہ experts باہر سے hire کرتے ہیں؟ اپنے عوام کی خون پسینے کی کمائی سے لئے ہوئے taxes سے ہم ان باہر کے experts کو لاکھوں ڈالر Consultancy Fee کے طور پر دے رہے ہیں۔ ایسا

کیوں ہے یا تو ہمارا اپنے لوگوں کے اوپر سے اعتماد اٹھ گیا ہے یا پھر ہم نے اپنے تمام قابل اور ذہین لوگ باہر کے ممالک میں بھیج دیئے ہیں جن کو وہ ممالک اپنی ترقی اور کامیابی کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تمام قابل،اعلیٰ تعلیم یافتہ،A-grade لینے والے qualified لوگوں کو ترقی یافتہ ممالک بڑی بڑی تنخواہوں کے عوض یہاں سے کھینچ کر لے جاتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم اعلیٰ دماغوں سے فارغ ہو گئے ہیں اور ہمارے پاس کام کرنے والے لوگوں کی کمی ہو گئی ہے۔الحمدللہ آج بھی ہمارے ملک میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ جو اپنے ملک کی ترقی کی خاطر باہر کی تمام مراعات چھوڑ کر اس ملک میں serve کرنا چاہتے ہیں۔ہم دیکھ رہے ہیں کہ محسن لغاری صاحب اعلیٰ ترین تنخواہ چھوڑ کر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ بیٹھی ہوئی ہیں۔میرا اپنا بیٹا اس چیز کی مثال موجود ہے کہ وہ بیرونی ممالک کی بڑی بڑی تنخواہیں ٹھکرا کر تھوڑی تنخواہ کے عوض اپنے ملک میں کام کر رہا ہے تو ہم اپنے ڈاکٹروں پر کیوں اعتماد نہیں کرتے،ہم اپنے ڈاکٹروں پر اعتماد کرتے ہوئے ان کو اس Technical Committee میں کیوں نہیں رکھتے،ہم ان کی صلاحیتوں سے کیوں مستفید نہیں ہوتے؟ already اس Bill کا پورا مسودہ ہمارے لوگوں نے تیار کیا ہے،اس حوالے سے بیرونی ممالک کے Consultants نے کوئی کارہائے نمایاں سرانجام نہیں دیئے۔بیرونی Consultants اگر سوچیں گے تو وہ اپنے ملک کی وفاداری کا سوچیں گے،وہ گورے اگر یہاں آئیں گے تو وہ اپنی بقا کے لئے سوچ و بچار کریں گے۔وہ تو ہمارے Bill میں کوئی نہ کوئی خرابی پیدا کر کے جائیں گے تاکہ ہماری قوم ترقی نہ کر سکے اور ہمارے محکمہ جات کوئی بہتری اختیار نہ کر سکیں۔وہ تو جان بوجھ کر اس Bill کے اندر flaws چھوڑ کر جائیں گے۔وہ کب چاہتے ہیں کہ ہم ترقی یافتہ ہوں،وہ تو یہی چاہیں گے کہ ہماری عوام بھیک مانگتی ہوئی،ہاتھوں میں کاسہ گدائی لئے سڑکوں پر گھومتی پھرتی رہے۔وہ کیسے چاہیں گے کہ ہم اتنے مستحکم ہوں؟

جناب سپیکر!میری استدعا ہے کہ آج ابتدا کی جائے اور وزیراعلیٰ صاحب ایک انقلابی فیصلہ کریں اور ہماری اس amendment کو مان لیں۔وہ کھڑے ہو کر کہہ دیں کہ ہم نے اپنے اس Bill میں غیر ملکی Consultants کو شامل نہیں کرنا۔آج وہ اپنے ڈاکٹروں کے اوپر اعتماد کا مظاہرہ کریں تو پھر میں مان لوں گی کہ واقعی وزیراعلیٰ صاحب خادم اعلیٰ ہیں۔میں آپ سب سے دوبارہ پُرزور درخواست کروں گی کہ خدارا ان غیر ملکی experts کو فارغ کریں کہ جن کے مسودوں کو آج سب لوگوں نے reject کیا ہے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محسن لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ Clause اس کی Technical Committee کے بارے میں ہے۔ آپ اس Technical Committee کو غور سے دیکھیں، اگر میں نام پڑھنا شروع کر دوں گا تو پھر آپ کہیں گے کہ time زیادہ ہو رہا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس میں صرف ایک King Edward Medical College کا نمائندہ ڈالا گیا ہے۔ کیا King Edward Medical College باقی میڈیکل کالجوں سے کسی طریقے سے superior ہے؟ نشتر میڈیکل کالج، علامہ اقبال میڈیکل کالج اور نہ ہی بہاولپور میڈیکل کالج کا نمائندہ اس میں شامل کیا گیا ہے۔ اس میں صرف نمبر11 پر King Edward Medical College, Lahore کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ساری نمائندگی گورنمنٹ کی ہے۔ اس میں لکھا گیا ہے کہ:

(b) One representative of the government;

(c) One member of Provincial Assembly of the Punjab;

(d) One representative each of the Six District Governments selected by the Government for one year on non-recurring basis;

یعنی چھتیس میں سے صرف چھ اضلاع کو اس Technical Committee میں نمائندگی دی جائے گی۔ اس میں آگے لکھا گیا ہے کہ:

(e) One person each to be nominated by the Government from private Health Care establishments;

یعنی پہلے بھی ایک گورنمنٹ کا نمائندہ ہے اور اب پھر دوبارہ گورنمنٹ کا ایک نمائندہ آگیا۔ ہم نے اس میں جو amendment دی ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ "two international Health experts to be nominated by the Government" کو delete کر دینا چاہئے۔ So basically یہ اس کمیٹی کی composition کے بارے میں ہے تو میری پھر سے یہی گزارش ہوگی کہ اس Bill کو ہمیں دیکھنے کا وقت ہی نہیں ملا، ہمیں یہ جلدی میں کرنا پڑا ہے۔ ایک دن شام کو ہمیں یہ ملا اور اگلے دن بتایا گیا کہ rules کو suspend کر کے اس کو ہم لا رہے ہیں۔ ان دو چار گھنٹوں میں بھاگ

دوڑ کر کے جو چیز دیکھی گئی وہ ہم نے دیکھی اور اس میں یہ ترامیم تجویز کی ہیں۔ میری پھر سے یہ گزارش ہو گی، میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے ایک personal request کروں گا کہ اس Bill کے اندر amendments دینے کے لئے ہمیں کچھ time دے دیں اور اس Bill کو کچھ دن کے لئے pending کر دیں۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ایک Bill جس دن پیش ہو اسی دن اس نے پاس ہونا ہے۔ ایسی ہمارے ہاؤس میں بھی مثالیں ہیں اور دنیا کے اندر تو بے شمار ایسی مثالیں موجود ہیں کہ ایک Bill آتا ہے اور کئی کئی دن وہ discuss ہوتا رہا ہے، کئی کئی مہینے discuss ہوتا رہا ہے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ ہماری ان amendments کو ذرا seriously لے لیا جائے۔ Thank you very much.

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محسن لغاری صاحب نے جو personal request کی ہے اس کا میں جواب اس طرح سے دینا چاہوں گا کہ میں نے بھی دو دن پہلے ان سے personal request کی تھی اور میں نے ان سے یہ عرض کیا تھا کہ جمعرات کو ہم Health Care Bill take up کرنا چاہتے ہیں اور انہوں نے اس کی اجازت بھی دی تھی۔

جناب سپیکر! دوسری بات، یہ کہتے ہیں کہ ہماری amendments کو seriously لیں تو میں یہ کہوں گا کہ serious لینے کے لئے کم از کم ان کو یہ چاہئے تھا کہ وہ اپنی amendments serious ہو کر دیتے۔ اب جس Clause کو یہ delete کروانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ:

> "Two international Health experts to be nominated by the Government."

اب two international experience کے جو لوگ ہوں گے ان کے بارے میں کہاں پر لکھا ہے کہ وہ پاکستانی نہیں ہو سکتے؟ پاکستان نے تو ایسے ایسے ڈاکٹر اور انجینئر پیدا کئے ہیں جو کہ پوری دنیا میں، international level پر باقاعدہ figures ہوتے ہیں۔ یہ international Health experts کی بات کی گئی ہے، foreign national experts کی بات نہیں کی گئی۔ اب اپوزیشن کے ساتھی سارا وقت اسی کا رونا روتے رہے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: تو پھر یہاں پر آپ "Pakistani" لکھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): بھئی! یہ پاکستان کا ہی Bill ہے، یہ پاکستان کا قانون ہے۔ اس Bill پر Britain تو نہیں لکھا ہوا۔ یہاں پر تو باہر سے لوگوں کو لا کر وزیر اعظم اور پتا نہیں کیا کچھ بنایا جاتا رہا ہے۔ یہ پاکستان کا قانون ہے اور ہم ہر چیز پاکستان کی ہی بنائیں گے۔ We are Pakistan made.

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 10 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in sub-Clause-I para (g) be deleted."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

> “That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill.”

(The motion was carried)

CLAUSE-11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration, there is an amendment in it. The amendment is from Ch Zahir-Ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col.(Retd)Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Khan Sial, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal Hafiz, Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR SAMIA AMJAD: I move:

"That in Clause 11 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health for sub-Clause (1), the following be substituted."

(1) The Board shall appoint a person having a minimum of fifteen years of experience in Hospital Administration or Medicine and related fields, to be the Chief Executive Officer in the Commission."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That Clause 11 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health for sub-Clause (1) the following be substituted."

(1) The Board shall appoint a person having a minimum of fifteen years of experience in Hospital Administration or Medicine and related fields, to be the Chief Executive Officer in the Commission."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ چونکہ بہت اہم ہے کیونکہ یہ head کی بات ہے اور انہوں نے جس کے سر پر یہ تاج رکھنا ہے اس کی بات ہے۔ بل میں یہ لکھا ہے کہ:

The Board shall appoint a person having minimum of 15 years of his experience in hospitals or public administration, medicine, accounting, finance, law regulation or other related fields to be the Chief Executive Officer in the commission.

میں اس کی پوری جرح کر چکی ہوں۔ میں یہ withdraw بھی کر سکتی تھی لیکن صرف اس لئے withdraw نہیں کر رہی کہ یہ انتہائی اہم ہے کہ ہم اس چیز کو emphasize کریں کہ Health Care Commission کا Head اگر field Health or related سے ہو گا تب ہی وہ اس کو Nationally and Internationally ایک بہت ہی اونچے level پر لے جا سکے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں Chief Executive نے چونکہ تمام امور کی انجام دہی کرنی ہے اس لئے جو qualifications دی گئی ہیں وہ سبھی کی سبھی ان کے لئے ضروری ہیں اس کو صرف ایک یا دو fields میں محدود کرنا مناسب نہیں ہو گا۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 11 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health for sub-Clause (1), the following be substituted."

(1) The Board shall appoint a person having a minimum of fifteen years of experience in Hospitals Administration or Medicine and related fields, to be the Chief Executive Officer in the commission."

(The motion was lost.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is"

"That Clause 11of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill "

(The motion was carried)

CLAUSE-13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration there are three amendments in it. The 1st amendment is from Ch Zahir-Ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Khan Sial, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal Hafiz, Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI:I move:

> "That Clause 13 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in sub-Clause 2 for the words "ninety days" the words "three hundred and sixty days" be substituted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That Clause 13 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in sub-Clause 2 for the words "ninety days" the words "three hundred and sixty days" be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan). I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر قانون صاحب کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ جو law propose کیا جا رہا ہے وہ کہتا ہے۔

> An existing Health Care service provider shall, within a period of 90 days of the coming into force of this Act, apply for registration in accordance with this section and regulations.

اگر ہم آج یہ پاس کرتے ہیں تو 90 دن کے اندر اور شاید میرا اندازہ غلط بھی ہو گا کہ ایک لاکھ کے قریب تو ڈاکٹرز ہوں گے جو service provide کر رہے ہیں، کوئی بیس پچیس ہزار ہسپتال ہوں گے جو service provide کر رہے ہیں، حکیم ہوں گے، طبیب ہوں گے، ایمبولنس سروس دینے والے ہیں، medicines بیچنے والے سارے لوگ اس Health Care کے ساتھ associated ہیں۔ میرے خیال میں ان کی تعداد ملین سے زیادہ ہو گی، میں غلط ہو سکتا ہوں لیکن جتنی بھی تعداد ہو گی بہت بڑی ہو گی۔ 90 دن کے اندر یہ ساری چیزیں کیسے کر سکتے ہیں اور 90 دن کے اندر ہمارا law process کیسے کرے گا، اس کی record keeping کیسے کرے گا، اس کے Licenses کیسے issue کرے گا؟ ہم نے اس کو ایک realistic بنانے کے لئے کہا ہے کہ اس کو 360 دن کر دیا جائے۔ میرے خیال میں بڑی معقول تجویز ہے میں آپ سب سے اپیل کرتا ہوں کہ خدارا کوئی logical بات بھی مان ہی لیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!۔۔۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! شکریہ۔ ایک تو میں Chief Minister صاحب کو اس بارے میں appreciate کروں گی کہ آج ان کے بیٹھنے کی وجہ سے کورم پورا چلا آ رہا ہے لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ ADP loan 400 million dollars سے اوپر ہے اور اس کے interest کا پہرہ دینے کے لئے وہ یہاں پر موجود ہیں، اس کی وجہ سے یہ ایک surplus صوبے کو دیوالیہ کرنے میں ایک کردار ادا کر رہے ہیں اور میں ان کی موجودگی میں کورم point out کرتی ہوں کہ دیکھ لیں کہ اب ان کی موجودگی میں بھی کورم کا کیا حال ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا ہے، کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔ جی، محترمہ!

مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب مصدرہ 2009

(--جاری)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جس شق میں 90 days کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے اور جس کے لئے ایک انتہائی معقول مشورہ دیا گیا ہے کہ اس کو ایک سال پر مشتمل کیا جائے اس کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ humanly possible نہیں ہے۔ دوسری سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ میرے نزدیک 90 days کی اصطلاح اس لئے بھی منحوس ہے کہ 90 days کا کہنے والے 11/11 سال بیٹھے رہتے ہیں اور کچھ نہیں ہوتا۔ ایسا نہ ہو کہ یہ 11 سالوں میں بھی ممکن نہ ہو تو ہمیں وہی figures quote کرنے چاہئیں جو possible ہیں، جو ہو سکتا ہے، جو possible ہی نہیں ہے، ہم اس کو کیوں لکھ دیتے ہیں، ہم کیوں نہیں سوچتے کہ یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ مجھے یہ بتائیے کہ یہ کیسے ممکن ہے؟ بس، میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ دماغوں کو استعمال میں لا کر وہ figures quote کئے جائیں جو possible ہو سکتے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں پھر انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہوں گا کہ معزز ممبران نے متعلقہ کلاز کو پڑھے بغیر ترامیم دی ہیں۔ دراصل ترامیم کسی اور نے دی ہیں پھر ان کے ذمہ یہ لگا ہے کہ آپ ان پر بات کریں۔ اس کلاز میں درج ہے کہ:

> An existing Health Care service provider shall, within a period of 90 days of the coming into force of this Act apply for registration in accordance with this section and the regulations.

یعنی صرف apply کرنا ہے، صرف درخواست دینی ہے اب درخواست دینے کے لئے کیا انہیں ایک سال چاہئے۔ تین ماہ کا عرصہ صرف درخواست دینے کے لئے کافی ہے اس کے بعد اس پر process ہو گا۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub-Clause (2) for the words "ninety days", the words "three hundred and sixty days" be substituted."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col.(Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم اپنی اس amendment کو withdraw کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

The thired amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal

Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR SAMIA AMJAD: Sir, I move

> "That in Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub-Clause (5) after the word "or", appearing in line 2, the words "a quack" be inserted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is

> "That in Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub-Clause (5) after the word "or", appearing in line 2, the words "a quack" be inserted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گی کہ یہ ترامیم میں نے بنائی ہیں اور اس کا credit بھی ضرور لوں گی، note of dissent بھی میں نے خود لکھے ہیں۔ پچھلے بل کو بھی میں نے خود reject کیا تھا اور تفصیلی note of dissent اگر کسی نے پڑھا ہے تو Clause by Clause میں نے پڑھا ہے یہ کسی کلرک کی محنت نہیں ہے بلکہ یہ میری ساری زندگی کا نچوڑ ہے اور جو میرا دس سال کا اس اسمبلی میں بیٹھنے کا تجربہ ہے یہ اس کا نچوڑ ہے۔ اس پر وزیر قانون نے بھی کہا ہے کہ single handed یہ سب کچھ کیا گیا ہے تو واقعی یہ سب کچھ میں نے کیا ہے اور میں اس کی ذمہ داری اس لئے قبول کرتی ہوں کہ یہ nuisance create کرنا میرا کام تھا، آپ لوگوں کو alert کرنا میرا کام تھا اور میں نے کیا۔ آپ لوگوں نے اس میں ساتھ دیا، اس کو تبدیل کیا hats off

میںappreciate کرتی ہوں کہ جن ڈاکٹروں اور جن لوگوں نے اس پر فکر کی لیکن اس کو مزید improveکرنے کی گنجائش ہے لہذا میں اپنی محنت جاری رکھوں گی۔

جناب والا!میں اب اپنی ترمیم پر آتی ہوں اور بڑی معذرت سے کہتی ہوں کہ پچھلے دنوں ثمینہ خاور حیات نے ایک بات کی تھی کہ "میں لوٹے کو لوٹا ہی کہوں گی اور کیا کہوں گی"تو آپ quack کو quackکیوں نہیں کہتے،آپ عطائی کو عطائی کیوں نہیں کہتے اور آپ چور کو چور کیوں نہیں کہتے ؟آپ ڈاکو کو ڈاکو کیوں نہیں کہتے ؟آپ اس کو پڑھیں۔یہ ایک۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے چور چور کی نعرہ بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: Order in the House جی،ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد:چور مچائے شور۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ڈاکٹر صاحبہ!آپ ترمیم پر بات کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!اس میں لکھا ہے کہ:

> The Commission may impose a fine which may extend to five hundred thousand rupees upon a Health Care service provider or who pretends to be a Health Care service provider without registration.

بالکل ٹھیک ہے یہ وہ واحد جملہ ہے جس میں quacks پر بھی جرمانہ لگایا گیا ہے۔یہ بالکل ٹھیک کیا ہے hats off لیکن اس کو ایسے سات کپڑوں میں لپیٹ کر اتنا gentleکر کے اس میں اتنی گنجائش دے دی گئی ہے۔جب یہ بل تبدیل کیا گیا تھا تو جو Select Committeeکے بارہ ڈاکٹر تھے جن میں ڈاکٹر یاسمین راشد بھی تھیں،جن میں لاہور چیمبر آف کامرس کے ڈاکٹر مظہر تھے اورPMA کے ڈاکٹر اشرف نظامی تھے۔تمام بڑے بڑے stakeholdersاس میں موجود تھے انہوں نے یہ specificallyکہا تھا کہ آپ جب تک quacksکو illuminateنہیں کریں گے ہم اس پر protest کریں گے۔

جناب والا!اگر آپ نے یہ بہادری کر ہی لی ہے تو پھر quack کو quackکہنے میں کیا قباحت ہے ؟جب بھی سزا دی جاتی ہے تو اس کو absoluteالفاظ میں لکھا جاتا ہے،قرآن پاک میں بھی لکھا ہے یا اسلام کی بھی یہ quotationہے کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔اس میں کوئی چھپانے والی بات نہیں کی گئی

تو اس کو اتنا نرم کر کے کیوں لکھا گیا ہے؟ کیا یہ quacks آپ کے ملنے والے ہیں یا آپ کو ان quacks کو politically face کرنا پڑے گا، اس کو safeguard کیا گیا ہے اور کچھ نہیں کیا گیا۔

یہ لفظوں کے ہیر پھیر میں ہر لفظ تمھارا لگتا ہے
میں اچھا لگتا ہے اور تم پیارا لگتا ہے
جو ہر دم پیارا لگتا ہے وہ ہم پیارا لگتا ہے

اس ایک ہی جملے میں quacks کو اور licensed doctors کو club تو کیا گیا ہے لیکن پھر بات تو وہی ہے کہ ان کو اس قدر پیار سے بلانے کی کیا بات ہے کہ "اوئے چوری کی ہے ادھر آ جاؤ" چور کو چور کہنے کی ہمت کریں، نعرے لگائیں، شور مچائیں اور quack کو quack کہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے چور چور کی نعرہ بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: Please order in the House جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! عطائیوں کو عطائی کہنے میں آپ Health care کو excellence پر لے جائیں گے۔ یہ ڈر کر کرنے والا کام نہیں ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ resentment ہو گی کہ پچاس لاکھ روپے جرمانہ یا پانچ لاکھ روپے جرمانہ یا جو کچھ بھی جرمانہ کیا گیا ہے اور اگر اس جملے میں quack کو اس زمرے میں لیا گیا ہے تو اس کو صاف الفاظ میں لکھنے میں کوئی حرج نہ تھا۔ آپ لوگ ایک ناسور کو ناسور کہیں، کینسر کو کینسر کہیں اور بات کو ٹھیک سے کریں۔ اس میں بہت سارے لوگ چھپیں گے۔ اس لفظ کو ویسے تو آپ نے define بھی کیا ہوا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ لاء منسٹر صاحب نے کیا کہنا ہے مگر میں اس وقت اس کی technicalities پر بات نہیں کر رہی اور اس point پر بات کر رہی ہوں کہ political point scoring کرنے کے لئے اگر آپ نے یہاں پر کینسر کو کینسر نہیں کہا تو یہ غلط ہو گا کیونکہ عطائیت وہ کینسر ہے جو اس قوم کی صحت کو چاٹ گئی ہے۔ آپ کینسر کو کینسر کہہ لیجئے اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Quack کا لفظ itself meanings کو پورا نہیں کرتا جب تک اس کے ساتھ یہ چیز attach نہ ہو کہ who pretends to be a Health Care service provider without registration. تو اس کی زیادہ صراحت

اور وضاحت کے لئے اس چیز کو یہاں پر دیا گیا ہے۔Quack کی تعریف جو Clause میں کی گئی ہے اس میں بھی یہی درج ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub-Clause (5) after the word "or", appearing in line 2, the words "a quack" be inserted."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-14

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move:

"That in Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub Clause (3), after the word "inform", the words "in writing" be inserted."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub Clause (3), after the word "inform", the words "in writing" be inserted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اس کو یہاں پڑھ کر سناتا ہوں تاکہ سب کو سمجھ آئے کہ ہم بات کیا کر رہے ہیں؟ اس میں ہے کہ

14. (3) In case of shifting of a Health Care establishment, the License issued earlier under this Act shall be valid but the Health Care service provider shall inform the Commission prior to the shifting of the Health Care establishment.

جناب سپیکر! اس میں وہی لائسنس اس کو دوسری جگہ لے کر جا رہا ہے۔ ہم نے بڑی simple اور common sense والی suggestion دی ہے کہ in writing inform کیا جائے۔ اگر اس نے ٹیلیفون یا SMS کر دیا ہے تو that should not be good enough. اس کو باقاعدہ لکھ کر دیا جائے کہ میرا لائسنس یہاں کا تھا اب میں دوسری جگہ پر move ہو رہا ہوں۔ آپ وکیل ہیں آپ مجھ سے زیادہ اس کی legal implication سمجھتے ہوں گے۔ جب اس کی validity بھی وہی رہنی ہے تو اس کا جب place of business یعنی when he is shifting shop تو اس وقت اس کو تحریری طور پر inform کرنا چاہئے تاکہ کمیشن کے پاس وہ چیز in record رہے کہ فلاں (ABC) نے اپنی جگہ (الف ب ج) سے change کر کے (ع غ ف) کر دی ہے اس لئے اس کا ریکارڈ رہے تو وہ in writing ہونا چاہئے۔ یہ بڑی ہی معقول اور logical suggestion ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے اس میں ایک اور بات یہ add کروں گی کہ جب بھی ایک ڈاکٹر یا ایک Health Care provider ایک facility کھولتا ہے تو اس میں غلطی/ جرم کا جو احتمال ہے چاہے وہ جان کا ضیاع یعنی مریض مر گیا یا ایک social problem ہے یا کہیں پر کریڈٹ کارڈ کی چوری ہو جائے تو وہ in writing دے کہ میں اس facility کو کہاں لے جا رہا ہوں؟ اس میں دوسری بڑی بات یہ ہے کہ اگر ایک چھوٹا ڈاکٹر پیسے کما کر ایک بڑی Health Care facility میں جانا چاہتا ہے کہ "ہن چھوٹی ہٹّی بند تے ہسپتال establish" It should be done in writing کہ لائسنس وہی valid نہیں رہ سکتا۔ اگر آپ اسے پورا پڑھیں تو آپ دیکھیں گے کہ اس Bill میں بڑا emphasize کیا گیا ہے کہ کون سی دکان/ ہسپتال یا Health provision کی کون سی چیز کس حد تک provision کرے گی؟ وہ لائسنس کیسے valid ہو سکتا ہے کہ میں ایک کلینک سے ایک بڑے ہسپتال میں جاؤں یا بڑے ہسپتال سے غریب ہو کر چھوٹے کلینک میں آ جاؤں تو It must be given in all details. The License cannot remain valid. اگر آپ ایک جگہ شفٹ کر رہے ہیں تو کیوں کر رہے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں، یہ لکھ کر دیں کیونکہ خدا نخواستہ اس دہشتگردی کے زمانے میں بھی ان facilities میں computerized written record انتہائی اہم ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں چند جملے کہنا چاہوں گی کہ لکھے ہوئے کی بہت اہمیت ہے۔ اسلام میں بھی یہ ہے کہ جب کوئی بات آپس میں کرو تو لکھ لیا کرو۔ آپ دیکھیں کہ بحیثیت مسلمان کسی بھی بات کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی، آپ لاکھ ریکارڈنگ یا جو مرضی لے آئیں لیکن جو چیز لکھ کر اور دستخط کر کے دے دیتے ہیں اس کو ہی اصل گواہی سمجھا جاتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس شق کو شامل کرنا انتہائی اسلامی بات ہے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ نے بڑا اچھا Islamic point raise کیا ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک اس میں inform کرنے کا ذکر ہے تو یہ in writing ہی ہوگا کیونکہ service provider نے باقاعدہ طور پر in writing درج کرنا ہے کہ وہ کس جگہ سے کس جگہ پر منتقل ہو رہا ہے اور وہاں پر کیا انتظامات ہیں؟ باقاعدہ Health Care Commission اس جگہ کا بھی معائنہ کرے گا کہ کیا وہ Health facilities کو provide کرنے کے مطابق ہے یا اتنی capacity رکھتا ہے یا نہیں؟

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک منٹ پلیز۔ دیکھیں کہ انہوں نے اس چیز کو agree کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔

"That in Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub Clause (3), after the word "inform", the words "in writing" be inserted."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-15

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-16

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-17

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-18

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-19

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-20

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-21

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-22

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-23

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-24

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-25

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-26

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-27

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 27 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-28

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 28 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-29

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 29 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-30

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 30 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-31

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 31 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-32

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 32 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-33

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 33 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-34

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 34 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-35

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 35 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-36

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 36 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 36 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-37

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 37 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 37 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-38

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 38 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 38 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-39

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 39 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 39 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-40

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 40 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 40 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-41

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 41 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 41 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE -2

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration, there are two amendments in it.

The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary. Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi,

Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch. and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR. SAMIA AMJAD: I move

> "That in Clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in Para (xviii), after the words" the concerned field", the words "a Magistrate", be inserted."

MR.DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health in Para (xviii), after the words "the concerned field", the words "a Magistrate," be inserted.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):I opposed.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! Clause 18 سے آگے جو amendments ہم نے بنائی تھیں وہ وقت کی کمی کی وجہ سے اس میں accept نہیں ہوئیں جو کہ flaw آپ لوگوں کے ذمہ جاتا ہے کہ آپ rules relax کر کے اس کو بہت جلدی میں لائے اور جو باقی کی amendments till the end of the Bill موجود نہیں ہیں اصل میں وہ accept ہی نہیں کی گئی تھیں کہ جی وقت ختم ہو گیا ہے اور اب گھر کو جاؤ۔ میں اس انسپکشن ٹیم والی بات پر آپ لوگوں کے time اور توجہ کی درخواست گزار ہوں۔ میں بڑی خوش ہوں کہ آج پانچ گھنٹے وزیر اعلیٰ صاحب بھی یہاں موجود رہے ہیں اور یہ سب کچھ ہوا ہے اور شاید یہ میری فتح ہے کہ انہیں بھی کسی ایک جگہ پر کسی نے اتنی دیر بٹھالیا۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پچھلے بل میں لفظ انسپکٹر میں سب سے زیادہ public opinion, concern Health department سب کا concern تھا۔ اس پورے House کو include کر کے کیونکہ اس میں لکھا گیا تھا کہ انسپکٹر ایک ایسا anybody will be جس کو کمیشن authorized کر دے گا He will enter without warrant at any time and

50 thousand جرمانہ search and seals and takeaway and give 50 lac per day یہ وہ طاقت تھی جس پر سب سے زیادہ apprehension تھی اور انسپکٹر سسٹم کا یہ وہ role ہے جس نے نہ صرف پی آئی اے کو خراب کیا بلکہ انسپکٹر سسٹم جس جگہ بھی install ہوا اس ادارے کا بھٹہ ہی بیٹھ گیا لیکن اب اس میں تبدیلی کر کے ڈاکٹروں کی بہت زیادہ کوشش کے بعد improve کیا، اس کو consensus اور شرائط کے ساتھ یہاں لایا گیا کہ لفظ انسپکشن ٹیم بھی لکھا جائے کہ reason to believe لکھا ہوا ہے تو میں اسے Complaint Cell کہتی رہی ہوں۔ جب بھی کسی کو چیک یا inspect کرنے جائے گی تو وہ ایک پوری ٹیم جائے گی۔ میں پڑھ دیتی ہوں کہ:

> Inspection team means a team comprising of more than two medical experts having post graduation qualification and not less than 15 years of experience in the concerned field and consisting of one employee from the commission and others from public or private sector to inspect any Health Care establishment.

جناب سپیکر! باقی کی جو طاقت ان انسپکشن کی رپورٹ پر دی گئی ہے یہ وہ بات ہے جس پر ہم یہ "مجسٹریٹ" کا لفظ اس میں لائے ہیں۔ سب سے پہلے تو یہی بات سمجھنے میں دقت ہو رہی ہے کہ اگر میں ساری زندگی لگا کر کارڈیالوجسٹ بنی ہوں، 15 سال experience کیا ہے اور دلوں کو کھولا اور بند کیا ہے، آپریشن کئے اور سٹنٹس ڈالے ہیں، میں نے ہائی ٹیکنالوجی میں specialized کیا ہے۔ 15 سال کے بعد ریٹائر ہو کر کیا میں آپ کے کمیشن میں انسپکٹر یا انسپکشن ٹیم کی نوکری مانگنے آؤں گی؟ مجھے تو سمجھ نہیں آئی کہ کون سا کارڈیالوجسٹ، یورالوجسٹ، نفرالوجسٹ، اینستھیزیالوجسٹ، پیڈیاٹریشن، گائناکالوجسٹ ہوگا وہ 2 پوسٹ گریجویٹ 15 years medical experts جو آکر اس میں شامل ہوں گے۔ اسی طرح بڑے بڑے طبیب اور حکیم جن پر ہمدرد لیبارٹری جیسے بڑے بڑے labels ہیں کیا ان کے پاس اب یہی وقت رہ جائے گا کہ وہ اپنے سفید سروں اور عزت کے ساتھ دوسرے پر جا کر چھاپے ماریں گے۔ مجھے تو اس انسپکشن ٹیم کی اس بات پر شدید criticism کرنی ہی کرنی ہے پھر یہ انسپکشن ٹیم صرف وہاں دیکھنے نہیں جائے گی کہ کون کون کیا کیا کر رہا ہے بلکہ یہ انسپکشن ٹیم وہاں search کر کے وہاں سے ریکارڈ بھی طلب کر سکتی ہے اور وہاں سے چیزیں بھی اٹھا کر لے جا سکتی ہے اور اسے seal اور بند بھی کر سکتی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ پرائیویٹ پراپرٹی ایکٹ کی یہ پامالی یا یہ

omission آپ لوگوں نے کیسے کر دی؟ پرائیویٹ پراپرٹی ایکٹ میں search کی authority مجسٹریٹ اور پولیس کو ہی ہوتی ہے۔ یہ basic human rights ہیں جو Constitution میں لکھے گئے ہیں۔ اس کو پڑھیں، کیسے ہوگا کہ دو ریٹائرڈ پروفیسر اور چند لوگ پبلک میں سے اور ایک کمیشن کا appointed آدمی جا کر بڑے بڑے ہسپتالوں میں جن کے معذرت کے ساتھ میں پہلے بھی نام لے چکی ہوں وہ انسپکشن کریں گے اور سزا دیں گے۔ یہ شق انسپکشن ٹیم کی جتنی debate ہوئی اور اس کو آج یہ consensus کہہ رہے ہیں جبکہ انہوں نے صرف ایلوپیتھک stakeholders اور ان بارہ بندوں کی بات سنی ہے، میں بہت دکھ کے ساتھ کہہ رہی ہوں کہ پبلک نے ان پر بڑی objections بھی کیں کہ لوگ بھی biased ہوئے جو کہ I think it is not true لیکن ان پر allegation یہ کہ وہ شک کی نگاہ میں ضرور آئے۔ I don't think it is true میں یہ on record کہہ رہی ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ انہوں نے انتہائی محنت کی ہے۔ یہ ایک لفظ مجسٹریٹ، پولیس یا اس کی legal standing doubt ہو جائے گی۔ یہ انسپکشن ٹیم just because it has reason to believe جناب! Complaint Cell کوئی نہیں ہے، کہیں پر ان کو کچھ پتا نہیں ہے۔ یہ انسپکشن ٹیم بے شک یہ نیک نیتی کے ساتھ اور highly qualified لوگ جائیں گے۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ کیسے trained حکیم، ہمدرد لیبارٹری اور ان کے کلینک کو بند کرنے چلا جائے گا؟ مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ ایدھی ایمبولینس سنٹر اور جو دوسری ایمبولنس سروسز ہیں ان کو جا کر کیسے بند کیا جائے گا اور کیسے کوئی expert آ کر چیک کرے گا؟ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ یہ Hair Transplant Centres اور کاسمیٹک سرجری کرنے والے سنٹرز کو کون سے Skin Specialist اور کون سے expert cover کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کا point رجسٹرڈ ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ شق مجسٹریٹ کے بغیر بالکل نامکمل ہے اور ہم صرف اس لئے معذرت کے ساتھ مجھے معلوم ہے کہ وقت بہت گزر گیا ہے لیکن۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وقت کا مسئلہ نہیں ہے۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: لیکن بات صرف اتنی ہے کہ یہ بڑا اہم ہے۔ اس میں ایک legal lacuna موجود ہے، اس lacuna میں لفظ "مجسٹریٹ" لکھنے سے اور اس کو legalize کرنے سے صرف ایک کمیشن کا خط کافی نہ ہوگا جو کہ ابھی لاء منسٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ یہ ایک exclusive ادارہ ہوگا۔ یہ

کیسے exclusive ادارہ ہو گا؟ statement of reasons میں آپ نے لکھا ہے کہ ڈی جی آفس ختم۔ہیلتھ سیکرٹری کو بھی ہم reform کریں گے، research کو بھی نہیں ہم مانتے۔اس میں 33 فیلڈز لکھی ہیں جن کو oversee یہ کمیشن کرے گا۔یہ کمیشن ان 33 ہیلتھ فیلڈز کی بات کر رہا ہے جو بہت massive amount اور experience کے ساتھ بنے۔یہ exclusive ادارہ نہیں ہے اور اس کی انسپکشن کی اتھارٹی کو اتنا illegal lightly کرنا کہ کمیشن کے ایک خط یا اس legislation سے اس کو cover کیا جائے۔یہ اس august House اور تمام محترم legislators کے لئے سوچ کا مقام ہو گا۔

جناب عالی! انسپکشن ٹیم، اچھی بات ہے یہ check and balance ہے لیکن مجسٹریٹ یا جو بھی legal search see کی power رکھتے ہیں، in other law search and seal کی powers رکھنے والے لوگوں کو اس میں شامل کرنا انتہائی ضروری ہے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ چونکہ بڑے experts اور بڑے experienced لوگ ہوں گے، ان کے لئے انسپکٹر اور مجسٹریٹ کا لفظ موزوں نہیں ہو گا۔اس پر کافی سوچ بچار کرنے کے بعد اس لفظ کو ان کے لئے استعمال نہیں کیا گیا۔باقی ان کا شکریہ کہ انہوں نے آج قائد ایوان کی یہاں پر موجودگی کو acknowledge کیا۔ دراصل آج قائد ایوان کی یہاں پر موجودگی ان کی اس commitment کو ظاہر کرتی ہے جو ان کی عام آدمی اور ایک common آدمی کے ساتھ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ان کی وہی commitment ہے جس commitment کے ذریعے وہ عام آدمی کو سستی روٹی دینا چاہتے ہیں اور یہ آج بل جو قانون کا درجہ حاصل کرنے کے بعد اس آدمی کو ریلیف دے گا جس کے پاس اپنے مریض کو ہسپتال لے جاتے ہوئے کوئی چٹ نہیں ہوتی، جس کے پاس کسی ایم این اے، کسی ایم پی اے کا رقعہ نہیں ہوتا، جس کے پیچھے کوئی بڑا آدمی ٹیلیفون کرنے والا نہیں ہوتا اور جس کے پاس اتنی طاقت بھی نہیں ہوتی کہ وہ روڈ بلاک کر سکے۔یہ ان بے سہارا اور عام آدمی کے لئے بل بنایا گیا ہے۔آج قائد ایوان کی موجودگی بھی یہی ظاہر کرتی ہے کہ ایک عام آدمی کے لئے، ایک common آدمی کے لئے جس کی کوئی سفارش نہیں ہے، جس کا کوئی سہارا نہیں ہے اس کا سہارا میاں شہباز شریف ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: ماشاء اللہ۔

The amendment moved and the question is:

That in Clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in Para XVIII after, the words "the concerned field" the words "a Magistrate" be inserted."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Chaudhary, Mrs. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi and Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary.

ڈاکٹر صاحبہ! آپ کچھ کہنے لگی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ خادم اعلیٰ کے خادم اعلیٰ رانا ثناء اللہ ہی ہیں۔ یہ complement میں خادم اعلیٰ کے سامنے ہی پیش کرنا چاہتی ہوں کہ جتنی خادم اعلیٰ کی خدمت خادم اعلیٰ رانا ثناء اللہ کرتے ہیں امید ہے کہ یہ complement لیں چونکہ یہ خادم اعلیٰ کی اتنی خدمت کر رہے ہیں اس لئے میں اگلی amendment withdraw کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اس بات پر فخر ہے کہ پاکستان کے عوام کے خادم اعلیٰ کا میں خادم اعلیٰ ہوں۔ میں کسی ڈکٹیٹر کا خادم اعلیٰ نہیں ہوں، میں کسی وردی والے

کا خادم اعلیٰ نہیں ہوں اور میں کسی وردی والے کے لئے قرار دادیں پاس کروانے والا نہیں ہوں بلکہ میں اس کا خادم اعلیٰ ہوں جو اس ملک کے عوام کا خادم اعلیٰ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: ماشاءاللہ جی۔

Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration, there is an amendment in it. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Chaudhary, Mrs. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi and Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary. Any mover may move it.

MRS AMNA ULFAT: Sir, I move:

"That in Clause 1 of the Bill , as recommended by the Standing Committee on Health, for sub-Clause(3), the following be substituted.(3)It shall come into force in 3 phases."

PHASE ONE: The accreditation programme of the Commission may be made in three hundred and sixty days with

reference to section 4(2),(d), (i), (m), (o) & (p) and be published in leading print and electronic media.

PHASE TWO:The Health Care Commission may provide three hundred and sixty days to the Health Care providers and Health Care services so that they may get themselves registered with Health Care Commission with reference to section 4(2),(a) &(b).

PHASE THREE: to implement the provisions of this Act, in the light of section 4(2),(c), (e),(f),(g),(h),(J),(k)&(n) and any other provisions prescribed in the law or rules from time to time.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 1 of the Bill , as recommended by the Standing Committee on Health, for sub-Clause(3), the following be substituted.(3)It shall come into force in 3 phases."

PHASE ONE: The accreditation programme of the Commission may be made in three hundred and sixty days with reference to section 4(2),(d), (i), (m), (o) and (p) and be published in leading print and electronic media.

PHASE TWO:The Health Care Commission may provide three hundred and sixty days to the Health Care providers and Health Care services so that they may get themselves registered with Health Care Commission with reference to section 4(2),(a) &(b).

PHASE THREE: to implement the provisions of this Act, in the light of section 4(2),(c), (e),(f),(g),(h),(J),(k) & (n) and any other provisions prescribed in the law or rules from time to time.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

اور میں یہ بھی point out کرنا چاہوں گا کہ یہ identical ہے، یہ 360 days والی بارہویں ترمیم میں جو پہلے ہی reject ہو چکی ہے تو یہ take up نہیں ہو سکتی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم نے اپنا فرض نبھایا ہے اور lacunas ختم کرنے میں بھی بہت زیادہ part play کیا ہے۔ یہ Bill اگر یہاں پر کامیابی سے پاس ہونے جارہا ہے تو اس میں چیف منسٹر صاحب کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے ورنہ دو تین دن تو ہم نے لٹکا لیا تھا۔ ہماری صرف ایک ہی کوشش تھی کہ کسی طریقے سے اس کے اندر چھوٹے چھوٹے lacunas بھی ختم ہو جائیں ورنہ main جو lacunas ہیں وہ ہم already ختم کر چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سے related ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس سے related ہے اور انہوں نے 360 days کی تو بات کی ہے لیکن at once میں جو بات ہے وہ یہ ہے کہ یہ ایسا ہی at once ہے کہ رخصتی ہو جائے، نکاح اور منگنی بعد میں ہوتی رہے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! This is part of 18th amendment.

ڈاکٹر سامیہ امجد: Authorization rules نہیں بنے، PNAC جو نیشنل فیڈریشن میں موجود ہے اس کو considered نہیں کیا گیا۔ فیڈرل PMDC کو overwrite کیا گیا ہے۔ ایک سال ان ہسپتالوں کو دے دیجئے کہ ان کو اس standard پر لے آئیں اور accreditation standard پر لے آئیں۔

جناب عالی! ایک سال لوگوں کو دے دیجئے کہ وہ معیار پر پورا اتریں اور پھر بے شک ان کو چیک کرتے رہیں۔ میں آپ سے درخواست کر رہی ہوں کہ at once practical نہیں ہوگا۔ in phases ان کو implement ہونے دیجئے۔ یہ ایسی رخصتی ہے جس میں نکاح کی شرائط اور منگنی کی کوئی شرائط طے نہیں ہوئیں اور یہ practical ہوگا۔ It will be loss of the very expensive mission.

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 1 of the Bill , as recommended by the Standing Committee on Health, for sub-Clause(3), the following be substituted.(3)It shall come into force in 3 phases."

PHASE ONE: The accreditation programme of the Commission may be made in three hundred and sixty days with reference to section 4(2),(d), (i), (m), (o) and (p) and be published in leading print and electronic media.

PHASE TWO:The Health Care Commission may provide three hundred and sixty days to the Health Care providers and Health Care services so that they may get themselves registered with Health Care Commission with reference to section 4(2),(a) &(b).

PHASE THREE: to implement the provisions of this Act, in the light of section 4(2),(c), (e),(f),(g),(h),(J),(k), and (n)and any other provisions prescribed in the law or rules from time to time.

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now Preamble of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it, the question is

"That the preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

LONG TITILE

MR DEPUTY SPEAKER: Now Long Title of the Bill is under consideration since there is no amendment in it. The question is:

"That the long title of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTRE FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Health Care Bill 2009 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Health Care Bill 2009 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Health Care Bill 2009 be passed."

(The motion was carried)

(The Bill is passed)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا لہذا اب اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 23۔جولائی 2010 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔